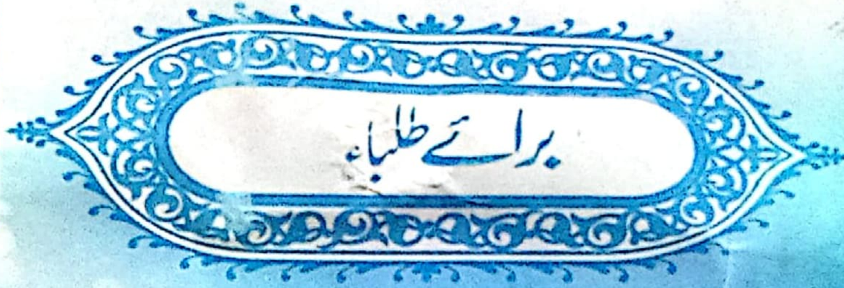
تنظیم المدارس (اہلِ سُنّت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

سوالیہ پرچہ کے ساتھ



نورانی گائیڈ

حل شدہ پرچہ جات

درجہ عالمیہ

2

مفتی محمد احمد نورانی دامت برکاتہم عالیہ



الاختبار السنوی شهادة العالميه فی العلوم العربيه والاسلاميه (ایم اے عربی واسلامیات) السنة الثانية للطلاب السنة 2021/ ۱۴۴۲ھ

الورقة الاولٰی: الصحيح للبخاری

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

الملاحظة: أجب عن السؤالين الاولين ولك الخيار فی الثالث ان تجيب عن أحد الجزئين.

السوال الاول: حدثنا آدم قال حدثنا شعبة حدثنا الحكم عن ذر عن سعيد بن عبدالرحمن بن أبزی عن أبيه قال: جاء رجل إلی عمر بن الخطاب فقال إنی أجنبت فلم أصف الماء فقال عمار بن ياسر لعمر بن الخطاب أما تذكر أنا كنا فی سفر أنا وأنت فأجنبنا فأما أنت فلم تصل وأما أنا فتمعكت فصليت فذكرت ذٰلك للنبی صلی الله عليه وسلم فقال النبی صلی الله عليه وسلم (إنما كان يكفيك هٰكذا) . فضرب النبی صلی الله عليه وسلم بكفيه الأرض ونفخ فيهما ثم مسح بهما وجهه وكفيه .

(الف) شكل كلمات السند مع المتن؟

(ب) عرف السند والمتن؟

(ج) ترجم الحديث الی الاردية

(د) حلل الكلمة المخطوطة صرفيا ولغويا

(ھ) اشرح باسلوبك الخاص حتی يتضح معنی النفخ؟ 5x8=40

السوال الثانی: حدثنا علی بن عبدالله قال حدثنا سفيان قال حدثنا الزهری عن عطاء بن يزيد الليثی عن أبی أيوب الأنصاری: أن النبی صلی الله عليه وسلم قال (إذا أتيتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها ولكن شرقوا أو غربوا) قال أبو أيوب: فقدمنا الشام فوجدنا مراحيض بنيت قبل القبلة فننحرف ونستغفر الله عزوجل وعن الزهری عن عطاء قال سمعت أبا أيوب عن النبی صلی الله عليه وسلم مثله .

(الف) شكل كلمات السند مع المتن؟

(ب) ترجم الحديث الى الاردية؟

(ج) حلل الكلمات المخطوطة صرفيا ولغويا

(د) اشرح الحديث حتى تتضح كيفية الجلوس فى الخلاء؟ 4x10=40

السوال الثالث: اجب عن احد من الجزئين الأتيين .

الجزء الاول: عن عروة عن عائشة رضى الله عنها: جهر النبى صلى الله عليه وسلم فى صلاة الخسوف بقراء ته فإذا فرغ من قراء ته كبر فركع وإذا رفع من الركعة قال (سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد) ثم يعاود القراء ة فى صلاة الكسوف أربع ركعات فى ركعتين وأربع سجدات وقال الأوزاعى وغيره . سمعت الزهرى عن عروة عن عائشة رضى الله عنها أن الشمس خسفت على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فبعث مناديا الصلاة جامعة فتقدم فصلى أربع ركعات فى ركعتين وأربع سجدات .

(الف) ترجم الحديث الى الاردية؟

(ب) اشرح كيفية صلوة الكسوف وبين الفرق بين الخسوف والكسوف ؟
10x2=20

الجزء الثانى: (الف) عرف المصطلحات الحديثية الأتية؟ 10x2=20

الاعتبار' المشابهة' الشاهد' المرسل' المدلس' المضطرب' المدرج' المعنعن' الجرح' التعديل

(ب) اشرح عشرة من الرموز الأتية المستخدمة فى الصحيح البخارى وكتب الحديث الشريف وغيرها؟

ك' خ' د' ن' ت' ج' ق' ح' نا' انا' عط' مط' مم' مح' ح' خف .

☆☆☆

درجہ عالمیہ برائے طلباء (سال دوم) 2021ء

پہلا پرچہ: صحیح بخاری

السوال الاول: حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ ذَرٍّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ إِنِّیْ أَجْنَبْتُ

فَلَمْ أُصِبِ الْمَاءَ فَقَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَمَا تَذْكُرُ أَنَا كُنَّا فِي سَفَرٍ أَنَا وَأَنْتَ فَأَجْنَبْنَا فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكْتُ فَصَلَّيْتُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ هٰكَذَا) . فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَفَّيْهِ الْأَرْضَ وَنَفَخَ فِيهِمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ .

(الف) شكل كلمات السند مع المتن؟

(ب) عرف السند والمتن؟

(ج) ترجم الحديث الى الاردية؟

(د) حلل الكلمة المخطوطة صرفيا ولغويا؟

(ھ) اشرح باسلوبك الخاص حتى يتضح معنى النفخ؟

جواب: (الف) سند اور متن پر اعراب:

سند اور متن پر اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

(ب) سند اور متن کی تعریف:

۱-سند: راویوں کا وہ سلسلہ جو متن تک پہنچتا ہو۔

۲-متن: وہ کلام جس تک سند پہنچتی ہو۔

(ج) ترجمہ حدیث:

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں: ہمیں آدم نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا: ہمیں شعبہ نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا: ہمیں الحکم نے کہا: از ذر از سعید بن عبد الرحمن بن ابزی از ولد خود انہوں نے کہا: ایک آدمی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس نے کہا: میں جنبی ہو گیا تھا مجھے پانی نہیں ملا؟ پس حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ کو یاد ہے، ہم دونوں ایک سفر میں تھے، رہے آپ تو آپ نے نماز نہیں پڑھی اور رہا میں، تو میں زمین میں لوٹ پوٹ ہو گیا، پس میں نے نماز پڑھ لی پھر میں نے اس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں صرف اس طرح کرنا کافی تھا، پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے، پھر ان میں پھونک ماری، پھر دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے اور ہاتھوں پر ملا۔

(د) خط کشیدہ الفاظ کی صرفی اور لغوی وضاحت:

۱-اَجْنَبْنَا: صیغہ جمع متکلم فعل ماضی معروف ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب افعال بدخوابی کا شکار ہونا، جنبی ہونا۔

۲- فَتَمَعَّكْتُ: صیغہ واحد متکلم فعل ماضی ثلاثی مزید فیہ بے ہمزہ وصل صحیح از باب تفعل۔ اپنے جسم کو خاک آلود کرنا' مٹی میں لوٹ پوٹ ہونا۔

(ھ) حدیث کی تشریح کے ضمن میں ''نفخ'' کے معنیٰ کی وضاحت:

حضرت عبدالرحمٰن ابزی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں موجود تھا' ان کے پاس ایک آدمی آیا' اس نے عرض کیا: ہم لوگ کسی جگہ ایک یا دو مہینے کے لیے ٹھہرتے ہیں' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تو اس وقت تک نماز ادا نہیں کروں گا جب تک میں پانی کو پا لوں' پھر حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المؤمنین! کیا آپ کو یاد ہے؟ میں اور آپ دونوں اونٹوں پر سفر کر رہے تھے' پھر ہم دونوں جنبی ہو گئے تھے' میں زمین پر لوٹ پوٹ ہو گیا' پھر ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے لیے یہ کافی تھا کہ تم اس طرح کر لیتے' آپ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے' پھر مٹی جھاڑنے کے لیے ان پر پھونک ماری' پھر ان دونوں ہاتھوں سے چہرے اور دونوں ہاتھوں پر نصف ہاتھ تک مسح کیا تھا۔

السوال الثانی: حَدَّثَنَا عَلِي بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدِ اللَّيْثِي عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا وَلٰكِنْ شَرِّقُوْا أَوْ غَرِّبُوْا) قَالَ أَبُوْ أَيُّوْبَ: فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيْضَ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَنَنْحَرِفُ وَنَسْتَغْفِرُ اللهَ عَزَّوَجَلَّ، وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

(الف) شكل كلمات السند مع المتن؟

(ب) ترجم الحديث الى الاردية؟

(ج) حلل الكلمات المخطوطة صرفيا ولغويا؟

(د) اشرح الحديث حتى تتضح كيفية الجلوس فى الخلاء؟

جواب: (الف) سند اور متن پر اعراب:

سند اور متن پر اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

(ب) ترجمہ حدیث:

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہمیں علی بن عبداللہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا: ہمیں زہری نے از عطاء بن یزید اللیثی اور از ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہما بیان کیا: بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم بیت الخلاء میں جاؤ' تو تم نہ قبلہ کی طرف منہ کرو اور نہ اس کی طرف پشت کرو' لیکن تم مشرق اور

مغرب کی طرف منہ یا پشت کرو۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم ملک شام گئے تو ہم نے وہاں قبلہ رخ بیت الخلاء بنے ہوئے دیکھے (جب ہم قضائے حاجت کے لیے جاتے) تو ہم مڑ جاتے اور ہم اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے تھے۔ زہری عطاء بن یزید کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اس کی مثل سنا ہے۔

(ج) خط کشیدہ الفاظ کی صرفی اور لغوی وضاحت:

(i) وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا: صیغہ جمع مذکر فعل نہی حاضر معروف ثلاثی مزید فیہ باہمزہ وصل از استفعال۔ ھا ضمیر برائے واحد مؤنث منصوب محلاً مفعول بہ اور یہ قبلہ کی طرف لوٹتی ہے۔ پشت کرنا۔

(ii) شَرِّقُوْا: صیغہ جمع مذکر حاضر فعل امر حاضر معروف ثلاثی مزید فیہ بے ہمزہ وصل از باب تفعیل مشرق کی طرف منہ یا پشت کرنا۔

(iii) غَرِّبُوْا: صیغہ جمع مذکر فعل امر حاضر معروف ثلاثی مزید فیہ بے ہمزہ وصل۔ مغرب کی طرف منہ یا پشت کرنا۔

(iv) مَرَاحِيْضَ: یہ "مِرْحَاضٌ" کی جمع اقصیٰ ہے۔ اس کا معنیٰ ہے: بیت الخلاء، طہارت خانے۔

(v) قِبَلَ: اسم ظرف مضاف مرکب مفعول فیہ۔ طرف، جانب، رخ۔

(vi) فَنَنْحَرِفُ: صیغہ جمع متکلم فعل مضارع معروف ثلاثی مزید فیہ باہمزہ وصل از باب انفعال۔

(د) بیت الخلاء میں بیٹھنے کی کیفیت کی وضاحت:

انسان بیت الخلاء کے استعمال کا محتاج ہے، بیت الخلاء میں بیٹھنے کی کیفیت یہ ہونی چاہیے کہ قبلہ کی طرف نہ منہ ہو اور نہ پشت۔

یاد رہے مدینہ طیبہ سے قبلہ (بیت اللہ) جنوب کی سمت واقع ہے، اسی لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بیت الخلاء میں جنوب یا شمال کی طرف منہ یا پشت نہ کرو بلکہ مشرق و مغرب کی سمت منہ یا پشت کرو۔ ہمارے ملک پاکستان سے قبلہ مغرب کی سمت ہے، لہٰذا ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم نہ مغرب کی طرف منہ کریں اور نہ پشت کریں۔ بلکہ ہمیں جنوب و شمال سمت کی طرف بیت الخلاء میں بیٹھنا چاہیے۔

السوال الثالث: اجب عن احد من الجزئين الآتيين ـ

الجزء الاول: عن عروة عن عائشة رضى الله عنها: جهر النبى صلى الله عليه وسلم فى صلاة الخسوف بقراء ته فإذا فرغ من قراء ته كبر فركع وإذا رفع من الركعة قال (سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد) ثم يعاود القراء ة فى صلاة الكسوف أربع

ركعات فى ركعتين وأربع سجدات وقال الأوزاعى وغيره ـ سمعت الزهرى عن عروة عن عائشة رضى الله عنها أن الشمس خسفت على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فبعث مناديا الصلاة جامعة فتقدم فصلى أربع ركعات فى ركعتين وأربع سجدات ـ

(الف) ترجم الحديث الى الاردية؟

(ب) اشرح كيفية صلوة الكسوف وبين الفرق بين الخسوف والكسوف؟

الجزء الثاني: (الف) عرف المصطلحات الحديثية الأتية؟

الاعتبار' المشابهة' الشاهد' المرسل' المدلس' المضطرب' المدرج' المعنعن' الجرح' التعديل

(ب) اشرح عشرة من الرموز الأتية المستخدمة فى الصحيح البخارى وكتب الحديث الشريف وغيرها؟

ك' خ' د' ن' ت' ج' ق' ح' نا' انا' عط' مط' مم' مح' ح' خف ـ

جواب: (الف) جزءِ اوّل:

(الف) ترجمہ حدیث:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند گرہن کی نماز میں بلند آواز سے قراءت کی جب آپ قراءت سے فارغ ہوئے' تو آپ نے اللہ اکبر کہا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا' جب رکوع سے اپنا سر اٹھایا تو کہا: سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد' پھر آپ اسی طرح چاند گرہن کی نماز پڑھتے رہے' چار رکوع' دو رکعت اور چار سجدوں میں۔ امام اوزاعی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہمایوں میں سورج گرہن لگا' تو آپ نے ایک منادی کو روانہ کیا' تاکہ وہ یہ اعلان کرے: الصلوٰة جامعة (لوگو! نماز کے لیے جمع ہو جاؤ)' پھر آپ آگے بڑھے دو رکعتوں میں چار رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ نماز پڑھائی۔

(ب) سورج گرہن کی نماز کا طریقہ:

سورج گرہن کے وقت امام جمعہ کے پیچھے یا حاکم وقت کے مقرر کردہ امام کے پیچھے نفلوں کی طرح دو رکعت نماز ادا کرنا مسنون ہے' اس کے لیے نہ تو آذان دی جائے' نہ ہی اقامت کہی جائے' نہ امام بلند آواز سے قراءت کرے اور نہ ہی خطبہ دیا جائے' بلکہ آذان کی جگہ یہ ندا دی جائے: آؤ نماز کھڑی ہونے والی ہے۔

ان دونوں رکعت کے قیام رکوع اور سجدوں کو لمبا کرنا مسنون ہے' پھر امام چاہے تو قبلہ رخ بیٹھ کر دعا مانگے یا کھڑے ہو کر لوگوں کی طرف منہ کرتے ہوئے دعا مانگے' یہ دوسرا انداز زیادہ بہتر ہے' اور مقتدی اس کی دعاء پر آمین کہتے رہیں' اسی طرح دعاء واستغفار ہوتا رہے' حتیٰ کہ سورج کی روشنی مکمل ہو جائے۔

اگر امام حاضر نہ ہو' تو لوگ انفرادی طور پر نماز ادا کریں جس طرح چاند کو گرہن لگنے' دن کے وقت خوفناک اندھیرا چھا جانے' تیز آندھی آ جانے اور کوئی پریشانی لاحق ہونے کے وقت علیحدہ علیحدہ نوافل پڑھتے ہیں۔

خسوف اور کسوف میں فرق:

خسوف اور کسوف دونوں الفاظ کا لغوی معنیٰ ہے: بے نور ہو جانا۔ دونوں میں اصطلاحی معنیٰ کے اعتبار سے فرق ہے۔ خسوف چاند گرہن کو کہا جاتا ہے' اور کسوف سورج گرہن کو کہتے ہیں۔ یاد رہے سورج گرہن کے لیے نماز ہے' اور چاند گرہن کے لیے نماز نہیں ہے' بلکہ توبہ' استغفار اور دعا ہے۔

الجزء الثانی: (الف) اصطلاحات فن حدیث کی وضاحت:

۱-الاعتبار: منفرد راوی کی حدیث کے ترک اور اس کی سندوں کی تحقیق اور تلاش کرنا تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس روایت میں کوئی اور بھی شریک ہے یا نہیں۔

۲-الشاھد: غریب اور منفرد حدیث کے راوی کی لفظاً اور معنیً' یا صرف معنیً میں دوسرے راوی کی موافقت کرنا اور اس سے مشارکت کرنا بشرطیکہ صحابی مختلف ہوں۔

۳-المرسل: وہ حدیث ہے جس کے آخر سے یعنی تابعی کے بعد سند میں سقوط ہو یعنی صحابی کا ذکر نہ ہو۔

۴-المدلس: سند کے عیب کو چھپانا اور اس کے ظاہر کی تحسین کرنا۔

۵-المضطرب: وہ حدیث جو ایسے مختلف طریقوں سے مروی ہو' جو قوت میں مساوی ہوں۔

۶-المدرج: جب حدیث کی سند کا سیاق بدل دیا گیا ہو یا اس کے متن میں کسی وضاحت کے بغیر ایسی چیز داخل کی گئی' جو اس متن سے نہ ہو۔

۷-المعنعن: راوی کا یہ قول "فلان عن فلان" معنعن ہے۔

۸-الجرح: جس طرح ان کتب میں طعن کا ذکر جو بعض راویوں کی عدالت یا ان کے ضبط پر کیا جاتا ہے' یہ بھی غیر متعصب آئمہ سے منقول ہے۔ اس کو جرح کہتے ہیں۔

۹-التعدیل: چونکہ حدیث کے صحیح اور ضعیف ہونے کا حکم کچھ امور پر مبنی ہے جیسے راویوں کی عدالت اور ضبط یا ان کی عدالت اور ضبط پر طعن' تو اس لیے علماء کرام نے ایسی کتب لکھنے کا اہتمام کیا' جن

میں راویوں کی عدالت اور ضبط کا بیان ایسے آئمہ سے منقول ہے، جو قابل اعتماد تعدیل کرنے والے ہیں، اسی کو تعدیل کہتے ہیں۔

(ب) صحیح بخاری اور دوسری کتب حدیث میں استعمال ہونے والے رموز اوقاف کی تعریفات:

۱-ن: یہ سنن نسائی کی طرف اشارہ کے لیے آتا ہے۔

۲-خ: صحیح بخاری

۳-د: سنن ابوداؤد

۴-ت: جامع ترمذی

۵-ج: کتاب کے جزء یا جلد کی طرف اشارہ کے لیے آتا ہے۔

۶-ق: متفق علیہ

۷-ح: حائل سے ماخوذ ہے۔

۸-نا: حَدَّثَنَا

۹-آنا: اَخْبَرَنَا

۱۰-مط: موَطا

۱۱-مم: مُعْجِمُ الْمُفَهْرِسْ

۱۲-مح: مسند امام احمد

۱۳-ح: حِیْنَئِذٍ سے مخفف ہے۔

۱۴-خف: علامت تخفیف

☆☆☆

الاختبار السنوى شهادة العالميه فى العلوم العربيه والاسلاميه (ایم اے عربی واسلامیات) السنة الثانية للطلاب السنة 2021/ ١٤٤٢ھ

الورقة الثانية: الصحيح لمسلم

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

ملاحظة: أجب عن ثلثة فقط

السوال الاول: حَدَّثَنَا مُحَمَّد بن عمرو بن جبلة بن ابى رواد قال حدثنا ابو عامر يعنى العقدى قال حدثنا قرة عن محمد عن ابى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال من اشترى شاة مصراة فهو بالخيار ثلاثة ايام فان ردها رد معها صاعا من طعام لاسمراء .

(الف) شكل سند الحديث ومتنه؟ (۱۰)

(ب) ترجم الحديث الى الاردية؟ (۱۰)

(ج) اكتب معنى التصرية لغة واصطلاحا؟ (۵)

(د) اكتب حكم بيع المصراة فى ضوء اختلاف الفقهاء وأوضح أن بيع المصراة يصح أم لا . (۴+۵=۹)

السوال الثانى: عن ابى سعيد الخدرى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا تبيعوا الذهب بالذهب الامثلا بمثل ولا تشفوا بعضها على بعض ولا تبيعوا الورق بالورق الامثلا بمثل ولا تشفوا بعضها على بعض ولا تبيعوا منها غائبا بناجز .

(الف) ترجم الحديث الى اللغة الاردية؟ (۱۵)

(ب) إشرح العبارة المخطوطة مع بيان كيفيتها؟ (۱۰)

(ج) ماهى علة الربوا فى ضوء اختلاف الفقهاء بين مع الدليل؟ (۸)

السوال الثالث: عن ابى هريرة قال كان لسليمان عليه الصلوٰة والسلام ستون

امـرأة فقال لا طوفن عليهن الليلة فتحمل كل واحدة منهن فتلد كل واحدة منهن غلاما فـارسا يقاتل فی سبيل الله فلم تحمل منهن الا واحدة فولدت نصف انسان فقال رسول الله صـلى الله عليه وسلم لو كان استثنى لولدت كل واحدة منهن غلاما فارسا يقاتل فی سبيل الله .

(الف) ترجم الحديث الشريف بعد تشكيله؟ (۹+۹=۱۸)

(ب) اكتب المسائل الثلاث المستنبطة من هذا الحديث الشريف؟ (۹)

(ج) ماهو حكم الاستثناء فی اليمين والشرط اذا كان متصلا او منقطعا؟ (۶)

السـوال الـرابـع: عـن جابر بن عبدالله يقول غزوت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم تسع عشرة غزوة لم اشهد بدر اولا احدا منعنى ابى فلما قتل عبدالله يوم احدلم اتخلف عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فی غزوة قط .

(الف) ترجم الحديث الشريف . (۱۰)

(ب) كـم غـزا رسول الله صلى الله عليه وسلم وايضاً كم غزوة وقع فيها القتال؟ (۹)

(ج) فی ای سنة وقعت غزوة بدر واحد وفتح مكة؟ (۹)

(د) اكتب معنى الغزوة والسرية والفرق بينهما؟ (۵)

☆☆☆

درجہ عالمیہ برائے طلباء (سال دوم) 2021ء

دوسرا پرچہ: صحیح مسلم

السـوال الاول: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ بْنِ اَبِی رُوَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ يَـعْـنِـی الْـعَقْدِیَّ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَـالَ مَنِ اشْتَرٰی شَاةً مُصَرَّاةً فَهُـوَ بِـالْـخِيَارِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَاِنْ رَدَّهَا رَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِنْ طَعَامٍ لَّاسَمْرَاءَ .

(الف) شكل سند الحديث ومتنه؟

(ب) ترجم الحديث الى الاردية؟

(ج) اكتب معنى التصرية لغة واصطلاحا؟

(د) اكتب حكم بيع المصراة في ضوء اختلاف الفقهاء وأوضح أن بيع المصراة يصح أم لا؟

جواب: (الف) سند اور متن حدیث پر اعراب:

نوٹ: سند اور متن حدیث پر اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

(ب) ترجمہ حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مصراۃ بکری خریدی اس کو تین دن تک اختیار ہے، اگر وہ اس کو واپس کرے تو اس کے ساتھ ایک صاع طعام بھی دے، گندم ضروری نہیں ہے۔

(ج) "التصرية" کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ:

لفظ "التصرية" باب تفعیل کا مصدر ہے، اس کا اصل مادہ "صری" ہے، اس کا معنیٰ ہے: جمع کرنا۔ اہل عرب کہا کرتے ہیں: صريت الماء في الحوض یعنی میں نے حوض میں پانی جمع کر لیا۔ "صرى الماء في ظهره" اس کی پشت میں پانی جمع ہے، یعنی اس نے ابھی تک نکاح نہیں کیا۔

اس کا اصطلاحی معنیٰ ہے: روکنا، چنانچہ کہا جاتا ہے: التصرية حبس الماء یعنی تصریہ کا مطلب پانی روکنا ہے۔ امام شافعی اور دیگر فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ تصریہ یہ ہے کہ اونٹنی یا بکری کے تھنوں کو رسی سے باندھ دیا جائے، چند دنوں تک اس کا دودھ نہ دوہا جائے یہاں تک کہ اس کے تھنوں میں دودھ خوب جمع ہو جائے، اسے دیکھ کر مشتری یہ گمان کرے کہ عادۃً اس جانور کا دودھ زیادہ ہے اور وہ اس کی قیمت زیادہ لگائے۔

یاد رہے کہ تصریہ خواہ بکری ہو، یا اونٹنی یا اور دوسرے دودھ فراہم کرنے والے جانور کا ہو، یہ حرام و ناجائز ہے، اس لیے کہ اس صورت میں خریدار کو دھوکا دیا جاتا ہے، تاہم بیع منعقد ہو جائے گی۔

(د) بیع مصراۃ میں مذاہب آئمہ کے ضمن میں اس بیع کا حکم:

بیع مصراۃ کے مسئلہ میں اختلاف فقہاء موجود ہے، اس اختلاف کی تفصیل اور اس بیع کے حکم کے حوالے سے تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ فقہاء شوافع کا موقف یہ ہے کہ تصریہ حرام ہے، مگر بیع منعقد ہو جائے گی، مشتری کو اس کا علم ہونے پر وہ بیع واپس بھی کر سکتا ہے، واپسی اسی وقت بھی ہو سکتی ہے، اور بعد میں علم ہونے کی صورت میں یہ اختیار تین تک ہو سکتا ہے۔ تاہم واپسی کی صورت میں مشتری ایک صاع (چار کلو گرام) کھجور بھی دے گا، خواہ اس نے دودھ زیادہ دوہا ہو یا کم مقدار میں دوہا ہو۔

۲-فقہاء حنبلیہ کا مؤقف یہ ہے کہ مصراۃ کی صورت میں اگر مشتری جانور کو واپس کرنا چاہتا ہو تو وہ واپسی پر ایک صاع کھجوریں بھی ساتھ دے گا' یہ کھجوریں واپسی کے لیے شرط ہیں' خواہ ان کی قیمت دودھ سے زیادہ ہو یا کم ہو۔ اس طرح ان کے ہاں بھی یہ بیع منعقد ہو جائے گی۔

۳-فقہاء مالکیہ کا مؤقف بھی یہی ہے کہ مصراۃ کی صورت میں بیع درست ہو جائے گی' مگر مشتری کو اس کے واپس کرنے کا اختیار ہوگا' واپسی کی صورت میں ایک صاع کھجوریں بھی ساتھ دینا ہوں گی' تاہم ان کے ہاں کھجوریں شرط نہیں ہیں بلکہ شہر میں کھائی جانے والی کوئی بھی خوراک ایک صاع کی مقدار جانور کے ساتھ دے سکتا ہے۔

۴-فقہاء احناف میں سے امام اعظم ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ مصراۃ کو واپس کرنا درست نہیں ہے' کیونکہ یہ عیب کی صورت نہیں بنتی بلکہ دھوکا کی صورت ہے۔ تاہم مشتری کا جو زیادہ قیمت کی صورت میں نقصان ہوا ہے' وہ بائع سے اتنی قیمت واپس لینے کا مجاز ہوگا۔

احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے کہ حدیث مصراۃ پر عمل درست نہیں ہے۔

حدیث مصراۃ پر عدم عمل کی کئی وجوہات ہیں' جو درج ذیل ہیں:

(i) یہ روایت مضطرب ہے لہٰذا اسے معمول بہ بنانا درست نہیں ہے۔

(ii) یہ روایت قرآن کریم کے مضمون کے خلاف ہے' یعنی واپسی کی صورت میں کھجور یا طعام کا ایک صاع دینا بھی نقصان ہے۔

(iii) یہ روایت تعلیم سنت کے منافی ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خریدار اور بائع کو اس وقت تک اختیار ہوتا ہے جب تک وہ جدا نہ ہو جائیں۔

(iv) حدیث مصراۃ اجماع امت کے خلاف ہے' کیونکہ بیع کی واپسی میں طعام یا کھجوریں شامل نہیں ہیں۔

(v) حدیث مصراۃ قیاس کے بھی منافی ہے' کیونکہ دودھ کا عوض ایک صاع طعام یا کھجوریں نہیں ہو سکتیں۔

السوال الثانی: عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تبیعوا الذهب بالذهب الامثلا بمثل ولا تشفوا بعضها علی بعض ولا تبیعوا الورق بالورق الامثلا بمثل ولا تشفوا بعضها علی بعض ولا تبیعوا منها غائبا بناجز ۔

(الف) ترجم الحدیث الی اللغة الاردیة؟

(ب) اشرح العبارة المخطوطة مع بیان کیفیتها؟

(ج) ماهی علة الربوا فی ضوء اختلاف الفقهاء بین مع الدلیل؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سونے کو سونے کے بدلے صرف برابر برابر فروخت کرو اور بعض سونے کے عوض کم سونا فروخت نہ کرو۔ چاندی کو چاندی کے عوض فروخت مت کرو اور بعض چاندی کو کم چاندی کے عوض مت فروخت کرو اور تم ان میں سے کسی کو ادھار مت فروخت کرو۔

(ب) خط کشیدہ عبارت کی وضاحت:

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ سونا' سونے کے عوض اور چاندی چاندی کے عوض برابر برابر خرید و فروخت تو جائز ہے' اسی طرح اس میں نقد ہونا بھی ضروری ہے' ان میں جس طرح اضافہ و کمی منع ہے' اسی طرح ادھار بھی منع و حرام ہے۔ یہی حکم سونے اور چاندی سے تیار شدہ زیورات اور دوسری اشیاء کا بھی ہے۔

(ج) ربوا میں علت کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

آئمہ فقہ کا اس بات میں اتفاق ہے کہ جس طرح چھ امور یعنی سونا' چاندی' گندم' جو' چھوارے اور نمک میں زیادتی منع ہے' اسی طرح ان چیزوں میں بھی سود حرام ہے جو ان کے معنیٰ میں شریک ہیں۔ تاہم ان چھ چیزوں میں علت ربوا کے حوالے سے آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ سونے اور چاندی میں علت حرمت ان کا جنس ثمن سے ہونا ہے۔ لہٰذا باقی اشیاء میں کمی اور بیشی حرام نہیں ہوگی' اس لیے کہ ان میں علت حرمت مشترک نہیں ہے۔ باقی چار چیزوں میں علت حرمت کھانے کی جنس سے ہونا ہے' لہٰذا ہر کھانے کی چیز میں تفاضل کے ساتھ بیع حرام ہوگی۔

۲- امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے سونے اور چاندی میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مثل ہے۔ باقی چار اشیاء میں علت حرمت ان کا خوراک کے ذخیرہ میں شامل ہونا ہے' یہی وجہ ہے کہ ان کے نزدیک منقیٰ میں بھی تفاضل حرام ہے' کیونکہ اس کا شمار بھی اشیاء خوردنی میں ہوتا ہے۔

۳- امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ سونے اور چاندی میں علت حرمت وزن ہے جبکہ باقی چار چیزوں میں علت حرمت ماپنا ہے۔ لہٰذا جو چیز بھی وزن اور ماپ سے بیع کی جاتی ہو' تو اتحاد جنس کی صورت میں اس کا تفاضل کے ساتھ فروخت کرنا حرام ہے۔

۴- امام احمد اور ایک قول کے مطابق امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ ان چار چیزوں میں علت حرمت طعام کا وزن یا ماپ کے ساتھ فروخت کرنا ہے' اس لیے اشیاء خوردنی خواہ عددی ہوں جیسے

انڈے وغیرہ، تو ان میں تفاضل کے ساتھ بیع حرام نہیں ہوگی۔ ہر وہ چیز، جو وزن یا ماپ کے ساتھ فروخت کی جائے، اس کی جنس کے عوض تفاضل سے بیع درست نہیں ہو سکتی۔

السوال الثالث: عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ لِسُلَيْمَانَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ سِتُّوْنَ اِمْرَأَةً فَقَالَ لَاطُوْفَنَّ عَلَيْهِنَّ اللَّيْلَةَ فَتَحْمِلُ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ فَتَلِدُ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ غُلَامًا فَارِسًا يُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْهُنَّ اِلَّا وَاحِدَةٌ فَوَلَدَتْ نِصْفَ اِنْسَانٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ اسْتَثْنٰى لَوَلَدَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ غُلَامًا فَارِسًا يُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

(الف) ترجم الحديث الشريف بعد تشكيله؟

(ب) اكتب المسائل الثلاث المستنبطة من هذا الحديث الشريف؟

(ج) ماهو حكم الاستثناء فی اليمين والشرط اذا كان متصلا او منقطعا ۔

جواب: (الف) اعراب بر حدیث اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت پر لگادیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ساٹھ ازواج مطہرات تھیں، انہوں نے کہا: آج رات میں تمام بیویوں کے پاس جاؤں گا، جس سے ہر بیوی حاملہ ہوگی، پھر ہر ایک میں سے ایک بہادر بچہ پیدا ہوگا، جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے گا، مگر ان میں سے صرف ایک بیوی حاملہ ہوئی، اس سے آدھا بچہ پیدا ہوا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر حضرت سلیمان علیہ السلام "انشاء اللہ" کہتے تو سب ازواج مطہرات سے بہادر بچہ پیدا ہوتا، جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا۔

(ب) حدیث سے ثابت ہونے والے تین مسائل:

اس حدیث سے کثیر مسائل ثابت ہوتے ہیں، جن میں سے تین درج ذیل ہیں:

۱- اچھا کام کرنے کا قصد کرنا اور اس کے اسباب پیدا کرنا افضل عمل ہے۔

۲- قسم اٹھاتے وقت انشاء اللہ کہنا مستحب امر ہے۔

۳- جس چیز کے حصول کا ظن غالب ہو، اس حوالے سے دوسروں کو مطلع کرنا جائز ہے۔

(ج) قسم اور شرط میں متصل یا منقطع طور پر استثناء کرنے میں مذاہب آئمہ:

قسم اٹھانے یا شرط عائد کرنے کے بعد انشاء اللہ کے ساتھ استثناء کیا، تو وہ قسم منعقد ہوگی یا نہیں؟ اس حوالے سے آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- جمہور فقہاء کا مؤقف یہ ہے کہ جب کسی شخص نے قسم اٹھانے کے بعد متصل انشاء اللہ کہہ دیا، تو یہ

استثناء کی صورت ہوگی' اس آدمی کی قسم منعقد نہیں ہوگی۔ ان کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(i) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے قسم اٹھا کر انشاء اللہ کہا' تو اس نے استثناء کیا۔

(ii) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے: حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے قسم اٹھا کر استثناء کر لیا' وہ چاہے تو رجوع کرے اور چاہے چھوڑ دے' تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔

یاد رہے کہ یہ استثناء کلام کے بعد متصل ہو ورنہ استثناء درست نہیں ہوگا۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک قول یہ ہے کہ استثناء کا تقاضا یہ ہے کہ یہ قسم کے بعد اور متصل ہو ورنہ استثناء درست نہیں ہوگا۔

۲- امام مالک' امام ثوری' امام اوزاعی' امام شافعی' امام اسحاق' امام ابوحنیفہ اور امام ابن منذر رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ استثناء قسم کے بعد متصل ہو اور زبان کے ساتھ ہو' محض دل سے استثناء درست نہیں ہو گا۔

۳- امام لیث' امام حماد' امام ابوثور اور اصحاب الرائے یعنی فقہاء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اس میں استثناء درست ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من حلف فقال ان شاء الله لم يحنث یعنی جس شخص نے قسم اٹھائی' پھر اس نے انشاء اللہ کہا' تو وہ حانث نہیں ہو گا۔

السوال الرابع: عن جابر بن عبدالله يقول غزوت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم تسع عشرة غزوة لم اشهد بدر اولا احدا منعني ابي فلما قتل عبدالله يوم احدلم اتخلف عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في غزوة قط.

(الف) ترجم الحديث الشريف؟

(ب) كم غزا رسول الله صلى الله عليه وسلم وايضاً كم غزوة وقع فيها القتال؟

(ج) في اى سنة وقعت غزوة بدر واحد وفتح مكة؟

(د) اكتب معنى الغزوة والسرية والفرق بينهما؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے' انہوں نے کہا: میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں انیس غزوات میں شرکت کی' میں غزوۂ بدر اور غزوۂ اُحد میں شامل نہ ہوا' کیونکہ ان مواقع پر میرے باپ نے مجھے روک لیا تھا۔ پس جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ احد کے دن شہید کیے گئے' تو پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی لڑائی میں کبھی پیچھے نہ رہا۔

(ب) غزوات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعداد اور وہ غزوات جن میں باقاعدہ لڑائی ہوئی:

۱-غزوات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ستائیس (۲۷) غزوات میں شرکت فرمائی۔ ان میں سے صرف نو (۹) غزوات میں باقاعدہ دشمن سے لڑائی ہوئی اور ان نو غزوات کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) غزوۂ بدر' (۲) غزوۂ اُحد' (۳) غزوۂ مریسیع' (۴) غزوۂ خندق' (۵) غزوۂ قریظہ' (۶) غزوہ خیبر' (۷) غزوۂ فتح مکہ' (۸) غزوۂ حنین' (۹) غزوۂ طائف۔

(ج) غزوۂ بدر' غزوۂ اُحد اور غزوۂ فتح مکہ پیش آنے کے سال:

۱-غزوۂ بدر: ہجرت کے دوسرے سال پیش آیا۔

۲-غزوۂ اُحد: ہجرت کے تیسرے سال پیش آیا۔

۳-غزوۂ فتح مکہ: ہجرت کے آٹھویں سال پیش آیا۔

(د) غزوہ اور سریہ کا مطلب وفرق:

۱-غزوہ: (قتال) وہ لڑائی جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی شرکت فرمائی ہو۔

۲-سریہ: وہ لڑائی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود شرکت نہ فرمائی ہو۔

☆☆☆

الاختبار السنوی شهادة العالمیه فی العلوم العربیه والاسلامیه (ایم اے عربی واسلامیات) السنة الثانیة

للطلاب السنة 2021/ ۱۴۴۲ھ

الورقة الثالثة: الجامع للترمذی

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　　مجموع الارقام: ۱۰۰

ملاحظة: اجب عن ثلثة فقط .

السؤال الاول: عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم انصرف من صلٰوة جهر فیها بالقراءة فقال هل قرأ معی احد منکم اٰنفا فقال رجل نعم یا رسول الله صلی الله علیه وسلم قال انی اقول مالی القراٰن قال فانتهی الناس عن القراءة مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فیما یجهر فیه رسول الله صلی الله علیه وسلم من الصلوات بالقراءة حین سمعوا ذلک من رسول الله صلی الله علیه وسلم .

(الف) شکل الحدیث ثم ترجمه الی الاردیة؟ (۲۰=۱۰+۱۰)

(ب) اذکر مذهب الاحناف فقط فی القراءة خلف الامام مع دلائلهم؟ (۱۳)

السؤال الثانی: عن الشعبی قال صلی بنا المغیرة بن شعبة فنهض فی الرکعتین فسبح به القوم وسبح بهم فلما قضی صلوته سلم ثم سجد سجدتی السهو وهو جالس ثم حدثهم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم فعل بهم مثل الذی فعل .

(الف) شکل الحدیث ثم ترجمه الی الاردیة؟ (۲۰=۱۰+۱۰)

(ب) بین ان سجدتی السهو قبل السلام او بعده عند الائمة الاربعة من المجتهدین بدون الدلائل؟ (۱۳)

السؤال الثالث: عن جابر قال خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم وانا معه فدخل علی امرأة من الانصار فذبحت له شاة فاکل واتته بقناع من رطب فأکل منه ثم توضأ للظهر وصلی ثم انصرف فاتته بعلالة من علالة الشاة فأکل ثم صلی العصر ولم یتوضأ .

(الف) شکل الحدیث ثم ترجمه الی الاردیة؟ (۲۰=۱۰+۱۰)

(ب) ماحکم الوضوء مما غیرت النار عند الائمة الاربعة من المجتهدین؟ (۷)

(ج) فی الحدیث الوضوء مما مست النار فما اجاب الفقهاء الکرام عنه، بین قولین من اقوالهم؟ (٦)

التسؤال الرابع: عن ابی سعید الخدری قال: قیل یا رسول الله صلی الله علیه وسلم! أنتوضأ بیر بضاعة وهی بیر یلقی فیها الحیض ولحوم الکلاب والنتن فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الماء طهور لا ینجسه شیء .

(الف) ترجم الحدیث الی الازدیة بعد وضع الاعراب؟ (۱۵=۷+۸)

(ب) اذکر مذاهب الائمة العظام من المجتهدین فی ان المآء طهور لا ینجسه شیء بدلائلهم؟ (۱۸)

☆☆☆

درجہ عالمیہ برائے طلباء (سال دوم) 2021ء

تیسرا پرچہ: جامع ترمذی

السؤال الاول: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوةٍ جَهَرَ فِیْهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ هَلْ قَرَأَ مَعِیْ اَحَدٌ مِّنْكُمْ اٰنِفًا فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ! قَالَ اِنِّیْ اَقُوْلُ مَالِی الْقُرْاٰنَ قَالَ فَانْتَهَی النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَا یَجْهَرُ فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّلَوَاتِ بِالْقِرَاءَةِ حِیْنَ سَمِعُوْا ذٰلِكَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ .

(الف) شکل الحدیث ثم ترجمه الی الاردیة؟

(ب) اذکر مذهب الاحناف فقط فی القراءة خلف الامام مع دلائلهم؟

جواب: (الف) حدیث پر اعراب اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: حدیث پر اعراب لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث حسب ذیل ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایسی نماز سے فارغ ہوئے، جس میں آپ نے بلند آواز سے قراءت کی تھی، آپ نے فرمایا: کیا ابھی تم میں سے کسی ایک نے میرے ساتھ قراءت کی ہے؟ ایک آدمی نے کہا: یارسول اللہ! ہاں! میں نے قراءت کی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: میں بھی سوچ رہا تھا' کیا وجہ ہے کہ قراءت میں رکاوٹ ڈالی جارہی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں' جن نمازوں میں آپ بلند آواز میں قراءت کرتے تھے' ان میں قراءت کرنے سے باز آ گئے' جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ بات سنی۔

(ب) قراءت خلف الامام کے مسئلہ میں احناف کا مذہب مع دلائل:

قراءت خلف الامام کے مسئلہ میں احناف کا مؤقف یہ ہے کہ مقتدی ہرگز قراءت نہیں کرے گا' خواہ نماز جہری ہو یا سری ہو اور اس حوالے سے ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱- ارشاد ربانی ہے: وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ٥ یعنی جب قرآن پڑھا جائے' تو تم اسے سنو اور خاموشی اختیار کرو' تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

قرآن کا سننا واجب ہے' اس پر خاموشی اختیار کرنا بھی ضروری ہے۔

۲- زیر بحث حدیث بھی احناف کی دلیل ہے' اس میں بھی صراحت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قراءت کرنے والے آدمی کو قراءت میں رکاوٹ و تنازع کا سبب قرار دیا تھا اور اس کے بعد صحابہ نے کبھی قراءت خلف الامام نہیں کی تھی۔

۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: من كان له امام فقراء ة الامام له قراء ة یعنی جس آدمی نے امام کی اقتداء میں نماز ادا کی' تو امام کی قراءت اس کی بھی قراءت ہے۔ (ابن ماجہ)

جب امام کی قراءت' مقتدی کی قراءت قرار دی گئی ہے' تو پھر مقتدی کو امام کی اقتداء میں قراءت منع ہے۔

السؤال الثانی: عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ صَلّٰى بِنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَنَهَضَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ فَسَبَّحَ بِهِ الْقَوْمُ وَسَبَّحَ بِهِمْ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَهُوَ جَالِسٌ ثُمَّ حَدَّثَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ بِهِمْ مِثْلُ الَّذِیْ فَعَلَ.

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه الى الاردية؟

(ب) بين ان سجدتى السهو السلام او بعده عند الائمة الاربعة من المجتهدين بدون الدلائل؟

جواب: (الف) حدیث پر اعراب اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب حدیث پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

شعبی کا بیان ہے: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی' وہ دو رکعت پڑھنے کے بعد (بیٹھنے کی بجائے) کھڑے ہو گئے' لوگوں نے انہیں سبحان اللہ کہہ کر متوجہ کرنا چاہا' تو انہوں نے جواب میں

بھی سبحان اللہ کہہ دیا۔ جب انہوں نے نماز مکمل کی' تو سلام پھیر کر دو مرتبہ سجدہ سہو کر لیا' جبکہ وہ بیٹھے ہی تھے پھر انہوں نے لوگوں کو یہ بتایا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا یعنی جیسا حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کیا ہے۔

(ب) سجدہ سہو سلام سے قبل ہے یا بعد میں؟ اس حوالے سے مذاہب آئمہ اربعہ:

اس بات میں تمام آئمہ کا اتفاق ہے کہ جب دوران نماز فرض رکن میں تاخیر ہو جائے یا کوئی واجب چھوٹ جائے' تو یہ کمی سجدہ سہو سے پوری ہو جاتی ہے' لہٰذا اس کمی کی تلافی کے لیے سجدہ سہو کیا جائے گا۔ دریافت طلب یہ بات ہے کہ سجدہ سہو قبل السلام ہے یا بعد السلام ہے؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ آئمہ ثلاثہ یعنی امام شافعی' امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ سجدہ سہو قبل السلام افضل ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے مؤقف میں قدرے تفصیل ہے۔ اگر نقصان کی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہوا ہو' تو سجدہ سہو قبل السلام افضل ہے' اگر کسی زیادتی کی وجہ سے واجب ہوا ہو' بعد السلام سجدہ سہو افضل ہے۔ اس سلسلہ میں یہ عبارت مشہور ہے: القاف بالقاف والدال بالدال یعنی نقصان والا سجدہ قبل السلام اور نقصان والا سجدہ سہو بعد السلام افضل ہے۔

اسی طرح امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے مؤقف میں قدرے تفصیل ہے' ان کا کہنا ہے کہ سجدہ سہو کے واجب ہونے کی متعدد صورتیں ہیں' جن صورتوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل السلام سجدہ سہو کیا' ان میں قبل السلام سجدہ سہو کرنا افضل ہے' اور جن صورتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد السلام سجدہ سہو کیا' ان میں بعد السلام سجدہ سہو کرنا افضل ہے۔

الغرض آئمہ ثلاثہ کے نزدیک سجدہ سہو قبل السلام افضل ہے۔

دلیل: آئمہ ثلاثہ کی دلیل حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار نماز ظہر پڑھائی' آپ دوسری رکعت کے بعد کھڑے ہو گئے' حالانکہ آپ نے بیٹھنا تھا' پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز مکمل کر لی' تو آپ نے دو سجدے کیے' ہر سجدہ میں تکبیر بھی کہی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے' سلام پھیرنے سے پہلے۔ (ترمذی' ج:۱' ص:۸۹)

۲۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ سجدہ سہو بعد السلام کیا جائے گا۔ آپ کے دلائل درج ذیل ہیں:

(i) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار نماز ظہر پانچ رکعات پڑھائی' تو آپ سے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! کیا نماز زیادہ ہو گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ تو آپ نے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کیے۔ (جامع ترمذی' ج:۱' ص:۹۰)

(ii) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لکل سھو سجدتان بعد ما یسلم (ابوداؤد ج:۱ص:۱۴۸) یعنی ہر سجدہ سہو دو سجدے ہیں اور یہ سجدے سلام کے بعد ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: یہ روایت جواز پر محمول ہے، مگر افضل صورت بعد السلام ہے۔

السؤال الثالث: عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَعَہٗ فَدَخَلَ عَلَی امْرَاَۃٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَذَبَحَتْ لَہٗ شَاۃً فَاَکَلَ وَاَتَتْہُ بِقِنَاعٍ مِّنْ رُّطَبٍ فَاَکَلَ مِنْہُ ثُمَّ تَوَضَّاَ لِلظُّھْرِ وَصَلّٰی ثُمَّ انْصَرَفَ فَاَتَتْہُ بِعُلَالَۃٍ مِّنْ عُلَالَۃِ الشَّاۃِ فَاَکَلَ ثُمَّ صَلَّی الْعَصْرَ وَلَمْ یَتَوَضَّأْ.

(الف) شکل الحدیث ثم ترجمه الی الاردیة؟

(ب) ما حکم الوضوء مما غیرت النار عند الائمة الاربعة من المجتهدین؟

(ج) فی الحدیث الوضوء مما مست النار فما اجاب الفقهاء الکرام عنه، بین قولین من اقوالهم؟

جواب: (الف) حدیث پر اعراب اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب حدیث پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے، میں آپ کے ساتھ تھا، آپ ایک انصاری خاتون کے ہاں تشریف لے گئے، اس عورت نے آپ کے لیے ایک بکری ذبح کی، آپ نے اسے کھایا، پھر وہ عورت کھجوروں کا ایک تھال لے کر آئی، آپ نے ان میں سے بھی کھایا، پھر آپ نے نماز ظہر کے لیے وضو کیا، پھر نماز ظہر ادا کی، جب آپ نماز ظہر سے فارغ ہوئے تو وہ عورت بچا ہوا بکری کا گوشت لائی، آپ نے اسے بھی کھایا، پھر آپ نے نماز عصر ادا کی، مگر از سر نو وضو نہ کیا۔

(ب) آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جانے کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

جمہور صحابہ، تابعین اور آئمہ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہاں ما غیرت النار کا کھانا پینا ناقض وضو نہیں ہے۔ تاہم شروع میں بعض صحابہ کرام اور بعض تابعین اس کے قائل تھے، مگر بعد میں ان کا اختلاف بھی ختم ہو گیا اور سب کا اس کے عدم ناقض وضو پر اجماع ہو گیا، پھر تمام محدثین نے سب کے اجماع کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس مسئلہ سے متعلق روایات کو نقل کیا ہے۔ محدثین کرام یعنی امام بخاری، امام مسلم اور امام ترمذی رحمہم اللہ تعالیٰ نے ایسی روایات کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے، پہلے حصہ کی روایات یعنی الوضوء مما

مست النار کو پہلے باب میں نقل فرمائیں اور دوسرے حصہ یعنی ما غیرت النار کے عدم ناقض وضو ہونے والی روایات دوسرے باب میں نقل کر کے اشارہ کر دیا کہ پہلی روایات جن سے ناقض وضو ہونا ثابت ہوتا ہے، وہ منسوخ اور بعد والی جملہ روایات ناسخ ہیں۔

(ج) "الوضوء مما مست النار" کا جواب اقوال فقہاء کی روشنی میں:

سوال یہ ہے کہ جب آگ سے تیار شدہ چیز کے کھانے سے عدم ناقض وضوء پر اجماع منعقد ہو چکا ہے، تو اس کے ثبوت والی روایات کا جواب کیا ہوگا؟ تو اس کے متعدد جوابات ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- حدیث: مما مست النار' کا حکم منسوخ ہو چکا ہے، اور اس کی ناسخ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے: قال کان اخر الامرین من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترك الوضوء ما غیرت النار (سنن ابی داؤد، جلد اوّل، ص: ۲۵) راوی کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری دو چیزوں میں سے ایک آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو کا حکم ختم کرنا ہے۔

۲- اس حدیث میں حکم وجوب کے لیے نہیں ہے، بلکہ استحباب کے لیے ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وضو کرنا ثابت ہے اور ترک وضو بھی۔ وضو کرنا مستحب ہے۔

۳- اس روایت میں وضو سے مراد اصطلاحی وضو نہیں، بلکہ لغوی معنیٰ مراد ہے، یعنی ہاتھ منہ دھونا، اس کی تائید حضرت عکراش بن ذویب رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ بیان کرتے ہیں: ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پانی پیش کیا، تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے، ان کی تری سے کہنیوں تک اپنے دونوں ہاتھ، اپنا چہرہ، اپنی دونوں کلائیوں اور اپنے سر کا مسح کیا، پھر آپ نے فرمایا: اے عکراش! آگ پر پکی ہوئی چیز کا یہ وضو ہے۔ (ترمذی) ثابت ہوا کہ حدیث سے مراد وضو صغیر ہے، نہ کہ نماز کا وضو مراد ہے۔

۴- نیز آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے سے فرشتوں سے مشابہت نہیں رہتی یا آتش دنیا جہنم کی آتش سے ملتی جلتی ہے، اور اس کا مقام بھیانک وخطرناک ہے، تو اس سے تعلق ورابطہ ختم کرنے کے لیے وضو کا حکم دیا گیا ہے۔

السؤال الرابع: عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ: قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَتَوَضَّأُ مِنْ بِیْرِ بُضَاعَۃَ وَہِیَ بِئْرٍ یُلْقٰی فِیْہَا الْحَیْضُ وَلُحُوْمُ الْکِلَابِ وَالنَّتْنُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَآءَ طَہُوْرٌ لَا یُنَجِّسُہٗ شَیْءٌ۔

(الف) ترجم الحدیث الی الاردیة بعد وضع الاعراب؟

(ب) اذکر مذاهب الائمة العظام من المجتهدین فی ان الماء طهور لا ینجسه شیء بدلائلهم؟

جواب: (الف) اعراب برحدیث اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب حدیث پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: عرض کیا گیا: یارسول اللہ! کیا ہم بضاعہ کنویں سے وضو کر سکتے ہیں؟ راوی کا بیان ہے: یہ وہ کنواں تھا' جس میں حائضہ عورتوں (کے کپڑے)' کتوں کا گوشت (مردہ کتے) اور گندگی ڈالی جاتی تھی' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانی پاک ہے' اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کر سکتی۔

(ب) پانی کے نجس وطاہر ہونے کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

یہاں سے حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ پانیوں کی بحث کا آغاز کر رہے ہیں۔ مسلسل چار ابواب میں پانی کے نجس وطاہر ہونے کے حوالے سے چار احادیث مبارکہ نقل فرمائی ہیں۔ اس سوال یہ ہے کہ پانی کب پاک ہوتا ہے' اور کب نجس؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کے مابین اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ پانی قلیل ہو یا کثیر جب تک اس کے اوصافِ ثلاثہ یعنی رنگ' بو اور ذائقہ میں سے کوئی تبدیل نہ ہو' وہ پاک ہوتا ہے۔ انہوں نے بئر بضاعۃ والی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بئر بضاعۃ جس میں کتوں کا گوشت' حیض کے کپڑوں کے چیتھڑے اور دیگر بدبودار اشیاء پھینکی جاتی تھیں' کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا ہم اس کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ان الماء طھور لاینجسہ شیء (بیشک پانی پاک ہے' اسے کوئی چیز پلید نہیں کر سکتی) علاوہ ازیں انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا یبولن احدکم فی الماء الدائم ثم یتوضا منہ (جامع ترمذی' رقم الحدیث: ۶۳) تم میں سے کوئی شخص کھڑے ہوئے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے کہ پھر وہ اس سے وضو کرے۔ آپ قلتین والی روایت کو ضعیف قرار دیتے ہیں' جس وجہ سے اسے قابل احتجاج نہیں سمجھتے۔

۲- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ ماءِ قلیل نجاست گرنے سے پلید ہو جاتا ہے۔ خواہ اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی تبدیل نہ بھی ہو۔ البتہ ماءِ کثیر نجاست گرنے سے اس وقت تک نجس نہیں ہوتا جب تک اس کے اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی تبدیل نہ ہو جائے۔ ان کے نزدیک ماءِ کثیر قلتین یا اس سے زائد مقدار میں پانی ہے۔ انہوں نے حدیث قلتین سے استدلال کیا ہے۔ وہ یہ ہے: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں نے سنا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

سے اس تالاب کے پانی کے بارے میں دریافت کیا گیا جس سے درندے اور چار پائے وغیرہ پیتے ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: اذا کان الماء قلتین لم یحمل الخبث ۔ جب پانی قلتین کی مقدار میں ہو تو وہ پلید نہیں ہوتا۔ اس حدیث مبارکہ میں مقدار قلتین کو ماء کثیر قرار دیا گیا ہے۔

۳۔ حضرت عائشہ، حضرت حسن بصری اور حضرت امام داؤد ظاہری رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ماء کثیر ہو یا قلیل، اس میں نجاست گرنے سے اس وقت تک پلید نہیں ہوتا جب تک اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی تبدیل نہیں ہو جاتا۔

۴۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نجاست گرنے سے ماء قلیل پلید ہو جاتا ہے۔ خواہ اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی تبدیل ہو یا نہ۔ البتہ ماء کثیر میں نجاست گرنے سے اس وقت پلید ہوگا جب اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی تبدیل ہو جائے ورنہ نہیں۔ آپ کے نزدیک ماء کثیر وہ ہے، جس کی ایک طرف حرکت دینے سے دوسری طرف میں حرکت پیدا نہ ہو یا وہ پانی دس ہاتھ طویل، دس ہاتھ عریض اور گہرا اتنا ہو کہ دونوں ہاتھوں سے پانی لیتے وقت نیچے سے زمین ظاہر نہ ہو۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث لا یبولن احدکم فی الماء الراکد الخ اور حدیث اذا استیقظ احدکم من منامہ الخ سے استدلال کیا ہے۔ آپ کے نزدیک قلتین والی روایت ماء جاری کے حکم میں ہے۔

☆☆☆

الاختبار السنوى شهادة العالميه فى العلوم العربيه والاسلاميه (ایم اے عربی واسلامیات) السنة الثانية

للطلاب السنة 2021/ ۱۴۴۲ھ

الورقة الرابعة: سنن ابى داؤد' آثار السنن

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

الملاحظة: السوال الاول اجبارى ولك الخيار فى البواقى ان تجيب عن سوال واحد من كل حصة.

السوال الاول: اجب عن جزء واحد فقط. 20

(الف) اذكر ترجمة الامام السجستانى مع توضيح المراسلة لاهل مكة بمناسبة مراسيله؟

(ب) اكتب مقالا بسيطا على مصنف النيموى' ؛ وضح فيه اسلوبه الخاص بمناسبة المذهب الحنفى؟

الحصة الاولىٰ: سنن ابى داؤد

السوال الثانى: عن معقل بن يسار قال جاء رجل إلى النبى صلى الله عليه وسلم فقال أنى أصبت امرأة ذات حسب وجمال وإنها لاتلد أفأ تزوجها قال "لا" ثم أتاه الثانية فنهاه ثم أتاه الثالثة فقال: تزوجوا الودود الولود فإنى مكاثر بكم الأمم .

(الف) ترجم الحديث الى الاردية؟

(ب) اشرح الحديث بأسلوبك الخاص؟

(ج) شكل كلمات السند مع المتن؟

(د) حلل الكلمات المخطوطة صرفيا ولغويا؟ 4x10=40

السوال الثالث: عن إياس بن عبدالله بن أبى ذباب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تضربوا إماء الله فجاء عمر إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال

ذئرن النساء على أزواجهن، فرخص في ضربهن فأطاف بآل رسول الله صلى الله عليه وسلم نساء كثير يشكون أزواجهن فقال النبي صلى الله عليه وسلم لقد طاف بآل محمد نساء كثير يشكون أزواجهن ليس أولئك بخياركم .

(الف) حلل الكلمات المخطوطة صرفيا ولغويا؟

(ب) ترجم الحديث الى الاردية؟

(ج) شكل كلمات السند مع المتن؟

(د) اشرح الحديث بأسلوبك الخاص؟ 4x10=40

الحصة الثانية: آثار السنن

السوال الرابع: عن أسماء رضى الله عنها قالت جاء ت امرأة الى النبي صلى الله عليه وسلم فقالت: احدانا يصيب ثوبها من دم الحيضة كيف تصنع به؟ قال: تحته، ثم تقرصه بالماء، ثم تنضحه، ثم تصلى فيه، رواه الشيخان .

وعن أم قيس بنت محصن رضي الله عنها قالت سألت النبي صلى الله عليه وسلم عن دم الحيض يكون في الثوب، قال حكيه بضلع واغسليه بماء وسدر، رواه ابوداؤد النسائى .

(الف) ترجم الى الاردية؟

(ب) اشرح بأسلوبك الخاص؟

(ج) شكل كلمات السند مع المتن .

(د) حلل الكلمات المخطوطة صرفيا ولغويا؟ 4x10=40

السوال الخامس: عن ابن مسعود رضى الله عنه قال: كان الرجال والنساء في بني اسرائيل يصلون جميعا، فكانت المرأة اذا كان لها الخليل تلبس القالبين، تطول بهما لخليلها، فألقى الله عليهن الحيض فكان ابن مسعود رضى الله عنه يقول: أخروهن من حيث أخرهن الله..... رواه الطبراني في الكثير .

(الف) ترجم الحديث الى الاردية؟

(ب) اشرح الحديث بأسلوبك الخاص؟

(ج) شكل كلمات السند مع المتن؟

(د) حلل الكلمات المخطوطة صرفيا ولغويا؟ 4x10=40

درجہ عالمیہ برائے طلباء (سال دوم) 2021ء

چوتھا پرچہ: سنن ابی داؤد وآثار سنن

السوال الاول: اجب عن جزء واحد فقط ۔

(الف) اذكر ترجمة الامام السجستانی مع توضيح المراسلة لاهل مكة بمناسبة مراسيله؟

(ب) اكتب مقالا بسيطا على مصنف النيموی، ووضح فيه اسلوبه الخاص بمناسبة المذهب الحنفی؟

جواب: (الف) امام سجستانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا تعارف اور اہل مکہ کے نام ان کا مراسلہ:

ولادت، سلسلہ نسب اور وطن مالوف:

امام سجستانی کا پورا نام یوں ہے: ابوداؤد سلیمان بن الاشعث۔ آپ ۲۰۲ھ سجستان میں پیدا ہوئے۔ سلسلہ نسب یوں بیان کیا جاتا ہے: ابوداؤد سلیمان بن اشعث بن شداد بن عمرو بن عامر۔ بعض مؤرخین نے "عامر" کی جگہ "عمران" لکھا ہے۔

آپ کا وطن مالوف "سجستان" تھا، جس کی وجہ سے آپ "امام سجستانی" کے نام سے مشہور تھے۔ یہاں "سجستان" سے مراد "بصرہ" کی بستی نہیں ہے، بلکہ سجستانی کی نسبت اس سجستان کی طرف ہے، جو سندھ اور ہرات کے درمیان قندھار سے متصل ہند کے پہلو میں ایک ملک ہے۔ زمانہ قدیم میں "بست" شہر اس کا دارالحکومت تھا۔ اکثر بزرگان دین اسی کے شہر "چشت" سے ہندوستان میں تشریف لائے۔

حصول علم واساتذہ:

جب سن شعور کو پہنچے تو آپ نے قرآن کریم سے اپنی تعلیم کا آغاز کیا۔ اپنے وقت کے ممتاز فقہاء سے آپ نے علوم اسلامیہ کی تحصیل فرمائی، اس سلسلہ میں آپ نے مصر، حجاز، عراق اور خراسان وغیرہ کا سفر بھی اختیار کیا۔ آپ نے یہ اسفار عقیدت ومحبت سے کیے تھے۔

آپ کے چند ایک مشہور اساتذہ کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

(۱) ابوسلمہ تبوذکی، (۲) ابوالولید طیالسی، (۳) محمد بن کثیر العبدی، (۴) مسلم بن ابراہیم، (۵) ابوعمر حوضی، (۶) ابوتوبہ حلبی، (۷) سلیمان بن عبدالرحمٰن دمشقی، (۸) سعید بن سلیمان واسطی، (۹) صوان بن صالح دمشقی، (۱۰) ابوجعفر نفیلی، (۱۱) احمد علی وغیرہ۔

حلقہ تدریس وتلامذہ:

علوم اسلامیہ کی تحصیل کے بعد آپ تاحیات درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں مصروف رہے۔
بے شمار علماء اور فقہاء نے آپ سے علمی استفادہ کیا۔ آپ کے چند ایک تلامذہ کے اسماء درج ذیل ہیں:
(۱) ابوعلی محمد بن احمد اللؤلوئی' (۲) ابوالطیب' (۳) احمد بن ابراہیم' (۴)؟؟' (۵) ابوعمر واحمد بن علی' (۶) ابوسعید احمد بن محمد اعرابی' (۷) ابوبکر محمد بن عبدالرزاق' (۸) ابوعیسیٰ اسحاق بن موسیٰ' (۹) ابواسامہ محمد بن عبدالملک وغیرہ۔

تقویٰ وسادگی:

امام بجستانی' صاحب تقویٰ اور منکسر مزاج طبیعت کے مالک تھے۔ دوسرے کثیر اوصاف کے علاوہ سادگی کا وصف آپ کی ذات میں نمایاں تھا۔ اس حوالے سے آپ کا یہ واقعہ مشہور ہے کہ آپ اپنی قمیص کی ایک آستین کشادہ اور دوسری تنگ رکھا کرتے تھے' جب آپ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی' تو آپ نے جواب میں فرمایا: ایک آستین کشادہ اس لیے رکھتا ہوں تاکہ اس میں اپنی کتاب کے اجزاء محفوظ کرلوں۔ دوسری آستین تنگ اس لیے رکھتا ہوں کہ کشادہ رکھنے کی صورت میں اسراف ہوگا جبکہ اسراف سے شریعت میں سختی سے منع کیا گیا ہے۔

یادگار تصانیف:

امام بجستانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک طرف ہزاروں علماء' فقہاء اور محدثین پیدا کیے' جبکہ دوسری طرف کثیر تعداد میں تصانیف کا انبار لگا دیا۔ آپ کی چند مشہور تصانیف کے نام درج ذیل ہیں:
(۱) کتاب السنن' (۲) کتاب المراسیل' (۳) کتاب المسائل' (۴) کتاب الرد علی القدریہ' (۵) کتاب الناسخ والمنسوخ' (۶) کتاب التفر' (۷) کتاب فضائل الانصار' (۸) مسند مالک بن انس' (۹) کتاب الزہد' (۱۰) دلائل النبوۃ' (۱۱) کتاب الدعاء وغیرہ۔

تعداد مرویات:

امام بجستانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سرزمین بغداد میں تشریف فرما ہو کر اپنی یادگار کتاب ''کتاب السنن'' تالیف کی۔ آپ نے اس کتاب میں چار ہزار آٹھ سو احادیث اور چھ سو مراسیل شامل کیے ہیں۔

سانحہ ارتحال:

آپ نے تہتر (۷۳) سال قابل تقلید اور قابل رشک حیات مستعار گزارنے کے بعد ۱۶ ر شوال ۲۷۵ھ میں انتقال فرمایا۔

اہل مکہ کے نام امام سجستانی کا مراسلہ:

اہل مکہ نے امام سجستانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام ایک خط ارسال کیا تھا' جس کے ذریعے انہوں نے سنن احادیث کے حوالے سے استفسارات کیے تھے' تو آپ نے ان کے جواب میں ایک مراسلہ ارسال کیا تھا' جس کا متن درج ذیل ہے:

''آپ لوگوں نے مجھ سے ''سنن'' کی احادیث کے بارے میں سوال کیا ہے کہ میں آپ کو بتاؤں کہ اس میں درج شدہ احادیث کیا میرے نزدیک صحیح ترین احادیث ہیں؟ تو سن لیجئے! یہ تمام احادیث ایسی ہیں سوا ان احادیث کے جو دو طریقوں سے مروی ہوں اور ان میں سے ایک طریقہ علو اسناد کے لحاظ سے فائق ہو اور دوسرا حفظ رواۃ کے اعتبار سے قوی ہو' تو ایسی صورت میں' میں پہلے طریقہ سے ہی حدیث کی روایت کر دیتا ہوں اور جب میں کسی کی ایک حدیث کو دو یا تین اسانید سے روایت کرتا ہوں تو اس کی وجہ بعض طرق سے کچھ زیادتی ہوتی ہے' اور بسا اوقات میں کسی حدیث کا اس وجہ سے اختصار کر دیتا ہوں کہ کہیں اس کی طوالت کی وجہ سے سامعین اس حدیث کی فقہ سے محروم نہ ہو جائیں۔

باقی مراسیل کا جہاں تک تعلق ہے تو پہلے زمانہ میں امام مالک' سفیان ثوری اور امام اوزاعی وغیرہ ان سے استدلال کرتے تھے۔ یہاں تک کہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا زمانہ آیا اور انہوں نے مرسل حدیث پر کلام کرنا شروع کر دیا۔ بہر حال جب حدیث متصل نہ ہو' تو حدیث مرسل سے استدلال کیا جاتا ہے۔ اگرچہ وہ متصل کی طرح قوی نہیں ہوتی۔

میں نے اپنی اس ''سنن'' میں کسی ایسے شخص کی روایت درج نہیں کی جو متروک الحدیث ہو نیز اگر کوئی منکر حدیث اس مجموعہ میں آ گئی ہے تو میں نے اس کو بیان کر دیا ہے۔ اسی طرح اگر حدیث میں کوئی اور کمزوری ہو' تو میں نے اس کو بھی بیان کر دیا ہے' اور جس حدیث کے بعد میں نے کچھ نہیں لکھا وہ حدیث صالح للعمل ہوتی ہے۔ ''سنن'' میں بعض احادیث بعض سے زیادہ صحیح ہیں۔ آپ کو سند صحیح کے ساتھ حضور کی جو سنت بھی ملے گی وہ اس کتاب میں موجود ہوگی۔ سوا ان چیزوں کے جو سیرت کے ذیل میں بیان کی جاتی ہیں اور میرے خیال میں ''قرآن کریم'' کے بعد لوگوں کے لیے اس کتاب سے زیادہ کسی چیز کا سیکھنا ضروری نہیں ہے' اور اس کتاب کو لکھ لینے کے بعد اگر کوئی شخص اور کچھ نہ لکھے تو کوئی حرج نہیں ہے' اور جب کوئی شخص اس کتاب کا مطالعہ کرے گا' تب ہی اس کو اس کی صحیح قدر معلوم ہوگی۔

میں نے اس کتاب میں اکثر احادیث مشہورہ جمع کی ہیں اور ہر وہ شخص جس کے پاس کچھ احادیث لکھی ہوئی ہوں ان میں مشہور احادیث ہوتی ہیں۔ لیکن ان کو متمیز کرنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہے۔

احادیث مشہورہ کی فضیلت یہ ہے کہ وہ قابل استدلال ہوتی ہیں اور غریب اور شاذ روایات اگرچہ امام مالک یحییٰ بن سعید جیسے ائمہ ثقات سے مروی ہوں پھر بھی لائق استدلال نہیں ہوتیں اور جو شخص غریب اور مطعون

حدیث سے استدلال کرے تو اس استدلال کی وجہ سے وہ شخص خود ساقط الاعتبار ہو جاتا ہے۔ اس کے برخلاف جو حدیث صحیح اور مشہور ہو اس کو کوئی شخص رد نہیں کر سکتا۔ ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ لوگ حدیث غریب کو ناپسند کرتے ہیں اور یزید بن حبیب کہتے ہیں کہ جب تم کسی شخص سے کوئی حدیث سنو تو اس کے توابع تلاش کرو اگر مل جائیں فبہا ورنہ اس حدیث کو چھوڑ دو۔

''کتاب السنن'' میں مراسیل بھی ذکر کی گئی ہیں اور ائمہ حدیث کے نزدیک یہ معروف ہے کہ جب متصل حدیث نہ ملے تو مرسل بھی متصل کے حکم میں ہوتی ہے جیسے ''عن جابر والحسن عن ابی هريرة یا عن الحكم عن المقسم عن ابن عباس'' یہ متصل نہیں ہے' اور حکم نے مقسم سے جن چار حدیثوں کا سماع کیا ہے' ''سنن'' کی روایت ان میں سے نہیں ہیں اور رہی یہ سند ''ابو اسحاق بن الحارث عن علي'' تو اس میں ابواسحاق نے حارث سے صرف چار حدیثوں کا سماع کیا ہے جن میں سے ایک بھی متصل نہیں ہے' اور ''کتاب السنن'' میں اس قسم کی احادیث بہت کم ہیں اور حارث کی تو اس میں صرف ایک روایت ہے۔ بعض دفعہ حدیث کی کوئی علت مجھ پر مخفی رہتی ہے' ایسی صورت میں کبھی میں اس حدیث کو ذکر کر دیتا ہوں اور کبھی نہیں کرتا کیونکہ یہ چیز عام لوگوں کے حق میں نقصان دہ ہے۔

''کتاب السنن'' مراسیل سمیت اٹھارہ اجزاء پر مشتمل ہے' جن میں سے ایک جز مراسیل کا ہے' اور مراسیل میں سے بعض غیر صحیح ہیں اور بعض وہ ہیں جو دوسرے لوگوں کے نزدیک متصل اور صحیح ہیں۔ ''کتاب السنن'' کی کل احادیث کی تعداد چار ہزار آٹھ سو ہے۔ بعض احادیث فی نفسہ مرسل ہوتی ہیں اور بعض دوسری اسانید سے وہ متصل معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن درحقیقت وہ احادیث معلول ہوتی ہیں۔

میں نے ''کتاب السنن'' میں صرف احکام ہی کو تصنیف کیا ہے' زہد اور فضائل اعمال سے متعلق احادیث نہیں لایا۔ لہٰذا یہ چار ہزار آٹھ سو احادیث ہیں جو سب احکام سے متعلق ہیں۔ ان کے علاوہ زہد اور فضائل سے متعلق بہت سی احادیث صحیحہ تھیں' جن کا میں نے اس کتاب میں اخراج نہیں کیا۔ والسلام عليكم و رحمة الله وبر كاته .

الحصة الاولیٰ: سنن ابی داوٗد

السوال الثانی: عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّي أَصَبْتُ اِمْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ وَّجَمَالٍ وَإِنَّهَا لَاتَلِدُ أَفَأَتَزَوَّجُهَا قَالَ "لَا"، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَنَهَاهُ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْولود فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ .

(الف) ترجم الحديث الى الاردية؟

(ب) اشرح الحديث بأسلوبك الخاص؟

(ج) شكل كلمات السند مع المتن؟

(د) حلل الكلمات المخطوطة صرفيا ولغويا؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کیا: مجھے ایک ایسی خاتون مل رہی ہے' جو خاندانی ہے' اور خوبصورت بھی ہے لیکن وہ بچہ پیدا نہیں کر سکتی' کیا میں اس کے ساتھ نکاح کر سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں' پھر وہ شخص دوسری بار حاضر خدمت ہوا' تو آپ نے پھر اسے منع کیا' پھر وہ تیسری بار حاضر خدمت ہوا' تو آپ نے فرمایا: تم ایسی عورتوں سے نکاح کرو' جو محبت کرنے والی اور اولاد پیدا کرنے کے قابل ہوں' کیونکہ میں دوسری امتوں کے مقابل تمہاری کثرت پر فخر کروں گا۔

(ب) حدیث کی تشریح:

قرآن وسنت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت اسلامیہ میں نکاح کا مقصد شہوت کی تکمیل ہرگز نہیں ہے' بلکہ اولاد کا حصول اور نسل انسانی کی بقا ہے۔ اس سے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اضافہ ہوگا' راحت جسمانی اور راحت روحانی حاصل ہوگی۔ نیز مرنے کے بعد صالح اولاد صدقہ جاریہ کا باعث اور صالح معاشرہ کا قیام وجود میں آئے گا۔

چنانچہ جس ذریعے اولاد کا حصول ہوتا ہے' یعنی جس کو اختیار کرنے پر زور دیا گیا ہے' اس کے ترک کو ناپسند کیا گیا ہے' اور اس کے ترک کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔ صرف نکاح ہی نہیں بلکہ اس عورت سے نکاح کرنے کی ترغیب دی گئی ہے' جو زیادہ بچے پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو اور ایسی عورت سے نکاح کرنے کو سخت ناپسند کیا گیا ہے' جو اس صلاحیت سے محروم رہو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نکاح میری سنت ہے' جو میری سنت پر عمل نہیں کرے گا' تو وہ مجھ سے نہیں ہوگا (یعنی اس کا مجھ سے تعلق نہیں ہوگا) تم نکاح کرنے کی سعادت حاصل کرو' کیونکہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں کے مقابل فخر کروں گا' اور جو آدمی تم سے طاقت رکھتا ہو' تو اسے چاہیے کہ نکاح کرے اور جو طاقت نہیں رکھتا' وہ روزے رکھنے کا اہتمام کرے' کیونکہ روزہ شہوت کو ختم کرنے والا ہے۔

(ج) حدیث کی سند اور متن پر اعراب:

نوٹ: متن حدیث اور سند پر اعراب (اوپر) لگا دیے گئے ہیں۔

(د) خط کشیدہ الفاظ کی صرفی اور لغوی وضاحت:

۱-اُصِبْتُ: صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معروف ثلاثی مزید فیہ اجوف یائی از باب افعال۔ دستیاب ہونا، ملنا، میسر آنا۔

۲-الودود: صیغہ واحد اسم مبالغہ مضاعف ثلاثی از باب نَصَرَ یَنْصُرُ ۔ زیادہ محبت کرنا، زیادہ پیار کرنا۔

۳-الولود: صیغہ واحد اسم مبالغہ مثال واوی از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ زیادہ بچے پیدا کرنا، کثیر الاولاد ہونا۔

۴-مُکَاثِرٌ بِکُمْ: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ثلاثی مزید فیہ از باب مفاعلہ زیادہ ہونا، بکثرت ہونا۔

السوال الثالث: عَنْ إِيَاسِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَضْرِبُوْا إِمَاءَ اللهِ فَجَاءَ عُمَرُ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذَئِرْنَ النِّسَاءُ عَلَى أَزْوَاجِهِنَّ، فَرَخَّصَ فِي ضَرْبِهِنَّ فَأَطَافَ بِآلِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءٌ كَثِيْرٌ يَشْكُوْنَ أَزْوَاجَهُنَّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ طَافَ بِآلِ مُحَمَّدٍ نِسَاءٌ كَثِيْرٌ يَشْكُوْنَ أَزْوَاجَهُنَّ لَيْسَ أُولٰئِكَ بِخِيَارِكُمْ .

(الف) حلل الكلمات المخطوطة صرفيا ولغويا؟

(ب) ترجم الحديث الى الاردية.

(ج) شكل كلمات السند مع المتن؟

(د) اشرح الحديث بأسلوبك الخاص؟

جواب: (الف) خط کشیدہ الفاظ کی صرفی اور لغوی وضاحت:

۱-ذَئِرْنَ: صیغہ جمع مؤنث غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مجرد مہموز العین از باب سَمِعَ یَسْمَعُ ۔ شیر ہونا، نافرمان ہونا، بہادری دکھانا، نافرمانی کے لیے سر اٹھانا۔

۲-اِمَاءَ: یہ امۃ کی جمع مکسر ہے۔ کنیز، لونڈی، باندی۔

۳-فَاَطَافَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مزید فیہ اجوف واوی از باب افعال۔ آنا جانا، چکر کاٹنا۔

۴-یَشْکُوْنَ: صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد ناقص واوی از باب نَصَرَ یَنْصُرُ ۔ شکایت کرنا، شکوہ کرنا، شکایت پیش کرنا۔

(ب) ترجمہ حدیث:

حضرت ایاس بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ

تعالیٰ کی کنیزوں کی پٹائی مت کرو (کچھ عرصہ بعد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے عرض کیا: عورتیں اپنے شوہروں کے سامنے شیر ہوگئی ہیں، تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پٹائی کرنے کی اجازت دے دی، تو بہت سی خواتین اپنے شوہروں کی شکایت لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی خدمت میں حاضر ہوئیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت سی خواتین اپنے شوہروں کی شکایت لے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے پاس آئیں، ایسے لوگ بہتر لوگ نہیں ہوسکتے۔

(ج) سند اور متن حدیث پر اعراب:

نوٹ: سند اور متن حدیث پر اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

(د) حدیث کی توضیح:

شریعت کی نظر سے یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ عورت کی طرف سے اپنے شوہر کی نافرمانی ناجائز ہے اور شوہر کی طرف سے زیادتی وظلم بھی درست نہیں ہے۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے: ایک خاتون رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، وہ اپنے شوہر کے خلاف زیادتی کا بدلہ لینا چاہتی تھی، کیونکہ اس نے اسے تھپڑ رسید کیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم دیا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر قصاص کے اسے لوٹا دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری صحابی ایک عورت کو لے کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس مرد نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کا خاوند فلاں بن فلاں انصاری ہے، اس نے اس کی پٹائی کی ہے، اس کے چہرے پر نشان موجود ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے اس کا حق نہیں تھا، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ الخ

اسلام کی نظر میں بہترین بیوی وہ ہے، جو اپنے خاوند کی طرف دیکھے تو اسے خوش کردے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتوں میں سے بہتر وہ ہے کہ جب اس کا شوہر اس کی طرف دیکھے، تو اس کو خوش کرے اور جب اس کو حکم کرے تو اس کی اطاعت کرے اور جب اس سے غائب ہو، تو حفاظت کرے، اس کے مال کی اور اپنی جان کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ الخ

الحصة الثانية: آثار السنن

السوال الرابع: عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: إِحْدَانَا يُصِيبُ ثَوْبَهَا مِنْ دَمِ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ بِهِ؟ قَالَ: تَحُتُّهُ، ثُمَّ تَقْرِصُهُ بِالْمَاءِ، ثُمَّ تَنْضِحُهُ، ثُمَّ تُصَلِّي فِيهِ، رواه الشيخان ۔

وَعَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مُحْصِنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ دَمِ الْحَيْضِ يَكُونُ فِي الثَّوْبِ، قَالَ حُكِّيهِ بِضَلْعٍ وَاغْسِلِيهِ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ ۔

(الف) ترجم الى الاردية؟

(ب) اشرح بأسلوبك الخاص؟

(ج) شكل كلمات السند مع المتن؟

(د) حلل الكلمات المخطوطة صرفيا ولغويا ۔

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے منقول ہے: ایک عورت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی' اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کی کیا رائے ہے اگر ہم (عورتیں) میں سے کسی ایک کے کپڑے پر حیض کا خون لگ جاتا ہے' تو وہ عورت کیا کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی (کے کپڑے) پر حیض کا خون لگ جاتا ہے' تو وہ اسے کھرچ کر اس پر پانی چھڑکے اور پھر اس میں نماز ادا کرے (اسے شیخین نے نقل کیا)

حضرت اُمّ قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا کا بیان ہے: میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کے اس خون کے بارے میں دریافت کیا' جو کپڑے پر لگ جاتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لکڑی کے ذریعے اسے صاف کر کے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے اسے دھو دو۔

(ب) حدیث کی توضیح:

اس روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک خاتون نے اپنے کپڑے کے بارے میں جس پر حیض کا خون لگ گیا تھا' کے بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: تم اسے کھرچو پھر انگلیوں سے رگڑ کر پانی بہا دو اور اسی کپڑے میں نماز پڑھو۔

اسی باب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا کے حوالے سے

نقل کرتے ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ کپڑے کو خون لگا ہو اور اس کو دھونے سے پہلے اگر کوئی شخص اس کپڑے میں نماز پڑھ لے، تو بعض تابعین میں سے اہل علم کے نزدیک اگر خون ایک درہم کی مقدار میں تھا، تو نماز لوٹانی پڑے گی اور یہ قول سفیان ثوری اور ابن مبارک کا ہے جبکہ دوسرے بعض اہل علم کے نزدیک نماز لوٹانا ضروری نہیں ہے، یہ امام احمد اور امام اسحاق کا قول ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کپڑے کو دھونا واجب ہے، خواہ اس پر خون ایک درہم کی مقدار سے کم لگا ہو۔

(ج) سند اور متن پر اعراب:

نوٹ: سند اور متن پر اعراب (اوپر) لگا دیے گئے ہیں۔

(د) خط کشیدہ الفاظ کی صرفی اور لغوی وضاحت:

۱-تَحِتُّهُ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد مضاعف ثلاثی از باب ضَرَبَ يَضْرِبُ ۔ کھرچنا۔

۲-تَقْرِصُهُ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد صحیح از باب ضَرَبَ يَضْرِبُ ۔ کھرچنا، کھرچ کر کسی چیز کو صاف کرنا۔

۳-تَنْضِحُهُ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد صحیح از باب ضَرَبَ يَضْرِبُ ۔ پانی چھڑکنا، پانی چھڑک کر کپڑے کو صاف کرنا۔

۴-حُكِّيهِ: صیغہ واحد مؤنث فعل امر حاضر معروف ثلاثی مزید فیہ بے ہمزہ وصل از باب تفعیل۔ لکڑی کے ساتھ کھرچ کر کسی چیز کو صاف کرنا۔

☆☆☆

الاختبار السنوی شهادة العالمیه فی العلوم العربیه والاسلامیه (ایم اے عربی واسلامیات) السنة الثانية

للطلاب السنة 2021/ ۱۴۴۲ھ

الورقة الخامسة: سنن النسائی وابن ماجة

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

الملاحظة: أجب عن اثنين من كل قسم

القسم الأول: سنن النسائی

السؤال الأول: عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَاءِ وَمَا يَنُوْبُهٗ .

(الف) ترجم الحديث إلى الأردية بعد تشكيله؟ (۱۰=۵+۵)

(ب) اذكر الاختلاف بين أبی حنيفة والشافعی رحمهما اللّٰه تعالٰی فی نجاسة الماء إذا كان المآء قلتين مع دلائلهما؟ (۱۵)

السؤال الثانی: عن أبی هريرة عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال لاتشد الرحال إلا إلى ثلثة مساجد، مسجد الحرام ومسجدی هذا ومسجد الأقصى .

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه إلى الأردية؟ (۱۰=۵+۵)

(ب) هل يحرم شد الرحال إلى غير المساجد الثلاثة أم لا؟ أذكر هذه القضية مفصلا . (۱۵)

السؤال الثالث: عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن النبی صلى اللّٰه عليه وسلم نهى عن تناشد الأشعار فی المسجد .

(الف) ترجم الحديث إلى الأردية بعد تشكيله؟ (۵=۲+۳)

(ب) ما معنى إنشاد الشعر؟ (۵)

(ج) إلى أی شخص يرجع ضمير "أبيه" و "جده" أظهر المضمر؟ (۵)

(د) بين حكم إنشاء الشعر بالتفصيل؟ (۱۰)

القسم الثاني: سنن ابن ماجة

السؤال الرابع: عن علی رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لايؤمن عبد حتى يؤمن بأربع بالله وحده لاشريك له وأنى رسول الله وبالبعث بعد الموت والقدر .

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه إلى الأردية؟ (١٠=٥+٥)

(ب) اشرح الحديث المذكور حتى يتضح أن المراد منه نفى أصل الايمان؟ (٥)

(ج) اذكر مقالة وجيزة على عقيدة القدر؟ (١٠)

السؤال الخامس: عن أبى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رأيتم الهلال فصوموا وإذا رأيتموه فأنظروا فإن غم عليكم فصوموا ثلثين يوماً .

(الف) ترجم الحديث إلى الأردية بعد تشكيله؟ (١٠=٥+٥)

(ب) من رأى هلال رمضان المبارك وحده ولم يصم فهل عليه قضاء وكفارة أم لا اذكر مذاهب الأئمة العظام من المجتهدين بدلائلهم؟ (١٥)

السؤال السادس: عن على ابن أبى طالب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قرأ القرآن وحفظه أدخله الله الجنة وشفعه فى عشرة من أهل بيته كلهم قد استوجب النار .

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه إلى الأردية؟ (١٠=٥+٥)

(ب) الجنة والنار موجودتان أولا؟ (٥)

(ج) على أى فرقه رد فى الحديث المذكور؟ اذكر اسمها مع بعض عقائدهم؟ (١٠)

☆☆☆

درجہ عالمیہ برائے طلباء (سال دوم) 2021ء

پانچواں پرچہ: سنن نسائی وسنن ابن ماجہ

حصہ اوّل: سنن نسائی

السؤال الاول: عن عبيدالله بن عبدالله بن عمر عن أبيه قال سئل رسول الله صلى

الله عليه وسلم عن الماء وما ينوبه .

(الف) ترجم الحديث إلى الأردية بعد تشكيله؟

(ب) اذكر الاختلاف بين أبي حنيفة والشافعي رحمهما الله تعالىٰ في نجاسة الماء إذا كان الماء قلتين مع دلائلهما؟

جواب: (الف) اعراب برحدیث اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب حدیث پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

عبید بن عبداللہ بن عمر اپنے والد گرامی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پانی کے بارے میں دریافت کیا گیا' جس میں جانور اور درندے آ کر پیتے ہیں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب پانی دو قلے کی مقدار ہو' تو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔

(ب) قلتین کی مقدار پانی میں نجاست گرنے میں پانی کے نجس ہونے میں مذاہب آئمہ:

اس بات میں تمام آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ ماء قلیل میں نجاست گرنے سے غیر مشروط طور پر پانی نجس ہو جاتا ہے' خواہ اس کے اوصاف ثلاثہ میں کوئی وصف تبدیل ہو یا نہ ہو۔ تاہم ماء قلیل اور ماء کثیر کی مقدار میں فقہاء کرام کے مختلف اقوال ہیں: امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ جو پانی قلتین کی مقدار یا اس سے زائد ہو وہ ماء کثیر ہے' اور جو اس سے کم مقدار میں ہو' وہ ماء قلیل ہے۔

احناف کے ہاں قلت و کثرت کے حوالے سے تین اقوال ہیں:

(۱) حرکت: پانی کو ایک طرف حرکت دینے سے اس کی دوسری جانب حرکت کرے' تو یہ ماء قلیل ہے' ورنہ ماء کثیر ہے۔ (۲) مساحت: یعنی دس گز لمبا اور دس گز چوڑا ہو۔ (۳) ظن مبتلی بہ: یعنی جس ماء کو لوگ کثیر خیال کریں' وہ کثیر ہے ورنہ ماء قلیل ہے۔

ماء قلتین میں نجاست گرنے سے وہ نجس ہوگا یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ماء قلتین کی مقدار میں ہو' تو وہ ماء کثیر ہے' اس میں نجاست گرنے سے وہ نجس نہیں ہوتا۔ تاہم اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی وصف تبدیل ہو جائے' تو وہ پلید ہو جائے گا۔

دلیل: ان کی دلیل بیئر بضاعہ والی روایت ہے' بیئر بضاعہ کے پانی کی مقدار قلتین کی مقدار سے کم نہیں تھی۔ لہٰذا اس کے عدم نجس کا حکم موجود ہے۔

۲- امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ ماء کثیر میں نجاست گرنے سے وہ پلید نہیں

ہوتا' تاہم اس کے اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی تبدیل ہو جائے' تو وہ نجس ہو جائے گا ورنہ نہیں۔

دلیل: (۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول روایت ہے: "تم میں سے کوئی شخص کھڑے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے۔"

اس لیے اس صورت میں وہ نجس ہو جائے گا' اور اس سے وضو کرنا درست نہیں ہوگا۔

(۲) جب تم میں سے کوئی شخص نیند سے بیدار ہو' وہ ہاتھ دھوئے بغیر پانی میں نہ ڈالے' کیونکہ اسے نہیں معلوم کہ حالت نوم میں اس کا ہاتھ جسم کے کس کس حصہ کو چھوتا رہا ہے۔

امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے:

(i) قلتین والی روایت مضطرب ہے۔ (ii) یہ مجمل ہے' جس کی تفصیل دوسری احادیث میں موجود ہے۔ (iii) یہ حدیث مؤول ہے' جو معمول بہ نہیں ہو سکتی۔

السوال الثانی: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ' مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِيْ هٰذَا وَمَسْجِدِ الْأَقْصٰى ۔

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه إلى الأردية؟

(ب) هل يحرم شد الرحال إلى غير المساجد الثلاثة أم لا؟ أذكر هذه القضية مفصلا ۔

جواب: (الف) اعراب برحدیث اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب حدیث پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صرف تین مساجد کی طرف سفر کیا جا سکتا ہے: (i) مسجد حرام' (ii) میری یہ مسجد' (iii) مسجد اقصیٰ۔

(ب) مساجد ثلاثہ کے علاوہ سفر کرنے کا حکم:

اس مشہور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ان تین مساجد یعنی مسجد حرام' مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کی فضیلت سب مساجد سے زیادہ ہے۔ لہٰذا ان کے مقابل کسی مسجد کو قدر و فضیلت میں برابر یا افضل قرار دے کر اس کی طرف سفر کرنا منع ہے۔

بعض لوگ اس حدیث کو بنیاد بنا کر کہتے ہیں کہ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کی نیت سے سفر کرنا منع ہے' یہ بات کہنا جہالت اور خبث باطن پر محمول ہے۔

حصول علم کے لیے سفر کرنا واجب' والدین کے مزارات وقبور کے لیے سفر کرنا مسنون' مریض کی تیمار داری کے لیے جانا بھی مسنون اور نماز جنازہ کے لیے سفر کرنا مسنون ہے۔ ان لوگوں کی دلیل کے مطابق یہ

اسفار حرام ہونے چاہئیں' جبکہ کسی محدث نے انہیں ناجائز قرار نہیں دیا۔

ایک مشہور روایت میں مذکور ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِیْ یعنی "جس نے میرے روضۂ اطہر کی نیت سے سفر اختیار کیا' تو اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگی۔" لہٰذا ثابت ہوا کہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کے لیے سفر اختیار کرنا منع نہیں ہے' بلکہ واجب ہے' اور قیامت کے دن آدمی (مسلمان) کی نجات و شفاعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا سبب ہے۔

السؤال الثالث: عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ تَنَاشُدِ الْأَشْعَارِ فِي الْمَسْجِدِ.

(الف) ترجم الحديث إلى الأردية بعد تشكيله؟

(ب) ما معنى إنشاد الشعر؟

(ج) إلى أی شخص يرجع ضمير "أبيه" و "جده" أظهر المضمر؟

(د) بين حكم إنشاء الشعر بالتفصيل؟

جواب: (الف) اعراب پر حدیث اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب حدیث پر لگا دیئے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا بیان نقل کرتے ہیں: بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں اشعار پڑھنے سے منع کیا۔

(ب) "انشاد الشعر" کا مفہوم:

اس کا مطلب یہ ہے کہ مسجد میں ایسے اشعار پڑھنا منع ہے' جن کا مضمون غیر شرعی ہو' یا شرعی مضمون ہو مگر وہ اشعار خوب گلا پھاڑ کر پڑھے جائیں' کیونکہ یہ چیز آداب مسجد کے خلاف ہے' یہی وجہ ہے کہ مسجد میں آذان پڑھنا خلاف سنت و منع ہے۔

(ج) "ابیہ" و "جدہ" کی ضمیر کا مرجع:

سند حدیث میں مذکور الفاظ "ابیہ" اور "جدہ" میں مذکور ضمیر کا مرجع ایک ہی شخصیت ہے' وہ "عمرو بن شعیب" ہے۔ راوی یعنی عمرو بن شعیب اپنے والد گرامی اور اپنے دادا جان کے حوالے سے یہ روایت نقل کرتے ہیں۔

(د) اشعار پڑھنے کے حکم کی تفصیل:

غیر مسجد میں ہر قسم کے اشعار پڑھے جا سکتے ہیں' مگر مسجد کے آداب کے پیش نظر مسجد میں غیر شرعی

مضامین پر مشتمل اشعار کا پڑھنا منع ہے، مگر شرعی مضامین پر مشتمل اشعار کا مسجد میں پڑھنا جائز ہے پھر بھی گلا پھاڑ کر نہ پڑھے جائیں، کیونکہ اس طرح عظمت مسجد مجروح ہوتی ہے۔

نعت کی صورت میں مسجد میں اشعار پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، ہمارا عقیدہ ہے کہ محفل میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لاتے ہیں لہٰذا ہمیں مجلس میں آداب نبوت کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے۔ روایات سے ثابت ہے کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں آپ کی شان و عظمت میں نعت کی صورت میں اشعار پڑھا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دعاؤں سے نوازتے تھے۔

القسم الثاني: سنن ابن ماجة

السؤال الرابع: عن علي رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لايؤمن عبد حتى يؤمن بأربع بالله وحده لاشريك له وأني رسول الله وبالبعث بعد الموت والقدر.

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه إلى الأردية؟

(ب) اشرح الحديث المذكور حتى يتضح أن المراد منه نفي أصل الإيمان؟

(ج) اذكر مقالة وجيزة على عقيدة القدر؟

جواب: (الف) اعراب بر حدیث اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب بر حدیث لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: انہوں نے کہا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا، جب تک وہ چار چیزوں پر ایمان نہ لائے: وہ اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور بے شک میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، وہ بعد موت دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لائے اور وہ تقدیر پر ایمان لائے۔

(ب) حدیث کی وضاحت:

اس روایت میں چند مشہور اسلامی عقائد بیان کیے گئے: (i) اللہ تعالیٰ کے معبود ہونے اور رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان، (ii) مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان، (iii) تقدیر پر ایمان۔

مرنے کے بعد زندہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس بات پر یقین رکھے کہ دنیا کی تمام زندگی عارضی اور فانی ہے، جو اپنے وقت مقررہ پر ختم ہو جائے گی، پھر اس دنیا میں جو کچھ ہے سب ختم ہو جائے گا، یا اس کا

مفہوم یہ ہے کہ موت کا ایک دن مقرر ہے، یہ حکم خدا سے آتی ہے، کوئی بیماری، حادثہ یا تکلیف موت کا حقیقی سبب ہرگز نہیں ہے، بلکہ یہ چیزیں بادی النظر میں ظاہری اسباب ہو سکتے ہیں، لیکن حقیقت میں اس کا نظام اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

ایک روایت حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے: وہ خزانہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے، وہ ایک سونے کی ایک تختی تھی، جس پر لکھا ہوا تھا: مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو تقدیر پر ایمان رکھتا ہے، تو تھکاوٹ کیسے برداشت کرتا ہے، اور مجھے تعجب اس شخص پر جو آگ کا ذکر کرتا ہے، پھر ہنستا ہے، مجھے تعجب ہے اس آدمی پر جو موت کو یاد کرتا ہے پھر غافل ہو جاتا ہے، اور اس تختی پر یہ بھی لکھا ہوا تھا:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔

یاد رہے کہ یہ عقائد اہمیت کے پیش نظر بیان کیے گئے ہیں، ورنہ ان سے مراد تمام اسلامی عقائد ہیں، کوئی شخص ان میں سے ایک کا بھی انکار کرتا ہے، وہ سب کا منکر قرار پائے گا، اور وہ مومن و مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اس حدیث میں اس بات کی تصریح ہے کہ اسلامی عقائد میں سے ایک کا منکر مسلمان نہیں ہے، بلکہ وہ پکا کافر ہے۔

(ج) عقیدہ تقدیر پر ایک مختصر مگر جامع مقالہ:

اسلامی عقائد و افکار میں سے ایک عقیدہ تقدیر ہے دوسرے عقائد کی طرح اس کی اہمیت بھی واضح ہے، اور اس کا منکر کامل مسلمان نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ کے علم میں جو کچھ عالم میں ہونے والا تھا اور جو کچھ بندے کرنے والے تھے، اللہ تعالیٰ نے اسے پہلے ہی جان کر لکھ دیا تھا، کسی کی قسمت میں بھلائی لکھی اور کسی کی قسمت میں برائی لکھی۔ اس لکھ دینے نے بندے کو مجبور نہ کیا کہ جو اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے، وہ بندہ کو مجبوراً کرنا پڑتا ہے، بلکہ بندہ جیسا کرنے والا تھا ویسا ہی اس نے لکھ دیا۔ کسی آدمی کی قسمت میں برائی لکھی، تو اس لیے کہ یہ آدمی برائی کرنے والا تھا، اگر یہ بھلائی کرنے والا ہوتا، تو اس کی قسمت میں بھلائی ہی لکھتا، اللہ تعالیٰ کے علم نے یا اللہ تعالیٰ کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا۔

عقیدہ: تقدیر کے مسئلہ میں غور و فکر اور بحث کرنا منع ہے، اس بارے میں صرف اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ آدمی پتھر کی مثل بالکل مجبور نہیں پیدا کیا گیا کہ اس کا ارادہ کچھ ہو ہی نہیں سکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو ایک طرح کا اختیار دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے چاہے نہ کرے، اسی اختیار کی بنا پر نیکی بدی کی نسبت بندے کی طرف ہے، اپنے آپ کو بالکل مجبور یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی ہیں۔

السؤال الخامس: عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا

رَأَيْتُمُو الْهِلَالَ فَصُوْمُوْا وَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَأَفْطِرُوْا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُوْمُوْا ثَلٰثِيْنَ يَوْمًا .

(الف) ترجم الحديث إلى الأردية بعد تشكيله ؟

(ب) من رأى هلال رمضان المبارك وحده ولم يصم فهل عليه قضاء وكفارة أم لا اذكر مذاهب الأئمة العظام من المجتهدين بدلائلهم ؟

جواب: (الف) اعراب بر حدیث اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب بر حدیث لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: انہوں نے کہا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم پہلی کا چاند دیکھ لو تو روزہ رکھنا شروع کرو اور جب تم اسے دیکھ لو تو روزہ رکھنا ختم کر دو، اگر تم پر بادل چھایا ہوا ہو تو تیس دن کے روزے پورے کرو۔

(ب) ایک آدمی نے رمضان کا چاند دیکھا، اس نے روزہ نہ رکھا، تو کیا اس پر قضا واجب ہے یا قضا و کفارہ دونوں؟ مذاہب آئمہ:

رؤیت رمضان کے حوالے سے جمہور آئمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ایک مسلمان عادل یا مستور الحال شخص کی شہادت معتبر ہوگی، اس سلسلے میں دلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے، انہوں نے کہا: فأخبرت النبي صلى الله عليه وسلم انى رأيته فصام وامر الناس بصيامه یعنی میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھا ہے، تو آپ نے روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

جس آدمی نے ماہ رمضان کا چاند دیکھا قاضی نے اس کی شہادت کو مسترد کر دیا، پھر اس نے روزہ نہ رکھا، تو اس پر قضا واجب ہے، کفارہ واجب نہیں ہے، اس لیے کہ اس نے روزہ توڑا نہیں بلکہ روزہ رکھا ہی نہیں ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ ایسے آدمی کو صائم قرار دیا جائے گا، پھر اس نے جماع کے ساتھ روزہ توڑ دیا، اس صورت میں اس پر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

السؤال السادس: عَنْ عَلِيٍّ ابْنِ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وَحَفِظَهُ أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهُ فِيْ عَشْرَةٍ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِهِ كُلُّهُمْ قَدِ اسْتَوْجَبَ النَّارَ .

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه إلى الأردية؟

(ب) الجنة والنار موجودتان أولا؟

(ج) على أى فرقه رد فى الحديث المذكور؟ اذكر اسمها مع بعض عقائدهم؟

جواب: (الف) اعراب برحدیث اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب برحدیث لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص قرآن پڑھے' پھر اسے یاد رکھے' تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل کرے گا' اور اسے اس کے گھر والوں میں سے دس ایسے افراد کے بارے میں شفاعت کا منصب دے گا' جن کے حق میں جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔

(ب) ''جنت'' اور ''جہنم'' دونوں موجود:

جنت: مسلمانوں کی دائمی آرام گاہ ''جنت'' ہے' اس کی دیوار سونے اور چاندی کی اینٹوں اور مشک کے گارے سے تیار شدہ ہے۔ اس کی زمین زعفران اور عنبر کی ہے۔ اس کی کنکریوں کی جگہ موتی' جواہرات اور ہیرے ہیں۔ اس کے آٹھ دروازے ہیں' جو مسلمان اس میں داخل ہوگا' وہ کبھی نکالا نہیں جائے گا۔ اس کے کئی مراتب ہیں' جو حسب مراتب لوگوں کے لیے ہوں گے۔ جنت موجود ہے' ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے۔

جہنم: کفار' مشرکین اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی دائمی رہائش گاہ جہنم ہے' وہ لوگ شرک وکفر کے نتیجہ میں اس میں داخل کیے جائیں گے' اس کے سات دروازے ہیں' جو کافر اس میں داخل کیا جائے گا' اسے کبھی باہر نہیں نکالا جائے گا' یہ عقوبت گاہ ساتوں زمینوں کے نیچے ہے اور اب بھی موجود ہے۔

(ج) فرقہ معتزلہ کی تردید اور ان کے بعض عقائد:

اس حدیث میں فرقہ معتزلہ کی تردید کی گئی ہے' اور فرقہ معتزلہ کے چند عقائد باطلہ درج ذیل ہیں:

(i) جنت کا کوئی وجود نہیں۔

(ii) جہنم کا کوئی وجود نہیں۔

(iii) قیامت کے دن کوئی کسی کی شفاعت نہیں کر سکے گا۔

(iv) انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے' اور اللہ تعالیٰ ان (افعال) کا خالق نہیں ہے۔

(v) کبائر کا مرتکب اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

☆☆☆

(i) ترجم إلى الأردية واذكر من أين وإلى أين رجع رسول الله صلى الله عليه وسلم؟

(ii) ماهي الأسوة الحسنة التي ذكرت خديجة رضي الله عنها في هذا الحديث ولم أحس النبي صلى الله عليه وسلم خشية على نفسه؟

(iii) اكتب أطروحة بالاختصار على هدى السيدة خديجة رضي الله عنها مشتملة على عشرة أسطر؟

جواب: (i) ترجمہ حدیث: پھر اس حال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے گھر) لوٹے کہ آپ کا دل کپکپا رہا تھا، آپ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور آپ نے فرمایا: مجھے چادر اوڑھاؤ، مجھے چادر اوڑھاؤ۔ سو اہل خانہ نے آپ کو چادر اوڑھائی، حتیٰ کہ جب آپ کا خوف ختم ہو گیا، تو آپ نے اس واقعہ کے بارے میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتایا اور فرمایا: مجھے اپنے نفس پر خطرہ ہے، حضرت خدیجہ نے عرض کیا: ہرگز نہیں ایسا ہو سکتا، اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی شرمندہ نہیں کرے گا۔

مقام واپسی کی وضاحت:

پہلی وحی کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حراء سے اپنے گھر واپس حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے۔

(ii) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے بیان کردہ آپ کا اسوۂ حسنہ:

اس موقع پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز شرمندہ نہیں کرے گا، کیونکہ آپ اہل اقارب سے حسن سلوک کرتے ہیں، کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، ناداروں کے لیے کماتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور راہِ حق میں پیش آنے والی مشکلات کو دور کرتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطرہ محسوس کرنے کی وجہ:

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم "مجھے اپنے نفس پر خطرہ ہے" کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا خوف تھا کہ جو کچھ آپ صورتحال ملاحظہ کر رہے ہیں، یہ شیطان کی طرف سے نہ ہو۔ تاہم آپ کو اس قسم کا خطرہ ہرگز لاحق نہیں تھا کہ آپ کو نقصان پہنچنے والا ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت نبوت سے سرفراز فرمایا گیا تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسد کے درمیان تھے۔

(iii) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی راہنمائی کے حوالہ سے مضمون:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی کے حوالے سے، جو آپ کو وقتی پریشانی لاحق ہوئی تھی، حضرت

(ii) حدیث میں مذکور آدمی کا نام اور ایسے قتل کا حکم:

احنف بن قیس حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معاونت و مدد کی غرض سے جا رہے تھے اور حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے ایک روایت سنا کر انہیں واپس کر دیا۔

دو مسلمان بھائی اجتہاد کی بنیاد پر قتال کریں، تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔ جس طرح جنگ جمل اور جنگ صفین میں شہید ہونے والے صحابہ کرام۔ سوال یہ ہے کہ زیر بحث حدیث میں قاتل اور مقتول دونوں کو جہنمی کیوں قرار دیا گیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت ان دو مسلمانوں کے بارے میں ہے، جن کی جنگ جہاد پر مبنی نہ ہو بلکہ فریقین کا مقصد شر اور باطل ہو۔

(iii) حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد اور حضرت احنف کا فیصلہ:

اس روایت سے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد سے فیصلہ کیا کہ قاتل اور مقتول دونوں سزا کے حقدار ہیں، لہذا جنگ سے احتراز کرنا زیادہ مناسب ہے۔ حضرت ابو بکرہ کا یہ قول سننے کے بعد حضرت احنف پر حق روشن ہو گیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر ہیں تو جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ رہے۔

(iv) "القاتل والمقتول في النار" کے بارے میں اہل سنت کا موقف:

اہل سنت کا موقف ہے کہ مسلمان کو قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے اور اسے حلال تصور کرتے ہوئے قتل کرنا کفر ہے۔ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر نہیں ہوتا بشرطیکہ وہ اسے حلال قرار دیتا ہو۔ اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ اگر دونوں مسلمانوں کا ارادہ اپنے بھائی کو قتل کرنے کا ہو تو وہ دونوں سزا کے حقدار ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کی جہنم والی سزا کو معاف بھی کر سکتا ہے۔ تاہم معتزلہ کا موقف ہے کہ قتل گناہ کبیرہ ہے اور گناہ کبیرہ کا مرتکب مسلمان نہیں رہتا ہے، وہ جہنمی اور کافر ہو جاتا ہے۔

السؤال الثالث:— عن عائشة رضي الله عنها قالت أصيب سعد يوم الخندق في الأكحل فضرب النبي صلى الله عليه وسلم خيمة في المسجد ليعوده من قريب فلم يرعهم إلا الدم يسيل إليهم فقالوا يا أهل الخيمة ما هذا الذي يأتينا من قبلكم؟ فإذا سعد يغذو جرحه دما فمات منها.

(i) ترجم إلى الأردية واذكر التحقيق الصرفي للكلمات المخطوط عليها.

(ii) استدل من هذا الحديث الإمام مالك والإمام أحمد على أن النجاسة ليست إزالتها بفرض كيف استدلا وماجوابهما من الأحناف وما هو مذهب الإمام الشافعي فيه؟

خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب تسلی وتشفی دی۔ مزید تشفی کے لیے اپنے چچازاد بھائی حضرت ورقہ بن نوفل کے پاس آپ کو لے گئیں، جو آسمانی کتب کے بہت بڑے عالم تھے۔ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیش آنے والے واقعہ کی تفصیل دریافت کرتے ہوئے کہا: اے محمد! آپ کے پاس جو فرشتہ آتا ہے، وہ کیسے آتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: وہ آسمان سے آتا ہے، اس کے پر موتیوں کے ہیں اور اس کے تلوے سبز رنگ کے ہیں۔ یہ جواب سن کر ورقہ نے کہا: یہ وہی فرشتہ ہے، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا کرتا تھا، کاش میں اس وقت زندہ ہوتا کہ جب آپ کی قوم آپ کو اس شہر سے نکال دے گی۔

اس واقعہ کے چند دن بعد ورقہ کا انتقال ہو گیا تھا۔

السؤال الثانی: — عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: ذَهَبْتُ لِاَنْصُرَ هٰذَا الرَّجُلَ فَلَقِيَنِيْ اَبُوْبَكْرَةَ فَقَالَ: اَيْنَ تُرِيْدُ؟ قُلْتُ: اَنْصُرُ هٰذَا الرَّجُلَ قَالَ: اِرْجِعْ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ۔ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ؟ قَالَ: اِنَّهٗ كَانَ حَرِيْصًا عَلٰى قَتْلِ صَاحِبِهٖ۔

(i) شکل الحدیث وترجمه الی الأردية؟

(ii) من هو الرجل فی "أنصر هذا الرجل" وما أمره؟

(iii) ماذا استدل أبوبكرة من هذا الحديث؟ وما فعل الأحنف بعدما سمع قول أبی بكرة؟

(iv) ما مذهب أهل السنة فی هذا الأمر "القاتل والمقتول فی النار"؟

جواب: (i) اعراب وترجمہ حدیث:

اعراب اوپر عبارت میں لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

احنف بن قیس سے روایت منقول ہے، انہوں نے کہا: میں اس شخص کی مدد کے لیے نکلا، تو میری حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی، تو انہوں نے مجھ سے دریافت کیا: کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ میں نے جواب میں کہا: میں اس شخص کی مدد کے لیے جا رہا ہوں، انہوں نے کہا: تم واپس پلٹ جاؤ، اس لیے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: جب دو مسلمان باہم تلواروں سے لڑتے ہیں، تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جاتے ہیں، تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ تو قاتل ہے، تو مقتول کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: وہ بھی تو اپنے ساتھی کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

(ii) حدیث میں مذکور آدمی کا نام اور ایسے قتل کا حکم:

احنف بن قیس حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معاونت و مدد کی غرض سے جا رہے تھے اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے ایک روایت سنا کر انہیں واپس کر دیا۔

دو مسلمان بھائی اجتہاد کی بنیاد پر قتال کریں، تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔ جس طرح جنگ جمل اور جنگ صفین میں شہید ہونے والے صحابہ کرام۔ سوال یہ ہے کہ زیر بحث حدیث میں قاتل اور مقتول دونوں کو جہنمی کیوں قرار دیا گیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت ان دو مسلمانوں کے بارے میں ہے، جن کی جنگ جہاد پر مبنی نہ ہو، فریقین کا مقصد شر اور باطل ہو۔

(iii) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد اور حضرت احنف کا فیصلہ:

اس روایت سے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد سے فیصلہ کیا کہ قاتل اور مقتول دونوں نار کے حقدار ہیں، لہٰذا جنگ سے احتراز کرنا زیادہ مناسب ہے۔ حضرت ابوبکرہ کا یہ قول سننے کے بعد حضرت احنف پر حق روشن ہو گیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر ہیں' تو جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ رہے۔

(iv) "القاتل والمقتول فی النار" کے بارے میں اہل سنت کا موقف:

اہل سنت کا موقف ہے کہ مسلمان کو عمداً قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے اور اسے حلال تصور کرتے ہوئے قتل کرنا کفر ہے۔ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر نہیں ہوتا بشرطیکہ وہ اسے حرام قرار دیتا ہو۔ اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ اگر دونوں مسلمانوں کا ارادہ اپنے بھائی کو قتل کرنے کا ہو، تو دونوں سزا کے حقدار ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کی جہنم والی سزا کو معاف بھی کر سکتا ہے۔ تاہم معتزلہ کا موقف ہے کہ قتل گناہ کبیرہ ہے اور گناہ کبیرہ کا مرتکب مسلمان نہیں رہتا ہے، وہ جہنمی اور کافر ہو جاتا ہے۔

السؤال الثالث: — عن عائشة رضى الله عنها قالت أصيب سعد يوم الخندق في الأكحل فضرب النبي صلى الله عليه وسلم خيمة في المسجد ليعوده من قريب فلم يرعهم الا الدم يسيل إليهم فقالوا يا أهل الخيمة ما هذا الذي يأتينا من قبلكم؟ فإذا أسعد يغزو جرحه دما فمات منها .

(i) ترجم إلى الأردية واذكر التحقيق الصرفي للكلمات المخطوط عليها .

(ii) استدل من هذا الحديث الإمام مالك والإمام أحمد على أن النجاسة ليست إزالتها بفرض كيف استدلا وماجوا بهما من الأحناف وما هو مذهب الإمام الشافعي فيه؟

(iii) متی أسلم سعد وکم کان من عمرہ إذا استشھد؟

جواب: (i) ترجمہ حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا: غزوہ خندق میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بازو کی رگ میں زخم آیا تھا، ان کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں ایک خیمہ نصب کرا دیا تھا تاکہ آپ قریب رہ کر ان کی دیکھ بھال کیا کریں۔ مسجد میں بنی غفار کے لوگوں کا بھی ایک خیمہ موجود تھا۔ سعد کے زخم کا خون بہہ کر جب ان کے خیمہ تک پہنچا، تو وہ ڈر گئے، انہوں نے کہا: اے خیمہ والو! تمہاری طرف سے یہ کیسا خون ہمارے خیمہ تک آ رہا ہے۔ پھر انہیں معلوم ہوا کہ یہ خون حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے زخم سے بہہ رہا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا اس زخم کی وجہ سے انتقال ہو گیا۔

خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق:

أُصِيبَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مزید فیہ باب افعال۔

لِیَعُودَہٗ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف ثلاثی اجوف واوی۔ نَصَرَ یَنْصُرُ

یَرُعْھُمْ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل نفی جحد بلم معروف ناقص یائی۔

یَغْزُوْ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد ناقص واوی از باب نَصَرَ یَنْصُرُ۔

(ii) نجاست کو دور کرنے کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

جب نجاست غلیظہ جسم کو یا کپڑے کو لگ جائے، تو اس کے ازالہ کے وجوب و عدم وجوب میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔

۱- امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اس نجاست کو دور کرنا واجب نہیں ہے۔

دلیل: انہوں نے زیر بحث حدیث سے استدلال کیا ہے۔

۲- احناف کا مؤقف ہے کہ اگر نجاست ایک درہم کی مقدار سے کم ہو، تو اس کا دور کرنا سنت ہے۔ اگر ایک درہم کی مقدار سے زائد ہو، تو اس کا دور کرنا واجب ہے۔

۳- امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف بھی امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے مطابق ہے۔

احناف کی طرف سے اس حدیث یعنی آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ نماز کی ادائیگی کے وقت اس کا دور کرنا واجب ہے ورنہ واجب نہیں ہے۔

(iii) حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا زمانہ اور شہادت کے وقت عمر کی وضاحت:

آپ کا پورا نام سعد بن معاذ ہے، جو ہجرت سے قبل حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی دعوت سے مسلمان ہوئے، پھر آپ کی دعوت سے آپ کا سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔ آپ اپنے قبیلہ کے رئیس تھے۔

غزوہ خندق کے موقع پر ۵ ہجری میں جام شہادت نوش کیا۔ رضی اللہ عنہ۔

السؤال الرابع:- (i) اذكر اسم البخاري واسم كتابه الذي سماه نفسه؟

(ii) أي الأحاديث التي التزمها البخاري في تأليفه وبأي اهتمام كتب الحديث في مصنفه؟

(iii) ماهو عدد المرويات للبخاري بالتكرار وبدون التكرار؟

(iv) كم حديثا ثلاثيا في كتابه وما هو المراد بالحديث الثلاثي؟

(v) في أي سنة صنف هذا الكتاب وبكم مدة؟

جواب: (i) امام بخاری کا نام اوراس کی کتاب کا اصل نام جو انہوں نے تجویز کیا:

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا پورا نام یوں ہے: امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری الجعفی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صحیح بخاری کا نام یہ تجویز کیا تھا: "الجامع الصحيح المسند المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم"

(ii) صحیح بخاری میں احادیث جمع کرنے کا التزام اوران کا اہتمام:

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صحیح میں "صحیح احادیث" جمع کرنے کا التزام کیا تھا۔ پھر انہوں نے اس بات کا بھی اہتمام کیا ہوا تھا کہ ہر حدیث درج کرنے سے پہلے غسل کرتے، صاف ستھرے کپڑے زیب تن کرتے، دو نوافل ادا کرتے اور استخارہ کرتے، جب اس حدیث کے بارے میں اشارہ پاتے، تو اسے اپنی کتاب میں درج فرمالیتے ورنہ اسے درج نہ فرماتے تھے۔ تا زندگی آخر آپ نے اس التزام واہتمام کو برقرار رکھا۔

(iii) صحیح بخاری کی تعداد احادیث بالتکرار اور بلا تکرار:

امیر المؤمنین حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی زندہ جاوید تصنیف "صحیح بخاری" میں موجود احادیث کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ جدید نمبر نگ اور صحیح قول کے مطابق احادیث کا تعین یوں ہے:

کل احادیث مع مکررات: ۷۵۶۳

کل احادیث بلا مکررات: ۴۰۰۰

(iv) حدیث ثلاثی کی وضاحت اوران کی تعداد:

وہ احادیث جن کی سند میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک تین واسطے ہوں، انہیں ثلاثیات کہا جاتا ہے۔ صحیح بخاری میں ثلاثیات کی کل تعداد بائیس (۲۲) ہے۔

(v) صحیح بخاری لکھے جانے کا سال اور مدت تکمیل:

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے چھ لاکھ احادیث سے انتخاب کر کے "صحیح بخاری" تالیف کی۔ قرائن بتاتے ہیں آپ نے یہ کتاب تیسری صدی ہجری کے نصف اوّل کے آخری سالوں میں سولہ (16) سال کی مدت میں مکمل کی تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

☆☆☆

الاختبار السنوی،شهادة العالميه فی العلوم العربيه والاسلاميه (ایم اے عربی واسلامیات) السنة الثانية

للطلاب السنة ۱۴۴۳ھ 2022ء

الورقة الثانية: الصحيح لمسلم

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　مجموع الارقام: ۱۰۰

الملاحظة: أجب عن ثلاثة فقط .

السوال الاول:— عن عبدالله بن عمر رضى الله عنهما قال أخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما ينهانا عن النذر ويقول إنه لايرد شيئا وإنما يستخرج به من الشحيح .

(الف) ترجم الحديث الشريف بعد تشكيله؟ (۵+۵=۱۰)

(ب) هل يجب إيفاء النذر أو هو مخير بين الكفارة والإيفاء؟ بينوا مذاهب الفقهاء . (۱۲)

(ج) ماهى كفارة النذر؟ وأيضاً من نذر بفعل معصية ثم لم يرتكبها فهل عليه كفارة النذر أم لا؟ بينه بالدليل . (۷+۵=۱۲)

السوال الثانى:— عن عائشة قالت لم تقطع يد سارق فى عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فى أقل من ثمن المجن جحفة أوترس وكلاهما ذوثمن .

(الف) شكل الحديث وترجمه إلى الأردية؟ (۵+۴=۹)

(ب) ماخد السرقة؟ وأيضاً فما نصاب السرقة على أقوال العلماء؟ وما دلائل الحنفية؟ (۴+۴+۴=۱۲)

(ج) ما الفرق بين الحد والتعزير؟ أكتبوا إختلاف العلماء فى مقدار أكثر أسواط التعزير؟ (۸+۴=۱۲)

السوال الثالث:— (الف) اكتبوا أنواع البيوع الآتية مع أحكامها فى الشرع؟ (۵×۵=۲۵)

الملامسة، المنابذة، بيع من يزيد، نجش، المزابنة

(ب) ما الفرق بين البيع الفاسد والباطل والمكروه؟ (۸)

السوال الرابع:- عن النعمان بن بشير قال أتى بى أبى إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال نحلت ابنى هذا غلماً فقال أكل بنيك نحلت قال لاقال فاردده .

(الف) ترجم الحديث الشريف بعد تشكيله؟ (۵+۴=۹)

(ب) هل تجوز هبة الوالد بعض ولده دون البعض؟ بينوا مذاهب الفقهاء فى المسئلة . (۱۲)

(ج) هل يجوز الرجوع فى الهبة؟ اكتبه فى ضوء أقوال الفقهاء مع دلائلهم؟ (۱۲)

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء سال 2022ء

دوسرا پرچہ: صحیح مسلم

السوال الاوّل:- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يَنْهَانَا عَنِ النَّذْرِ وَيَقُوْلُ إِنَّهُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الشَّحِيْحِ .

(الف) ترجم الحديث الشريف بعد تشكيله؟

(ب) هل يجب إيفاء النذر أو هو مخير بين الكفارة والإيفاء؟ بينوا مذاهب الفقهاء .

(ج) ماهى كفارة النذر؟ وأيضاً من نذر بفعل معصية ثم لم يرتكبها فهل عليه كفارة النذر أم لا؟ بينه بالدليل .

جواب: (الف) اعراب وترجمہ حدیث:

اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ انہوں نے کہا: ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نذر سے منع کرنا شروع کر دیا اور آپ نے فرمایا: نذر کسی چیز کو ٹال نہیں سکتی اور نذر کے سبب بخیل سے مال نکلوایا جاتا ہے۔

(ب) ایفاءِ نذر کے حوالے سے مذاہب فقہاء:

جب کسی شخص نے حج کرنے یا روزہ رکھنے یا صدقہ کرنے یا غلام آزاد کرنے اور یا نماز پڑھنے اور یا کسی دوسری عبادت کی نذر مانی۔ پھر اسے پورا کرنے سے پہلے فوت ہو گیا، تو کیا ورثاء پر اس نذر کا پورا کرنا واجب ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے:

۱- امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ زکوۃ، نذر اور کفارہ میت پر جو حقوق مالیہ واجب ہیں، ان کو میت کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے۔

۲- امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ میت کی وصیت درست ہے، اس کا تقاضا ہے کہ ورثاء اسے پورا کرنے کی بھرپور کوشش کریں مثلاً حج کی نذر ہو، تو وہ اس کی طرف سے کسی کو حج کروا دیں۔

۳- امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس بارے میں دو قول ہیں یعنی جواز و عدم جواز۔

۴- امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اگر میت نے حج کی وصیت کی، اس پر حج فرض تھا مگر وہ حج نہ کر سکا، تو ورثاء پر حج کرنا واجب نہیں، خواہ اس نے وصیت کی ہو یا نہ وصیت کی ہو۔ تاہم اس کے تہائی مال سے ورثاء میت کی طرف سے کسی کو حج کروا سکتے ہیں۔

(ج) کفارہ نذر:

کفارہ نذر، کفارہ قسم ہے یعنی دس مسکینوں کو کھانا کھلانا، اگر اس کی طاقت نہیں تو تین ایام کے روزے رکھنا۔

فعل معصیت پر کسی نے قسم کھائی، تو اسے توڑا جائے گا اور اس کا کفارہ (قسم) ادا کیا جائے گا۔

(۱) عبادت مثلاً نماز۔ اس کا پورا کرنا لازم ہے۔

(۲) معصیت مثلاً زنا۔ اس کو پورا کرنا حرام ہے۔

(۳) مکروہ مثلاً نوافل ترک کرنے کی نذر۔ اس کا پورا کرنا مکروہ ہے۔ لہٰذا اس سے اجتناب کیا جائے۔

(۴) مباح مثلاً کھانے پینے یا لباس کے حوالے سے نذر ہو تو اسے پورا کیا جائے گا۔

السوال الثانی:۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ تُقْطَعْ يَدُ سَارِقٍ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَقَلَّ مِنْ ثَمَنِ الْمِجَنِّ جَحْفَةٍ أَوْ تُرْسٍ وَكِلَاهُمَا ذُوْثَمَنٍ .

(الف) شكل الحديث وترجمه إلى الأردية؟

(ب) مأخذ السرقة؟ وأيضاً فما نصاب السرقة على أقوال العلماء؟ وما دلائل الحنفية؟

(ج) ما الفرق بين الحد والتعزير؟ أكتبوا إختلاف العلماء في مقدار أكثر أسواط التعزير؟

جواب: (الف) اعراب برحدیث اور ترجمہ حدیث:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث ملاحظہ کریں:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسی چور کا ہاتھ ایک ڈھال کی قیمت سے کم پر نہیں کاٹا گیا تھا اور یہ (ڈھال) قیمت والی چیز ہے۔

(ب) سرقہ کی تعریف، نصاب سرقہ میں اقوال علماء اور احناف کے دلائل:

لفظ سرقہ کا لغوی معنیٰ ہے: وہ شخص سارق (چور) ہے جو کسی محفوظ جگہ سے مال غیر چرا کر لے جائے۔ اگر وہ چھپ کر لے جانے کی بجائے اسے ظاہراً لے، تو اسے اچکا اور لٹیرا کہا جاتا ہے، اگر زبردستی چھینے، تو اسے غاصب کہا جاتا ہے۔

لفظ سرقہ کا اصطلاحی و شرعی معنیٰ ہے: عاقل بالغ کسی ایسی محفوظ جگہ سے کسی کے دس درہم یا اس سے زائد مالیت کی چیز چھپ کر بغیر کسی شبہ کے اٹھالے، جس جگہ کی حفاظت کا انتظام کیا گیا ہو اور وہ چیز بھی جلدی سے خراب ہونے والی نہ ہو۔

نصاب سرقہ میں مذاہب فقہاء:

نصاب سرقہ کی مقدار میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

۱- آئمہ ثلاثہ (امام مالک، امام احمد بن حنبل اور امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ) کا مؤقف ہے کہ تین درہم یا چوتھائی دینار نصاب سرقہ ہے۔

دلیل: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ چور پر لعنت فرمائے وہ رسی چراتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔ وہ انڈہ چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔

۲- امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نصاب سرقہ دس درہم یا ایک دینار ہے۔

دلیل: آپ کی دلیل یہ روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں صرف ڈھال کی قیمت پر چور کا ہاتھ کاٹا گیا تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہمایوں میں ڈھال کی قیمت پر چور کا ہاتھ کاٹا جاتا تھا اور ڈھال کی قیمت ایک دینار یا دس دراہم تھی۔

احناف کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) یہ روایات منسوخ ہیں۔

(۲) یہ روایات ضعیف ہیں۔ (۳) ان کے مقابلہ میں ہمارے دلائل قوی و مضبوط ہیں۔

(ج) حد اور تعزیر میں فرق:

حد کا لغوی معنیٰ ہے: منع کرنا، اسی لیے دربان کو بھی حداد کہتے ہیں، کیونکہ وہ لوگوں کو داخل ہونے سے منع کرتا ہے۔ جو چیز دو چیزوں کے مابین حجاب ہو، اسے بھی حد کہا جاتا ہے۔ مجرم کی سزا کو بھی حد کہا جاتا ہے، کیونکہ وہ بھی جرائم کو روکتی ہے۔ شرعی اصطلاح میں جو سزا شارع کی طرف سے مقرر ہو، اسے حد کہا جاتا ہے، اس سزا میں زیادتی یا کمی بالکل نہیں ہوسکتی۔ یہ سات جرائم کی سزائیں ہیں: (۱) قتل، (۲) چوری، (۳) ڈاکہ، (۴) زنا، (۵) قذف، (۶) شراب نوشی اور (۷) ارتداد۔ ان کے علاوہ باقی جرائم کی سزائیں، حاکم وقت اور قاضی کی صواب دید پر چھوڑ دی گئی ہیں۔ یعنی قاضی اپنی صواب دید کے مطابق جو سزا تجویز کرتا ہے، اسے تعزیر کہا جاتا ہے۔

تعزیر کی مقدار کے حوالے سے اقوال فقہاء:

تعزیر کی مقدار کے بارے میں فقہاء کرام کے مختلف اقوال ہیں، جو حسب ذیل ہیں:

۱- امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ تعزیر لگانا امام کے اجتہاد پر موقوف ہے اور تعزیر کی سزا حد سے زیادہ بھی ہوسکتی ہے۔

۲- امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ بیس سے کم کوڑے لگائے جائیں۔

۳- ابن حزم وغیرہ کا مؤقف ہے کہ تعزیر میں نو کوڑوں سے زیادہ نہ لگائے جائیں۔

۴- امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تعزیر میں دس کوڑوں سے زیادہ نہ لگائے جائیں۔

۵- امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بطور تعزیر چالیس سے کم تعداد میں کوڑے لگائے جائیں۔

السوال الثالث:- (الف) اکتبوا أنواع البیوع الآتیة مع أحکامها فی الشرع:

الملامسة، المنابذة، بیع من یزید، نجش، المزابنة

(ب) ما الفرق بین البیع الفاسد والباطل والمکروہ؟

جواب: (الف) بیوع کی تعریفات مع حکم:

الملامسة: فروخت کرنے والا کہے: میں تمہیں یہ چیز اتنے پیسوں کے عوض فروخت کرتا ہوں، جب تم اس چیز کو چھولو گے تو بیع واجب ہوجائے گی یا خریدار اسی طرح کہے۔

حکم: یہ بیع باطل ہے، کیونکہ نہ دیکھنے کے سبب اس میں دھوکا ہوگا۔

المنابذہ: بائع اور مشتری کسی چیز کی قیمت پر راضی ہوجائیں اور بائع یہ کہے کہ جب میں یہ چیز تمہارے پاس پھینک دوں گا، تو بیع لازم ہوجائے گی اور تمہیں اس کو واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

حکم: یہ باطل ہے، کیونکہ اس میں دھوکا کی صورت ہے۔

بیع نجش: ایک آدمی مبیع کی قیمت زیادہ لگائے اور اس سے اس کا مقصد مبیع میں رغبت اور اس کو خریدنا نہ ہو بلکہ اس کا مقصد دوسرے کو دھوکا سے پھنسانا ہو، وہ اس کی قیمت بڑھانے اور خریدنے پر برانگیختہ کرتا ہے۔

حکم: شرعی طور پر یہ بیع حرام ہے، کیونکہ اس میں دھوکا ہے۔

مزابنة: تازہ پھلوں کی اسی جنس کے خشک پھلوں کے عوض پیمانوں سے بیع کرنا۔

حکم: یہ ناجائز اور منع ہے، اس لیے اس میں نقصان کا امکان موجود ہے۔

(ب) بیع فاسد، بیع باطل اور بیع مکروہ میں فرق:

بیع فاسد: وہ ہے جو ذات کے اعتبار سے تو مشروع ہو لیکن وصف کے اعتبار سے مشروع نہ ہو جیسے کوئی گھر فروخت کرے اور کہے کہ میں اس میں ایک سال تک رہوں گا تو یہ بیع، شرط فاسد کی وجہ سے فاسد ہوگی۔

بیع باطل: وہ ہے جو ذات اور وصف دونوں اعتبار سے مشروع نہ ہو یعنی اس بیع کا وجود ہی نہیں ہے جیسے کوئی آزاد آدمی کو بیچ دے، چونکہ آزاد آدمی مال نہیں، اس لیے یہ بیع ہوگی ہی نہیں۔

بیع مکروہ: وہ ہے جو ذات اور وصف دونوں اعتبار سے درست اور مشروع ہو، مگر کسی دوسری چیز کے اتصال کی وجہ سے ممنوع ہو جیسے جمعہ کی اذان کے وقت فروخت کرنا۔

السوال الرابع:- عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ أَتَى بِي أَبِي إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ نَحَلْتُ ابْنِي هٰذَا غُلَمًا فَقَالَ أَكُلَّ بَنِيكَ نَحَلْتَ قَالَ لَا قَالَ فَارْدُدْهُ .

(الف) ترجم الحديث الشريف بعد تشكيله؟

(ب) هل تجوز هبة الوالد بعض ولده دون البعض؟ بينوا مذاهب الفقهاء في المسئلة؟

(ج) هل يجوز الرجوع في الهبة؟ اكتبه في ضوء أقوال الفقهاء مع دلائلهم؟

جواب: (الف) اعراب بر حدیث اور ترجمہ حدیث:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میرے والد مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا: میں نے اپنے اس لڑکے کو ایک غلام ہبہ کیا ہے، آپ نے دریافت فرمایا: کیا تم نے اپنے سب بیٹوں کو غلام دیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں، آپ نے فرمایا: پھر تم اس سے بھی واپس لے لو۔

(ب) باپ دوسرے بیٹوں کو محروم کر کے صرف اپنے ایک بیٹے کو کوئی چیز دے سکتا ہے؟ میں مذاہب فقہاء:

والد اپنے دوسرے لڑکوں کو محروم رکھتے ہوئے صرف ایک بیٹے کو کوئی چیز فراہم کر دے، تو کیا یہ جائز ہوگا یا نہیں؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

۱- امام مالک، امام شافعی اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ باپ کی طرف سے ایک بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کرنا اور دوسروں کو محروم رکھنا درست نہیں ہے۔ تاہم اگر اس نے سب بچوں کو دیا مگر کسی کو دولت زیادہ بھی دے دی، تو یہ حرام نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے۔

دلیل: فاشهد على هذا غيرى یعنی تم میرے علاوہ کسی دوسرے کو اس پر گواہ بنالو۔

۲- امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ دوسروں کو کم اور ایک کو زیادہ دولت سے نوازنا حرام ہے۔

دلیل: انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا اشهد على جور یعنی میں ظلم پر گواہ نہیں بن سکتا۔

(ج) اولاد اور دیگر محارم کو ہبہ کے بعد رجوع کرنے میں اقوال فقہاء:

جب کوئی شخص کسی کو کوئی چیز ہبہ کر دے، تو کیا وہ اس کے بعد اس سے رجوع کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس میں فقہاء کے مختلف اقوال ہیں:

۱- امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ غیر محرم کو ہبہ کے بعد رجوع کرنا جائز ہے لیکن محرم کو ہبہ کے بعد واہب رجوع نہیں کر سکتا۔

دلیل: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس شخص نے محرم کو ہبہ کیا اور اس نے ہبہ پر قبضہ کر لیا، تو اس سے اس کا رجوع کرنا جائز نہیں ہے، جس نے غیر محرم کو ہبہ کیا، تو وہ اس سے اس وقت تک رجوع کر سکتا ہے جب تک اس کا عوض نہ لیا ہو۔ اسی طرح باپ بیٹے سے ہبہ کے بعد رجوع نہیں کر سکتا۔

۲- امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اغیار کو ہبہ کے بعد کوئی شخص رجوع نہیں کر سکتا، مگر اولاد کو ہبہ کے بعد باپ رجوع کر سکتا ہے۔ انہوں نے اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے استدلال کیا ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا يرجع الواهب فى هبة الا الوالد فيما يهب لولده (کوئی شخص ہبہ کرنے کے بعد رجوع نہ کرے، سوا والد کے، جو اپنی اولاد کو ہبہ کرتا ہے)

احناف کی طرف سے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ یہ روایت مؤول ہے، جو قابل استدلال نہیں ہے۔

الاختبار السنوی، شهادة العالميه فی العلوم العربيه والاسلاميه (ایم اے عربی واسلامیات) السنة الثانية للطلاب السنة ۱۴۴۳ھ 2022ء

الورقة الثالثة: الجامع للترمذی

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　مجموع الارقام: ۱۰۰

ملاحظة: أجب عن ثلثة فقط.

السوال الاول:- عن قتادة عن أنس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبوبكر و عمر و عثمان يفتحون القراءة بالحمد لله رب العالمين.

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه إلى اللغة الأردية؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) بين فی ضوء الحديث هل بسم الله الرحمٰن الرحيم جزء من السورة الفاتحة أم لا؟ وبين اختلاف فی قراءة بسم الله الرحمٰن الرحيم بالجهر؟ ۷+۷=۱۴

السوال الثانی:- عن نافع عن ابن عمر أن النبی صلى الله عليه وسلم نهى أن يصلى فی سبعة مواطن فی المزبلة والمجزرة والمقبرة وقارعة الطريق وفی الحمام ومعاطن الإبل وفوق ظهر بيت الله.

(الف) ترجم الحديث إلى الأردية وبين ما المزبلة والمجزرة والمقبرة؟ ۲۰

(ب) ماحكم المسجد فی المبقرة؟ هل يجوز صلوٰة الجنازة فی قارعة الطريق؟ ۱۴

السوال الثالث:- عن علی رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قد عفوت عن صدقة الخيل والرقيق فهاتوا صدقة الرقة من كل أربعين درهما درهم وليس لی فی تسعين ومائة شئی.

(الف) ترجم الحديث إلى الأردية وبين معنى الرقة؟ ۱۵

(ب) بين هل صدقة الخيل معفو عنه مطلقاً أم فيه التفصيل؟ ۱۰

(ج) متى وجبت الزكوٰة وعلى من وجبت؟ ۸

السوال الرابع:- عن أبی هريرة رضی الله عنه قال عهد إلى رسول الله صلى الله

علیہ وسلم ثلثة أن لاأنام إلا علی وتر وصوم ثلثة أيام من كل شهر وأن أصلی الضحی.

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه إلى الأردية؟ ۲۰

(ب) ماوجه النوم بعد صلوٰة الوتر وفضل الوتر فی السحر؟ وماهی ثلثة أيام صوم من كل شهر؟ ۱۳

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء سال 2022ء

تیسرا پرچہ: جامع ترمذی

السوال الاول: — عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ يَفْتَتِحُوْنَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه إلى اللغة الأردية؟

(ب) بين فی ضوء الحديث هل بسم الله الرحمٰن الرحيم جزء من السورة الفاتحة أم لا؟ وبين اختلاف فی قراءة بسم الله الرحمٰن الرحيم بالجهر؟

جواب: (الف) اعراب بر عبارت اور ترجمہ حدیث:

اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث حسب ذیل ہے:

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں، انہوں نے کہا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم (نماز کے لیے) اپنی قرأت "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ٥" سے شروع کرتے تھے۔

(ب) تسمیہ، سورہ فاتحہ کی جز ہونے یا نہ ہونے کی حدیث کی روشنی میں وضاحت:

زیر بحث حدیث میں تصریح ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ "سورہ فاتحہ" کا جز نہیں ہے، کیونکہ اگر تسمیہ سورہ فاتحہ کا جز ہوتی تو قرأت کا آغاز "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ٥" کی بجائے بِسْمِ اللّٰهِ سے ہوتا۔ حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم قرأت کا آغاز اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ٥ سے کرتے تھے۔

تسمیہ خوانی میں جہر و عدم جہر کے حوالے سے اختلاف فقہاء:

آغاز قرأت کے وقت تسمیہ خوانی جائز ہے یا نہیں؟ بر سبیل اوّل اس میں جہر جائز ہے یا عدم جہر؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تسمیہ کی قرأت مشروع نہیں ہے، نہ جہراً اور نہ سراً۔ انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے کو "بِسْمِ اللّٰہِ" پڑھنے سے منع کر دیا تھا۔

۲- امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ "بِسْمِ اللّٰہِ" پڑھنا مسنون ہے۔ جہری نمازوں میں جہراً اور سری نمازوں میں سراً پڑھی جائے گی۔ انہوں نے حضرت نعیم المجمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے، انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی، تو انہوں نے "بِسْمِ اللّٰہِ" پڑھی، پھر سورہ فاتحہ کی قرأت کی۔

۳- امام ابوحنیفہ اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے ہاں "بِسْمِ اللّٰہِ" پڑھنا مسنون ہے، خواہ نماز جہری یا سری ہو مگر تسمیہ کی سراً قرأت کی جائے گی۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز ادا کی، میں نے ان میں سے کسی کو بھی "بِسْمِ اللّٰہِ" کی قرأت کرتے ہوئے نہیں سنا۔

السوال الثانی:- عن نافع عن ابن عمر أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نهی أن یصلی فی سبعة مواطن فی المزبلة والمجزرة والمقبرة وقارعة الطریق وفی الحمام ومعاطن الإبل وفوق ظهر بیت اللہ۔

(الف) ترجم الحدیث إلی الأردیة وبین ما المزبلة والمجزرة والمقبرة؟

(ب) ماحکم المسجد فی المبقرة؟ هل یجوز صلوة الجنازة فی قارعة الطریق؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مقامات میں نماز پڑھنے سے منع کیا: بیت الخلاء، مذبح، قبر، راستہ، حمام، اونٹوں کے باڑے میں اور بیت اللہ کی چھت پر۔

مزبلہ، مجزرہ اور مقبرہ کی وضاحت:

۱- **مزبلہ:** بیت الخلاء یعنی پیشاب اور پاخانہ کرنے کی جگہ۔

۲- **مجزرہ:** مذبح یعنی جہاں عموماً جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے۔

۳- **مقبرہ:** قبر یعنی قبر کے اوپر یا اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنا۔

(ب) قبر پر سجدہ کی ممانعت کی وجہ:

مشرک لوگوں کے ساتھ مشابہت ہے۔ علاوہ ازیں اس کی جگہ بار بار قبر کے لیے استعمال ہونے کی

وجہ سے وہ بدبودار یا پلید ہو جاتی ہے۔ لہٰذا یہاں سجدہ کرنا حرام وممنوع ہے۔

قارعة الطريق:

اس سے مراد وسیع راستہ کا درمیانہ حصہ ہے یا عین راستہ ہے۔ یہاں عام نماز ادا کرنا منع ہے، کیونکہ عموماً ایسا راستہ جانوروں کی آمد ورفت سے نجس رہتا ہے۔ اگر راستہ میں نجاست نہ ہو، تو وہاں نماز جنازہ ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ اس نماز میں سجدہ نہیں ہوتا۔ البتہ کھڑے ہونے کی جگہ کا پاک و صاف ہونا ضروری ہے۔

السوال الثالث: — عن علي رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قد عفوت عن صدقة الخيل والرقيق فهاتوا صدقة الرقة من كل أربعين درهما درهم وليس في تسعين ومائة شئى .

(الف) ترجم الحديث إلى الأردية وبين معنى الرقة؟

(ب) بين هل صدقة الخيل معفو عنه مطلقاً أم فيه التفصيل؟

(ج) متى وجبت الزكوٰة وعلى من وجبت؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ معاف کر دی ہے، تو تم چاندی کی زکوٰۃ ادا کیا کرو، ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم، پھر ایک سونوے تک مزید ادائیگی نہیں ہوگی۔

"رقة" کا مفہوم:

اس سے مراد چاندی ہے یعنی جب چاندی ساڑھے باون تولے کی مقدار کو پہنچ جائے، تو اڑھائی روپے فی صد کے حساب سے اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

(ب) گھوڑوں کی زکوٰۃ میں تفصیل:

گھوڑے رکھنے کے تین مقاصد ہو سکتے ہیں: (۱) سواری کی غرض سے یا بار برداری کے لیے۔ (۲) تجارت کی غرض سے۔ (۳) تناسل یعنی افزائش نسل کے لیے۔ جو گھوڑے سواری یا بار برداری کے لیے ہوں، ان پر بالاجماع زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اسی طرح جو گھوڑے تجارتی مقاصد کے لیے ہوں ان پر بالاجماع زکوٰۃ واجب ہے۔ البتہ وہ گھوڑے جو تناسل یا افزائش نسل کے لیے ہوں، تو ان کے بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔ آپ کے مؤقف میں قدرے تفصیل ہے کہ اگر کسی کے ہاں گھوڑے اور گھوڑیاں دونوں اقسام ہوں تو ان میں زکوٰۃ واجب ہے۔ صرف گھوڑیاں ہوں تو اس بارے میں آپ کے دو قول ہیں: (۱) زکوٰۃ واجب ہے۔

(۲) زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ پہلا قول ارجح ہے' کیونکہ دوسرے شخص سے گھوڑا لے کر عمل تناسل کی خدمات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ اگر کسی کے پاس صرف گھوڑے ہوں تو اس میں بھی آپ کے دو اقوال ہیں: (۱) زکوٰۃ واجب ہے۔ (۲) زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ دوسرا قول راجح ہے۔ آپ کی دلیل حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا وہ تاریخ فیصلہ ہے جو انہوں نے صحابہ کی مشاورت کے بعد کیا تھا۔ اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ اہل عرب کے ہاں صرف دو مقاصد کے لیے گھوڑے رکھے جاتے تھے: (۱) سواری یا بار برداری کے لیے۔ (۲) تجارت کی غرض سے لیکن تناسل کے مقصد کے لیے نہیں۔ دور فاروقی میں جب فتوحات اسلام کا دائرہ وسیع ہوا تو ایران، عراق اور شام وغیرہ ممالک اسلامی حکومت میں شامل ہو گئے تو گھوڑوں کی افزائش نسل کا سلسلہ شروع ہوا۔ ایسے گھوڑوں کے حوالے سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مسئلہ دریافت کیا گیا تو آپ نے صحابہ کی مشاورت کے بعد ان پر زکوٰۃ واجب قرار دی' جو ہر گھوڑے پر ایک دینار تھی۔

ائمہ ثلاثہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ معاف فرمائی ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جمہور کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حدیث باب خاص ہے' کیونکہ اس میں ان گھوڑوں اور غلاموں کا ذکر ہے جو سواری، بار برداری اور یا خدمت کی غرض سے رکھے ہوں۔ جو گھوڑے تجارت کے لیے ہوں جمہور کے نزدیک بھی ان میں زکوٰۃ واجب ہے۔

(ج) وجوب زکوٰۃ کی شرائط:

زکوٰۃ کی فرضیت روزوں کی فرضیت سے پہلے 2 ہجری شوال المکرم میں ہوئی، زکوٰۃ کی حکمت بخل و معصیت کی گندگی کو دور کرنا، درجات کا بلند ہونا اور محتاجوں کی ضرورت پوری کرنا ہے۔ زکوٰۃ کے واجب ہونے کی شرائط درج ذیل ہیں:

(۱) آزاد ہونا: لہٰذا غلام پر زکوٰۃ فرض نہیں اگرچہ وہ مکاتب ہو یا ماذون غلام ہو یعنی وہ غلام جس کو آقا نے اجازت دی ہو کہ وہ کمائی کرے اور اپنے آقا کو لا کر دے۔

(۲) مسلمان ہونا: کافر پر زکوٰۃ فرض نہیں، جس طرح زکوٰۃ کے فرض ہونے کی شرط ہے اسی طرح ادائیگی صحت کے لیے بھی شرط ہے' کیونکہ زکوٰۃ بغیر نیت کے درست نہیں اور کافر کا نیت کرنا درست نہیں۔

(۳) بالغ ہونا: نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں، لہٰذا اس کے ولی سے ادا کرنے کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔

(۴) عاقل ہونا: مجنون پر زکوٰۃ فرض نہیں' نہ اس پر جس شخص کو دماغ میں کوئی بیماری ہو گئی ہو اور اس کی وجہ سے اس کی عقل میں فتور آ گیا ہو اور یہ نقصان عقل اگر پورا سال رہے گا تو زکوٰۃ فرض نہیں ہو گی۔

(۵) نصاب کا کامل ہونا: یعنی جس کے پاس ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کے برابر روپیہ پیسہ یا مال و دولت ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی دوسرے آدمی پر نہیں۔

(٦) اس مال کا ایسے قرض سے محفوظ ہونا جس کا مطالبہ بندوں سے ہو سکتا ہے، خواہ وہ اللہ کا حق ہو جیسے زکوٰۃ، عشر، خراج گزشتہ سالوں کی، ان کا مطالبہ امام وقت کی جانب سے ہو سکتا ہے، یا وہ قرض بندوں کا ہو جیسے بیوی کا مہر، جو مال اس قسم کے قرض میں مستغرق ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

(۷) اس مال پر ایک سال کا کامل گزر جانا، بغیر ایک سال گزرنے کے زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی۔

السوال الرابع:— عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ عَهِدَ إِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةً أَنْ لَّا أَنَامَ إِلَّا عَلٰى وِتْرٍ وَّصَوْمَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَأَنْ أُصَلِّيَ الضُّحٰى.

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه إلى الأردية؟

(ب) ماوجه النوم بعد صلوٰة الوتر وفضل الوتر في السحر؟ وماهي ثلثة أيام صوم من كل شهر؟

جواب: (الف) اعراب اور ترجمہ حدیث:

اعراب اوپر عبارت میں لگادیے گئے ہیں اور ترجمہ حسب ذیل ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین امور کے بارے میں مجھ سے عہد لیا: وتر کی ادائیگی کے لیے بغیر نہیں سوؤں گا، ہر مہینہ میں تین دنوں کے روزے رکھوں گا اور میں نماز چاشت باقاعدگی سے ادا کروں گا۔

(ب) نماز وتر سے قبل نہ سونے، سحری کے وقت وتر ادا کرنے کی فضیلت اور سحری کے وقت نماز وتر ادا کرنے کی وجہ:

نماز وتر سے پہلے نہ سونے کا مطلب یہ ہے کہ نماز عشاء کا انتظار کیا جائے، نماز کے انتظار میں وقت گزارنا بھی عبادت کے برابر درجہ رکھتا ہے۔ سونا انسان کو غفلت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

سحری کا وقت اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت پسندیدہ ہے، اس وقت لوگ غفلت کی نیند میں ہوتے ہیں مگر اولیاء و صالحین غفلت کا پردہ چاک کر کے اپنے پروردگار کو خوش کرنے کے لیے نماز تہجد ادا کرتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں۔ اس وقت اپنے آپ کو بیدار کرنا اور نماز وتر مع نماز تہجد ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور مسلمان شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔ پھر اس بابرکت وقت میں نماز وتر ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ اجر و ثواب میں بھی برکت عطا کرتا ہے۔ لہٰذا نماز وتر کے لیے یہی وقت موزوں ہے

(۲) زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ پہلا قول ارجح ہے' کیونکہ دوسرے شخص سے گھوڑا لے کر عمل تناسل کی خدمات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ اگر کسی کے پاس صرف گھوڑے ہوں تو اس میں بھی آپ کے دو اقوال ہیں: (۱) زکوٰۃ واجب ہے۔ (۲) زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ دوسرا قول راجح ہے۔ آپ کی دلیل حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا وہ تاریخ فیصلہ ہے جو انہوں نے صحابہ کی مشاورت کے بعد کیا تھا۔ اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ اہل عرب کے ہاں صرف دو مقاصد کے لیے گھوڑے رکھے جاتے تھے: (۱) سواری یا بار برداری کے لیے۔ (۲) تجارت کی غرض سے لیکن تناسل کے مقصد کے لیے نہیں۔ دور فاروقی میں جب فتوحات اسلام کا دائرہ وسیع ہوا تو ایران، عراق اور شام وغیرہ ممالک اسلامی حکومت میں شامل ہو گئے تو گھوڑوں کی افزائش نسل کا سلسلہ شروع ہوا۔ ایسے گھوڑوں کے حوالے سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مسئلہ دریافت کیا گیا تو آپ نے صحابہ کی مشاورت کے بعد ان پر زکوٰۃ واجب قرار دی' جو ہر گھوڑے پر ایک دینار تھی۔

آئمہ ثلاثہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ معاف فرمائی ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جمہور کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حدیث باب خاص ہے' کیونکہ اس میں ان گھوڑوں اور غلاموں کا ذکر ہے جو سواری، بار برداری اور یا خدمت کی غرض سے رکھے ہوں۔ جو گھوڑے تجارت کے لیے ہوں جمہور کے نزدیک بھی ان میں زکوٰۃ واجب ہے۔

(ج) وجوب زکوٰۃ کی شرائط:

زکوٰۃ کی فرضیت روزوں کی فرضیت سے پہلے 2 ہجری شوال المکرّم میں ہوئی، زکوٰۃ کی حکمت بخل و معصیت کی گندگی کو دور کرنا، درجات کا بلند ہونا اور محتاجوں کی ضرورت پوری کرنا ہے۔ زکوٰۃ کے واجب ہونے کی شرائط درج ذیل ہیں:

(۱) آزاد ہونا: لہٰذا غلام پر زکوٰۃ فرض نہیں اگرچہ وہ مکاتب ہو یا ماذون غلام ہو یعنی وہ غلام جس کو آقا نے اجازت دی ہو کہ وہ کمائی کرے اور اپنے آقا کو لا کر دے۔

(۲) مسلمان ہونا: کافر پر زکوٰۃ فرض نہیں، جس طرح زکوٰۃ کے فرض ہونے کی شرط ہے اسی طرح ادائیگی صحت کے لیے بھی شرط ہے' کیونکہ زکوٰۃ بغیر نیت کے درست نہیں اور کافر کا نیت کرنا درست نہیں۔

(۳) بالغ ہونا: نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں، لہٰذا اس کے ولی سے ادا کرنے کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔

(۴) عاقل ہونا: مجنون پر زکوٰۃ فرض نہیں' نہ اس پر جس شخص کو دماغ میں کوئی بیماری ہو گئی ہو اور اس کی وجہ سے اس کی عقل میں فتور آ گیا ہو اور یہ نقصان عقل اگر پورا سال رہے گا تو زکوٰۃ فرض نہیں ہو گی۔

(۵) نصاب کا کامل ہونا: یعنی جس کے پاس ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کے برابر روپیہ پیسہ یا مال ودولت ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی دوسرے آدمی پر نہیں۔

(٦) اس مال کا ایسے قرض سے محفوظ ہونا جس کا مطالبہ بندوں سے ہوسکتا ہے، خواہ وہ اللہ کا حق ہو جیسے زکوٰۃ، عشر، خراج گزشتہ سالوں کی، ان کا مطالبہ امام وقت کی جانب سے ہوسکتا ہے، یا وہ قرض بندوں کا ہو جیسے بیوی کا مہر، جو مال اس قسم کے قرض میں مستغرق ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

(۷) اس مال پر ایک سال کا کامل گزر جانا، بغیر ایک سال گزرنے کے زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی۔

السوال الرابع:- عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ عَهِدَ إِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰـثَةً أَنْ لَّاأَنَامَ إِلَّا عَلٰی وِتْرٍ وَّصَوْمَ ثَلٰـثَةِ أَیَّامٍ مِّنْ کُلِّ شَهْرٍ وَّأَنْ أُصَلِّیَ الضُّحٰی۔

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه إلى الأردية؟

(ب) ماوجه النوم بعد صلوٰة الوتر وفضل الوتر فی السحر؟ وماهی ثلثة أیام صوم من کل شهر؟

جواب: (الف) اعراب اور ترجمہ حدیث:

اعراب اوپر عبارت میں لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حسب ذیل ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین امور کے بارے میں مجھ سے عہد لیا: وتر کی ادائیگی کے لیے میں نہیں سوؤں گا، ہر مہینہ میں تین دنوں کے روزے رکھوں گا اور میں نماز چاشت باقاعدگی سے ادا کروں گا۔

(ب) نماز وتر سے قبل نہ سونے' سحری کے وقت وتر ادا کرنے کی فضیلت اور سحری کے وقت نماز وتر ادا کرنے کی وجہ:

نماز وتر سے پہلے نہ سونے کا مطلب یہ ہے کہ نماز عشاء کا انتظار کیا جائے، نماز کے انتظار میں وقت گزارنا بھی عبادت کے برابر درجہ رکھتا ہے۔ سونا انسان کو غفلت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

سحری کا وقت اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت پسندیدہ ہے، اس وقت لوگ غفلت کی نیند میں ہوتے ہیں مگر اولیاء وصالحین غفلت کا پردہ چاک کر کے اپنے پروردگار کو خوش کرنے کے لیے نماز تہجد ادا کرتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں۔ اس وقت اپنے آپ کو بیدار کرنا اور نماز وتر مع نماز تہجد ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور مسلمان شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔ پھر اس بابرکت وقت میں نماز وتر ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ اجر وثواب میں بھی برکت عطا کرتا ہے۔ لہٰذا نماز وتر کے لیے یہی وقت موزوں ہے

تا کہ انسان سے غفلت دور اور قرب خالق حاصل ہو۔ یہ بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عمل سے بھی ثابت ہے۔

ہر مہینہ میں تین دن ایام کے روزوں کے بارے میں اقوال:

روایت میں موجود تین ایام کی تعیین میں چھ اقوال ہیں:

۱-ہر ماہ کے مطابق تین ایام مراد ہیں، جن کا تعین کرنا درست نہیں۔ (امام مالک)

۲-تین ایام سے مراد ہفتہ، اتوار اور پیر ہیں۔ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا)

۳-تین ایام سے مراد ہر قمری ماہ کی پہلی جمعرات، پہلا ہفتہ اور اس کے بعد کا پیر ہے۔

۴-تین ایام سے مراد ہر ماہ کی پہلی، دسویں اور بیسویں تواریخ ہیں۔ (حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ)

۵-ان ایام سے مراد ہر قمری مہینہ کی آخری تین تواریخ ہیں۔ (ابراہیم نخعی)

۶-ان تین ایام سے مراد ایام بیض یعنی اسلامی مہینہ کی (۱۳، ۱۴، ۱۵) تواریخ ہیں۔

☆☆☆

الاختبار السنوی، شهادة العالميه فی العلوم العربيه والاسلاميه (ایم اے عربی واسلامیات) السنة الثانية للطلاب السنة ۱۴۴۳ھ 2022ء

الورقة الرابعة: سنن أبی دائود، آثار السنن

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

الملاحظة: أجب عن السؤالين من كل قسم.

السؤال الأول:- عن ابن عبدالله بن أنيس قال بعثنی رسول الله صلی الله عليه وسلم إلی خالد بن سفيان الهذلی فقال: إذهب فاقتله قال: فرأيته وحضرت صلٰوة العصر فقلت إنی لأخاف أن يكون بينی وبينه ما أن أؤخر الصلٰوة فانطلقت أمشی وأنا أصلی أومئ إيماء.

(i) شكل الحديث وترجمه إلی الأردية؟ ۵+۵=۱۰

(ii) ماهو الاختلاف بين الأئمة الأربعة فی صلٰوة الطالب والمطلوب سائر او راكبا؟ ۱۰

(iii) بأی وجه قتل الخالد بن سفيان الهذلی؟ ۵

السؤال الثانی:- عن معقل بن يسار قال جاء رجل إلی النبی صلی الله عليه وسلم فقال إنی أصبت امرأة ذات جمال وحسب وإنها لاتلد أفأتزوجها؟ قال: لافقال: تزوجوا الودود الولود فإنی مكاثر بكم الأمم.

(i) ترجم هذا الحديث إلی الأردية واذكر التحقيق الصرفی للكلمات المخطوط عليها؟ ۱۰

(ii) متی يجب النكاح ومتی يستحب ومتی يكره ومتی يحرم وماهی أركان النكاح؟ ۱۰

(iii) ماهو نكاح المتعة وما حكمه؟ ۵

السؤال الثالث:- عن ابن عمر أن جيشا غنموا فی زمان رسول الله طعاما وعسلا

فلم يؤخذ منهم الخمس .

(i) ماهي الأشياء التي يأخذها المجاهدون قبل تقسيم الغنيمة عندالحنفية حكمهما بين بالتفصيل؟ ۱۰

(ii) ماهي أموال الفيئ وأموال الغنيمة وما حكمها في التقسيم؟ ۱۰

(iii) ماحظ الراجل والراكب من الغنيمة؟ ۵

القسم الثاني...... آثار السنن

السؤال الرابع:- عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال يغسل الإناء إذا ولغ فيه الكلب سبع مرات أولهن او أخرهن بالتراب وإذا لغت فيه الهرة غسل مرة.

(i) ترجم إلى الأردية؟ ۵

(ii) ما اختلاف الأئمة الأربعة في هاتين المسئلتين ورجح مذهب الحنفية بالدليل؟ ۱۰

(iii) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "الماء طهور لاينجسه شيء"، ما المراد بهذا وماهو الجواب لظاهر الحديث؟ ۱۰

السؤال الخامس:- عن عقبة بن عامر أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لاتزال أمتي بخير مالم يؤخر المغرب حتى تشتبك النجوم.

(i) ترجم إلى الأردية؟ ۵

(ii) ماهو أول وقت صلوٰة المغرب وآخره عند الأئمة الأربعة بالدلائل؟ ۱۰

(iii) ماهي الأوقات المستحبة للصلوٰت الخمس؟ ۱۰

السؤال السادس:- عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إذا أمن الإمام فأمنوا فإنه من وافق تأمينه تأمين الملائكة غفرله ماتقدم من ذنبه .

(i) اذكر اختلاف الأئمة الأربعة في التأمين سرا وجهرا؟ ۱۰

(ii) كيف استدل بهذا الحديث على التأمين جهرا وما جوابه؟ ۱۰

(iii) كلمه "من" في أي معنى هنافي عبارة "غفرله ماتقدم من ذنبه"؟ ۵

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء سال 2022ء

چوتھا پرچہ: سنن ابی داؤد و آثار السنن

السؤال الأول:- عَنِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُنَيْسٍ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى خَالِدِ بْنِ سُفْيَانَ الْهُذْلِيِّ فَقَالَ: إِذْهَبْ فَاقْتُلْهُ قَالَ: فَرَأَيْتُهُ وَحَضَرَتْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَقُلْتُ إِنِّيْ لَأَخَافُ أَنْ يَكُوْنَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ مَا أَنْ أُؤَخِّرُ الصَّلٰوةَ فَانْطَلَقْتُ أَمْشِيْ وَأَنَا أُصَلِّيْ أُوْمِئُ إِيْمَاءً.

(i) شكل الحديث وترجمه إلى الأردية؟

(ii) ماهو الاختلاف بين الأئمة الأربعة فى صلوٰة الطالب والمطلوب سائر او راكبا؟

(iii) بأى وجه قتل الخالد بن سفيان الهذلى؟

جواب: (i) اعراب اور ترجمہ حدیث:

اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ (اپنے باپ کا بیان نقل کرتے ہیں:) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خالد بن سفیان ہذلی کی طرف بھیجا، تاکہ میں اسے قتل کردوں۔ راوی کا بیان ہے کہ جب میں نے اسے دیکھا، تو وہ وقت نماز عصر کا تھا، میں نے خیال کیا کہ مجھے اندیشہ ہے، اگر قتل نے اس تک پہنچنا ہے، تو مجھے نماز مؤخر کرنا پڑے گی، میں اس کی طرف چل پڑا اور میں اس وقت اشارہ سے نماز ادا کر رہا تھا۔

(ii) حالت خوف میں نماز ادا کرنے کی کیفیت میں مذاہب آئمہ:

کیا حالت خوف اور وقت کی قلت کے وقت پیدل، سواری پر اور قبلہ کے رخ کے خلاف بھی نماز ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کا مؤقف ہے کہ اگر دوران قتال شدید خطرہ اور خوف ہو، تو پاپیادہ اور سواری پر بھی نماز ادا کرنا جائز ہے۔

۲- امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ جہاد اور قتال میں صلوٰۃ خوف پڑھی جائے اور جنگ کی شدت کی وجہ سے صلوٰۃ خوف نہ پڑھی جا سکے، تو نماز مؤخر کر دی جائے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے دن چار نمازیں مؤخر کر دی تھیں۔ قتال کے علاوہ اور کسی صورت میں دشمن کا خوف ہو، تو

یا پیادہ یا سواری پر نماز پڑھ لی جائے۔

(iii) خالد بن سفیان ہذلی کو قتل کرنے کی وجہ:

مسلمانوں کی طرح کفار اور دشمنان اسلام کی تعداد بھی کم نہیں ہے۔ اسلام اور کفر کا ہر دور میں مقابلہ و مجادلہ ہوتا رہا ہے اور تا قیامت ہوتا رہے گا، اسلام کی برتری اور کفر کی ذلت و رسوائی بھی یقینی امر ہے۔ خالد بن سفیان ہذلی دشمن اسلام تھا، اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف مقابلہ کرنے کے لیے ایک بہت بڑی طاقت جمع کر لی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اس حرکت کو ملاحظہ کر لیا تھا اور اپنے ایک جان نثار کو بھیج کر اسے قتل کروا دیا تھا یعنی اس کے قتل کا سبب اسلام دشمنی تھی۔

السؤال الثاني:— عن معقل بن يسار قال جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال إني أصبت امرأة ذات جمال وحسب وإنها لاتلد أفأتزوجها؟ قال: لافقال: تزوجوا الودود الولود فإني مكاثر بكم الأمم.

(i) ترجم هذا الحديث إلى الأردية واذكر التحقيق الصرفي للكلمات المخطوط عليها؟

(ii) متى يجب النكاح ومتى يستحب ومتى يكره ومتى يحرم وماهي أركان النكاح؟

(iii) ماهو نكاح المتعة وما حكمه؟

جواب: **(i) ترجمہ حدیث:** حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: مجھے ایک عورت نکاح کی غرض سے مل رہی ہے، جو خاندانی بھی اور خوبصورت بھی، لیکن وہ بچہ پیدا نہیں کر سکتی، کیا میں اس کے ساتھ نکاح کر سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ایسی عورتوں سے نکاح کرو، جو محبت کرنے والی ہوں اور اولاد پیدا کرنے والی ہوں، کیونکہ میں دوسری امتوں کے سامنے تمہاری کثرت پر فخر کروں گا۔

خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق:

لا تلد: صیغہ واحد مؤنث غائب نفی فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد مثال واوی از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ۔ بچہ جننا۔

مکاثر: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب مفاعلہ یعنی زیادہ ہونا۔

(ii) نکاح کب واجب، کب مستحب، کب مکروہ اور کب حرام ہوتا ہے:

نکاح واجب: نکاح ایسے عقد کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے مرد کا عورت سے شرعی طور پر جنسی نفع حاصل کرنا جائز ہو، کیونکہ اگر مرد کو عورت کا اس قدر اشتیاق ہو کہ نکاح نہ کرنے کی صورت میں زنا کا ڈر ہو تو نکاح واجب ہے۔

نکاح مستحب: گناہ سے بچنے اور اولاد کے حصول کی نیت سے نکاح کرنا مستحب ہے بشرطیکہ جماع، مہر اور نان ونفقہ پر قادر ہو۔

نکاح مکروہ: اگر عورت پر ظلم کرنے کا ڈر ہو، تو نکاح کرنا مکروہ ہے۔

نکاح حرام: اگر کوئی مرد جماع کرنے، حق مہر ادا کرنے اور نان ونفقہ مہیا کرنے سے قاصر ہو، تو نکاح حرام ہے۔

نکاح کے ارکان: نکاح کے دو ارکان ہیں جن کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ ان میں سے پہلا ایجاب اور دوسرا قبول، چاہے پہلا عورت کی طرف سے اور دوسرا مرد کی طرف سے ہو یا پہلا مرد اور دوسرا عورت کی طرف سے ہو۔

(iii) نکاح متعہ اور اس کا حکم:

امام قدوری فرماتے ہیں کہ نکاح متعہ باطل ہے اور وہ اس طرح ہے کہ کوئی مرد کسی عورت سے کہے: میں تم سے اتنی مدت کے لیے اتنے مال کے بدلے میں نفع حاصل کروں گا۔

لفظ متعہ، تمتع سے ہے جس کا معنیٰ نفع اٹھانا ہے۔ نکاح جن الفاظ سے منعقد ہوتا ہے ان میں تمتع کا لفظ نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ نکاح کسی خاص وقت کے لیے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے ہوتا ہے جبکہ متعہ میں یہ ہوتا ہے کہ خاص رقم کے بدلے میں ایک خاص وقت تک کوئی شخص کسی عورت سے جنسی نفع اٹھاتا ہے اور یہ باطل ہے۔

ضرورت کے تحت جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سفر میں جاتے تو اس کی ضرورت پڑتی تھی پھر اس سے منع کردیا گیا۔

السؤال الثالث:— عن ابن عمر أن جيشا غنموا في زمان رسول الله طعاما وعسلا فلم يؤخذ منهم الخمس.

(i) ماهي الأشياء التي يأخذها المجاهدون قبل تقسيم الغنيمة عندالحنفية حكمهما بين بالتفصيل؟

(ii) ماهي أموال الفيء وأموال الغنيمة وما حكمها في التقسيم؟

(iii) ماحظ الراجل والراكب من الغنيمة؟

جواب: (i) وہ اشیاء جو مجاہدین مال غنیمت تقسیم سے پہلے لے سکتے ہیں:

مجاہدین فی سبیل اللہ، اللہ تعالیٰ کے محبوب ہوتے ہیں، جو اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے اللہ تعالیٰ کے دین اور اسلام کی سربلندی کے لیے کوشاں ہوتے ہیں۔ مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے اشیاء خورد ونوش حاصل کرنے اور انہیں اپنے استعمال میں لانے کے مجاز ہوتے ہیں۔ وہ اشیاء شہد، طعام اور حلال جانوروں کا گوشت وغیرہ ہیں۔

یہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے۔ آپ کے دلائل زیر بحث حدیث کے علاوہ دیگر روایات بھی ہیں، جن میں یہ مضمون صراحت سے مذکور ہوا ہے۔

(ii) مال غنیمت اور مال فیئ کی تعریفات مع حکم:

مال غنیمت: وہ مال ودولت ہے، جو عملی جہاد کے بعد دشمن کی طرف سے مسلمانوں کے ہاتھ میں آئے مثلاً زیورات، ہتھیار اور دیگر ہر قسم کی اشیاء ہیں۔

حکم: خمس (پانچواں حصہ) نکالنے کے بعد باقی چار حصے مجاہدین میں تقسیم کر دیے جائیں گے۔

مال فیئ: دشمن کا وہ مال ومتاع ہے جو لڑائی کے بغیر مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔

حکم: یہ سب کا سب مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کرا دیا جائے گا، حاکم وقت حسب ضرورت اسے ملک وملت پر صرف کر سکے گا۔

(iii) مال غنیمت سے راجل اور راکب کا حصہ:

وہ مجاہد جو صرف پیدل جہاد میں شامل ہوا ہو، تو اسے مال غنیمت سے ایک حصہ دیا جائے گا۔ جو مجاہد اپنی سواری سمیت جہاد میں شامل ہو، اسے مال غنیمت سے دو حصے دیے جائیں گے یعنی ایک مجاہد کا اور دوسرا سواری کا۔

القسم الثاني...... آثار السنن

السؤال الرابع:- عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال يغسل الإناء إذا ولغ فيه الكلب سبع مرات أولهن او أخرهن بالتراب وإذا لغت فيه الهرة غسل مرة.

(i) ترجم إلى الأردية؟

(ii) ما اختلاف الأئمة الأربعة في هاتين المسئلتين ورجح مذهب الحنفية بالدليل؟

(iii) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "الماء طهور لاينجسه شيء"، ما المراد بهذا وماهو الجواب لظاهر الحديث؟

جواب: (i) ترجمہ حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جب کسی ایک کے برتن میں کتا منہ ڈالے، پانی پی جائے، تو وہ اسے سات بار دھولے اور پہلی یا آخری بار مٹی کے ساتھ دھوئے۔

(ii) کتے کے جھوٹے میں مذاہب آئمہ:

جب کتا پانی وغیرہ والے برتن میں منہ ڈال دے، تو کیا وہ نجس ہوگا یا پاک ہوگا؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ وہ پانی پاک ہے، اس سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے۔ بعض اصحاب مالکیہ کا قول ہے کہ ایسے پانی سے وضو کرنا جائز ہے، مگر تیمم بھی کیا جائے گا۔ اس برتن کو سات بار دھویا جائے گا۔

۲- امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ایسا پانی نجس ہے، اس سے وضو اور غسل منع ہے۔ ایسے برتن کو صاف کرنے کے لیے تین بار دھویا جائے گا، مگر سات بار دھونا بہتر ہے۔

بلی کے جھوٹے کے بارے میں مذاہب فقہاء:

امام مالک، امام شافعی اور امام ابویوسف رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ بلی کا جھوٹا بلا کراہت پاک ہے۔

امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک مع الکراہت پاک ہے یعنی کراہت تنزیہی ہے۔ یہ قول راجح ہے۔

(iii) حدیث "الماء طهور لا ينجسه شيء" کی احناف کی طرف سے وضاحت:

اس روایت سے بظاہر ثابت ہوتا ہے کہ دائمی طور پر پانی پاک ہوتا ہے، یہ کبھی نجس نہیں ہوتا۔ احناف کی طرف سے اس حدیث کا مطلب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ماء کثیر یا ماء جاری کبھی نجس نہیں ہوتا، جب تک تین امور میں سے کوئی تبدیل نہ ہو جائے یعنی رنگ، ذائقہ اور بو۔

ماء قلیل یا ٹھہرا پانی جو دہ دردہ سے کم ہو، اس میں پلیدی گرنے سے وہ نجس ہو جائے گا، خواہ امور ثلاثہ مذکورہ میں سے کوئی بھی نہ پایا جائے۔

السؤال الخامس: - عن عقبة بن عامر أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لاتزال أمتي بخير مالم يؤخروا المغرب حتى تشتبك النجوم.

(i) ترجم إلى الأردية؟

(ii) ماهو أول وقت صلوٰة المغرب وآخره عند الأئمة الأربعة بالدلائل؟

(iii) ماهي الأوقات المستحبة للصلوٰت الخمس؟

جواب: (i) ترجمہ حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت ہمیشہ خیر پر گامزن رہے گی جب تک وہ مغرب کی نماز کو مؤخر نہ کر دے حتیٰ کہ ستارے نظر آنے لگیں۔

(ii) نماز مغرب کے وقت شروع اور ختم ہونے میں مذاہب آئمہ:

آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ غروب آفتاب سے نماز مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ تاہم نماز مغرب کے اختتام اور نماز عشاء کے وقت کے شروع ہونے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک شفق یعنی سرخی کے ختم ہو جانے پر مغرب کا وقت ختم اور عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ شفق سفیدی کا نام ہے، اس کے غروب ہونے پر نماز مغرب کا وقت ختم اور نماز عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

(iii) پانچوں نمازوں کے مستحب اوقات کی وضاحت:

نماز فجر کا وقت: ہر موسم میں نماز فجر کو تاخیر سے یعنی اجالے میں پڑھنا مستحب ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم فجر اجالے میں پڑھو، اللہ تعالیٰ تمہاری قبروں کو روشن کر دے گا۔

نماز ظہر کا وقت: نماز ظہر موسم سرما میں اوّل وقت میں اور موسم گرما میں آخری وقت یعنی تاخیر سے ادا کرنا مستحب ہے۔

نماز عصر کا وقت: نماز عصر ہر موسم میں تاخیر سے ادا کرنا مستحب ہے، لیکن اس بات کو پیش نظر رکھا جائے کہ مکروہ وقت نہ شروع ہونے پائے۔

نماز مغرب کا وقت: ہر موسم میں نماز مغرب اوّل وقت میں ادا کرنا مستحب ہے۔

نماز عشاء کا وقت: ہر موسم میں نماز عشاء کو تاخیر سے ادا کرنا مستحب ہے۔

السؤال السادس: — عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إذا أمن الإمام فأمنوا فإنه من وافق تأمينه تأمين الملائكة غفر له ماتقدم من ذنبه .

(i) اذكر اختلاف الأئمة الأربعة في التأمين سرا وجهرا؟

(ii) كيف استدل بهذا الحديث على التأمين جهرا وما جوابه؟

(iii) كلمه "من" في أى معنى هنا في عبارة "غفر له ماتقدم من ذنبه"؟

جواب: (i) آمین کو سراً یا جہراً پڑھنے میں مذاہب آئمہ:

کیا امام کی اقتداء میں پڑھی جانے والی نماز میں "آمین" سراً پڑھا جائے گا یا جہراً؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف اور اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱- امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مسنون طریقہ یہ ہے کہ امام اور مقتدی جہری نمازوں میں "آمین" جہراً پڑھیں اور سری نمازوں میں سراً پڑھیں۔

۲- امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں امام اور مقتدی دونوں کا سورہ فاتحہ کے بعد "آمین" سراً کہنا مستحب ہے۔ تاہم مقتدی امام کے ساتھ "آمین" کہے اور اس سے پہلے ہرگز کہنے کی کوشش نہ کرے۔

۳- امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ امام، متفرد اور مقتدی سری نمازوں میں آہستہ "آمین" کہیں اور جہری نمازوں میں دو قول ہیں: (i) آمین سراً کہنا، (ii) آمین جہراً کہنا۔

۴- امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نماز جہری ہو یا سری ہو، امام اور مقتدی دونوں سراً "آمین" کہیں گے۔

(ii) حدیث مذکور سے جہراً "آمین" کہنے پر استدلال کی وضاحت اور اس کا جواب:

اس روایت سے جہراً "آمین" کہنے پر یوں استدلال کیا گیا ہے کہ جب امام جہراً "آمین" کہے گا، تو مقتدی بھی اسی وقت آمین کہے گا، تو دونوں میں مطابقت ہوگی اور مغفرت ذنب کی بشارت پائیں گے۔

اس استدلال کا جواب بھی اسی روایت میں موجود ہے کہ اسی وقت فرشتے بھی "آمین" کہتے ہیں، ان کے ساتھ موافقت کی وجہ سے بخشش ذنوب کا پروانہ ملتا ہے۔ چونکہ فرشتوں کی آواز سنائی نہیں دیتی یعنی وہ سراً "آمین" کہتے ہیں، تو مطابقت کی صورت یہ ہے کہ امام و مقتدی بھی سراً "آمین" کہیں۔

(iii) روایت میں مذکور کلمہ "مِنْ" لانے کی وجہ:

گناہ دو قسم ہیں:

(i) صغیرہ: جو بغیر توبہ کے مختلف امور خیر کی وجہ سے بخش دیے جاتے ہیں۔

(ii) کبیرہ: یہ وہ گناہ ہوتے ہیں، جو توبہ کے بغیر اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا، کیونکہ ان کی مغفرت کے لیے توبہ شرط ہے۔

اس عبارت میں کلمہ "مِنْ" تبعیضیہ ہے، اس سے مراد بعض گناہ ہیں یعنی صرف صغیرہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، کیونکہ کبیرہ گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔

☆☆☆

الاختبار السنوی شهادة العالمیه فی العلوم العربیه والاسلامیه (ایم اے عربی واسلامیات) السنة الثانیة

للطلاب السنة ۱۴۴۳ھ 2022ء

الورقة الخامسة: سنن النسائی وابن ماجة

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

الملاحظة: أجب عن اثنین من كل قسم .

القسم الأول: سنن النسائی

السؤال الأول:- عن عائشة و ابن عباس رضی الله عنهما قالا لما نزل برسول الله صلى الله عليه وسلم فطفق يطرح خميصة له على وجه فاذا اغتم كشفها عن وجهه قال وهو كذلك لعنة الله على اليهود والنصارى اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد .

(i) ترجم إلى الأردية وما هو المقصود الأهم من هذا الحديث؟ ۵+۵=۱۰

(ii) كيف اتخذ اليهود والنصارىٰ قبور أنبيائهم مساجد؟ ۸

(iii) كيف صحت نسبة هذا القول إلى النصارىٰ ونبيهم عيسىٰ عليه السلام لم يتوفى إلى الأن؟ ۷

السؤال الثاني:- عن سلمة بن الاكوع قال قلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم أني لاكون فى الصيدو ليس على الا القميص افاصلى فيه؟ قال وزره عليك ولو بشوكة .

(i) شكل الحديث ثم ترجمه إلى الأردية؟ ۵+۵=۱۰

(ii) اذكر عورة الرجل والحرة والأمة التى سترها واجب فى الصلوٰة؟ ۱۰

(iii) ماحكم الصلوٰة فى قميض واحد أوفى الإزار وحده؟ ۵

السؤال الثالث:- عن عائشة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل عليها وعندها جاريتان تضربان بدفين فانتهرهما أبوبكر فقال النبى صلى الله عليه وسلم

دعهن فان لكل قوم عيدا .

(i) تـرجـم إلى الأردية ولم انتهرهما أبوبكر وقد كان النبي صلى الله عليه وسلم هنا؟ ۵+۵=۱۰

(ii) هـل ضرب الدف عند إنشاد الأشعار الإسلامية جائز؟ بين موقفك بالدليل . ۱۰

(iii) مامعنى العيدوكم عيدافى الإسلام؟ ۵

القسم الثاني...... سنن إبن ماجه

السـؤال الـرابع:- عن عائشة رضى الله عنه قالت دعى رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى جنازة غلام من الأنصار فقلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم طوبى لهذا عصفور من عصافير الجنة لم يعمل السوء ولم يدركه قال أوغير ذلك يا عائشة .

(i) تـرجم إلى الأردية ولم نهى النبي صلى الله عليه وسلم عائشة عن هذا القول؟ ۵+۵=۱۰

(ii) ماحكم أطفال المشركين فى الأخرة؟ اذكره بالدلائل . ۱۰

(iii) وماحكم أولاد المسلمين لم يبلغوا الحنث فى الأخرة؟ ۵

السـؤال الـخـامـس:- عـن جـابـر بـن عبد الله أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لاتعلموا العلم لتباهوا به العلماء ولا لتماروا به السفهاء ولا تخيروا به المجالس فمن فعل ذلك فالنار النار .

(i) ترجم إلى الأردية واشرح الكلمات المخطوط عليها لغة؟ ۵+۵=۱۰

(ii) اكتب أطروحة جامعة لفضل العلم والعلماء؟ ۱۰

(iii) العلم النافع ماهو؟ ۵

السـؤال السـادس:- عـن ابـن عـمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رأيتم الهلال فصوموا وإذا رأيتموه فأفطروا فإن غم عليكم فاقدروا له .

(i) ترجم إلى الأردية؟ ۵

(ii) اذكـر اختـلاف الـعـلـمـاء فـى مـعنى "فاقدروا له" وماهو المراد به عند أبى حنيفة؟ ۱۰

(iii) ماحكم الصوم يوم الشك عند الأئمة الأربعة؟ ۱۰

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء سال 2022ء

پانچواں پرچہ: سنن نسائی وابن ماجہ

قسم اوّل: سنن نسائی

القسم الأول: سنن النسائی

السؤال الأول:- عن عائشة و ابن عباس رضی الله عنهما قالا لما نزل برسول الله صلى الله عليه وسلم فطفق يطرح خميصة له على وجه فاذا اغتم كشفها عن وجهه قال وهو كذلك لعنة الله على اليهود والنصارى اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد .

(i) ترجم إلى الأردية وما هو المقصود الأهم من هذا الحديث؟

(ii) كيف اتخذ اليهود والنصارىٰ قبور أنبيائهم مساجد؟

(iii) كيف صحت نسبة هذا القول إلى النصارىٰ ونبيهم عيسىٰ عليه السلام لم يتوقف إلى الأن؟

جواب: (i) ترجمہ حدیث: حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کا بیان ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت میں مبتلا ہوئے، تو آپ اپنی چادر اپنے چہرہ انور پر لیتے تھے، پھر جب الجھن محسوس کرتے، تو اسے چہرے سے ہٹا لیتے تھے۔ اسی موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو مسجد (سجدہ گاہ) بنالیا تھا۔

اس حدیث کا اہم مقصد:

اس روایت کا اہم مقصد عقیدہ توحید کا تحفظ اور شرک جیسے جرم کی بیخ کنی ہے۔

(ii) یہود ونصاریٰ کا اپنے انبیاء کی قبور کو مساجد بنانے کی وضاحت:

اس روایت پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ اس میں نصاریٰ کا بھی تذکرہ ہے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ابھی وصال بھی نہیں ہوا؟ اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ ممکن ہے اس سے مراد انبیاء اور ان کے پیروکار ہوں اور صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر پر اکتفاء کیا گیا، کیونکہ صحیح مسلم کی روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے: ''وہ لوگ اپنے انبیاء اور صالحین کی قبور کو مسجد بنا لیتے تھے''۔ ممکن ہے کہ یہ

قبور کو مسجد بنانے کا عمل یہودیوں کی طرف سے بھی بطورِ بدعت ہو اور عیسائیوں کی طرف سے ان کی پیروی کے طور پر ہو۔

علاوہ ازیں اس کا اہم مقصد شرک جیسی لعنت کی بیخ کنی کرنا ہے، جو نا قابل معافی جرم ہے۔

(iii) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اس قول کی نسبت کرنا جبکہ ابھی آپ کا وصال نہیں ہوا:

بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقید حیات ہیں، آپ کی نافرمان قوم نے آپ کو شہید کرنے کی کوشش کی، مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمان پر اٹھا لیا، آج بھی آپ تیسرے آسمان پر بقید حیات ہیں اور قرب قیامت آپ آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ آپ بے مثل حکمران ہوں گے، نکاح کریں گے، اولاد ہوگی اور پھر آپ کا انتقال ہوگا۔ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں خالی پڑی ہوئی جگہ میں آپ کی تدفین ہوگی۔ آپ شریعت محمدی کے مطابق زندگی بسر کریں گے۔

پھر اس قول کی نسبت نصاریٰ کے انبیاء اور صالحین کی طرف کرنا کس طرح درست ہو سکتا ہے؟ اس کا جواب ہے کہ "الاکثر فی حکم کل" کے قاعدہ کے تحت اگر ایک نبی کو اس قول سے خارج بھی کیا جائے، تو تب بھی اس قول کی نسبت درست ہو جائے گی۔ اس لیے اس قول سے اصل مقصد شرک کا قلع قمع کرنا ہے، جو نا قابل معافی جرم ہے۔

السؤال الثانی:- عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَكُوْنَ فِي الصَّيْدِ وَلَيْسَ عَلَيَّ اِلَّا الْقَمِيْصُ فَاُصَلِّيْ فِيْهِ؟ قَالَ وِزْرُهٗ عَلَيْكَ وَلَوْ بِشُوْكَةٍ .

(i) شكل الحديث ثم ترجمه إلى الأردية؟

(ii) اذكر عورة الرجل والحرة والأمة التى سترها واجب فى الصلوٰة؟

(iii) ماحكم الصلوٰة فى قميص واحد أوفى الإزار وحده؟

جواب: (i) اعراب وترجمہ حدیث:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، انہوں نے کہا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بے شک میں شکار کرتا ہوں، میرے پاس قمیص کے علاوہ کوئی کپڑا نہیں ہوتا، تو کیا میں اسی کپڑے میں نماز ادا کر سکتا ہوں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: تم اس کے گریبان کو ٹانک لیا کرو، خواہ کانٹے کے ذریعے ہی ایسا کرو۔

(ii) مرد، آزاد عورت اور کنیز کے جسم کا وہ حصہ جس کا نماز میں چھپانا ضروری ہے:

مرد: حالت نماز میں ناف سے لے کر گھٹنوں تک جسم کا چھپانا واجب ہے اور اسے مرد کی عورت کہا جاتا ہے۔

عورت: حالت نماز میں عورت کا دونوں ہاتھ، چہرہ اور دونوں قدموں کے سوا تمام جسم کا چھپانا واجب ہے۔ اسے خاتون کی عورت کہا جاتا ہے۔

کنیز: حالت نماز میں کنیز کا اپنے سینے سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک چھپانا واجب ہے۔ اسے کنیز کی عورت کہا جاتا ہے۔

(iii) ایک قمیص یا ایک چادر میں نماز ادا کرنے کا حکم:

جس کے پاس زیادہ کپڑے نہ ہوں، وہ ایک چادر یا قمیص میں بھی نماز ادا کر سکتا ہے، بشرطیکہ اس کپڑے سے ستر عورت کی شرط پائی جائے یعنی بڑی قمیص یا بڑی چادر سے ستر عورت ہو جائے، تو نماز درست ہے ورنہ نماز درست نہیں، کیونکہ اس حالت میں ستر فرض ہے اور فرض چھوٹنے سے نماز نہیں ہوتی۔

السؤال الثالث: عن عائشة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل عليها وعندها جاريتان تضربان بدفين فانتهرهما أبوبكر فقال النبي صلى الله عليه وسلم دعهن فان لكل قوم عيدا ۔

(i) ترجم إلى الأردية ولم انتهرهما أبوبكر وقد كان النبي صلى الله عليه وسلم هنا؟

(ii) هل ضرب الدف عند إنشاد الأشعار الإسلامية جائز؟ بين موقفك بالدليل ۔

(iii) مامعنى العيد وكم عيدافي الإسلام؟

جواب: (i) ترجمہ حدیث: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لائے، اس وقت ان کے پاس دو بچیاں بیٹھی ہوئی تھیں، جو دف بجا رہی تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں ڈانٹا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم انہیں چھوڑ دو، کیونکہ کسی کام کا خاص موقع ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بچیوں کو ڈانٹنے کی وجہ:

بلاشبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شارع ہیں اور آپ ہی اصول شریعت کے محافظ اعظم ہیں۔ آپ کی موجودگی میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بچیوں کو ڈانٹنا تکبر یا بے ادبی کی وجہ سے نہ تھا بلکہ ایک خادم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے تھا۔ پھر خادم اپنے بڑے کا احترام کرتا ہے نہ کہ بے ادبی کا

مرتکب ہوتا ہے۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے تھے۔ شور کی وجہ سے آپ کے آرام میں خلل نہ آئے۔

(ii) اسلامی اشعار کا دف کے ساتھ پڑھنے کا شرعی حکم:

اہل تصوف کے ہاں یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے، کچھ لوگ اسلامی اشعار کو دف کے ساتھ پڑھنے کے قائل ہیں مثلاً چشتی حضرات اور بعض لوگ اس کی ممانعت کے قائل ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ کے اولیاء حضرت مجدد الف ثانی، حضرت میاں شیر محمد شرقپوری اور دیگر اکابر اس کی اجازت نہیں دیتے۔ بندہ کا مؤقف بھی یہی ہے کہ کسی اسلامی تقریب میں بالخصوص مسجد میں دف کا استعمال کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ اس سے تقریب کی عظمت واور مسجد کا تقدس مجروح ہوتا ہے۔

(iii) عید کا معنی ومفہوم اور اس کی اقسام:

لفظ "عید" کا معنی ہے: بار بار آنا، چونکہ یہ دن بھی زندگی میں بار بار آتا ہے، اس لیے اسے "عید" کہا جاتا ہے۔ اس لفظ کا ایک معنی ہے: اظہار مسرت اور خوشی منانا، چونکہ اس دن لوگ غسل کرتے ہیں، خوشبو استعمال کرتے، نئے یا صاف ستھرے کپڑے زیب تن کرتے ہیں یعنی لوگ اظہار مسرت کرتے ہیں، اس لیے اسے "عید" کہا جاتا ہے۔

شرعی نقطہ نظر سے سال میں دو عیدیں ہوتی ہیں:

(i) عید الفطر: یہ روزوں کی تکمیل کے سبب منائی جاتی ہے، لوگ اس دن صدقہ فطر ادا کرتے ہیں، محلہ کے مرکزی مقام میں جمع ہو کر دو رکعت ادا کرتے ہیں، ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے ہیں، گلے ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں۔

(ii) عید الاضحیٰ: یہ دوسری عید ہے، جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یاد میں جانور ذبح کر کے منائی جاتی ہے۔ اس میں بھی دو رکعت نماز امام کی اقتداء میں ادا کی جاتی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اظہار عقیدت ومحبت کی بناء پر مسلمانان اسلام ۱۲ ربیع الاول کو بھی "یوم عید" کے طور پر مناتے ہیں۔ اس موقع پر بڑے بڑے جلوس نکالے جاتے ہیں، جلسے منعقد کیے جاتے ہیں، غرباء کی مالی معاونت کی جاتی ہے اور ہر محلہ میں پر تکلف طعام کا انتظام کیا جاتا ہے۔

القسم الثاني ...... سنن إبن ماجه

السؤال الرابع:— عن عائشة رضي الله عنه قالت دعي رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى جنازة غلام من الأنصار فقلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم

طوبى لهذا عصفور من عصافير الجنة لم يعمل السوء ولم يدركه قال أوغير ذلك يا عائشة؟

(i) ترجم إلى الأردية ولم نهى النبى صلى الله عليه وسلم عائشة عن هذا القول؟

(ii) ماحكم أطفال المشركين فى الأخرة؟ اذكره بالدلائل .

(iii) وماحكم أولاد المسلمين لم يبلغوا الحنث فى الأخرة؟

جواب: (i) ترجمہ حدیث: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک انصاری لڑکے کی نماز جنازہ کے لیے بلایا گیا، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کے لیے مبارک باد ہے، کیونکہ یہ جنت کی ایک چڑیا ہے، اس نے کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کیا اور اسے برائی کرنے کا وقت میسر نہیں آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! کیا اس کے علاوہ بھی کچھ ہے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کرنے کی وجہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کے جنتی ہونے پر اس عزم ویقین کے ساتھ حکم لگایا تھا کہ گویا انہیں غیب کا علم حاصل ہے اور اللہ کی مصلحت ومرضی کی راز دان ہیں، اس لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس جزم ویقین پر یہ تنبیہ فرمائی کہ تم اپنے اس وثوق کی بنیاد پر گویا غیب دانی کا اقرار کر رہی ہو، جو کسی بندہ کے لیے مناسب نہیں ہے یا اس حدیث کی زیادہ صحیح توجیح یہ ہو سکتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اس وقت تک ہوگا جب تک بچوں کے جنتی ہونے کا حکم وحی کے ذریعے معلوم نہیں ہوا تھا۔

(ii) مشرکین کے بچوں کے بارے میں اقوال:

کفار ومشرکین کے بچوں کے حوالے سے مشہور پانچ اقوال ہیں:

(i) کفار ومشرکین کے شیر خوار بچے، جو دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں، وہ جنت میں جائیں گے، کیونکہ ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے، وہ اس وقت نہ مشرک ہوتا ہے اور نہ کافر۔

(ii) مشرکین اور کفار کے نوزائدہ بچے اہل جنت کے خدام کی حیثیت سے جنت میں جائیں گے اور جنت میں ان کی خدمات سرانجام دیں گے۔

(iii) اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق جو بچے بڑے ہو کر اہل جنت کے اعمال کرنے والے تھے، وہ جنت میں جائیں گے۔ ان بچوں میں سے جو اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق اہل جہنم کے اعمال کرنے والے تھے، وہ دوزخ میں جائیں گے۔

(iv) وہ بچے جنت میں داخل نہیں ہوں گے، کیونکہ انہوں نے اہل جنت کے اعمال نہیں کیے اور وہ دوزخ میں بھی نہیں جائیں گے، کیونکہ انہوں نے اہل جہنم کے اعمال بھی نہیں کیے بلکہ وہ جنت و دوزخ کے درمیان "مقام اعراف" میں رہیں گے۔

(v) آخرت میں انہیں بطور آزمائش اللہ تعالیٰ کے حکم سے دوزخ میں جانے کا حکم ہوگا۔ جو بچے دوزخ میں داخل ہوں گے آتش جہنم ان کے لیے اسی طرح باغ بہار اور امن وسلامتی کا گہوارہ بن جائے گی، جس طرح آتش نمرودی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے امن وسلامتی والی بن گئی تھی۔ جو بچے آتش دوزخ میں کودنے سے انکار کردیں گے، تو انہیں دوزخ میں داخل کردیا جائے گا۔

(iii) مسلمانوں کے شیر خوار بچوں کے بارے میں حکم:

مسلمانوں کے وہ بچے، جو شیر خوارگی کے وقت دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں، وہ قطعی طور پر جنتی ہوتے ہیں۔ اسلام نومولود بچہ کو پاک اور گناہوں سے محفوظ رکھتا ہے بلکہ حد بلوغ کو پہنچنے تک اس پر احکام بھی نافذ نہیں کرتا۔ گویا اسلام پیدائش سے لے کر وفات تک بلکہ بعد از وفات بھی اس کا محافظ ہوتا ہے۔ بچے کو یہ عظمت وشان دوسرے ادیان کے مقابل صرف اسلام دیتا ہے، جو اس کا طرۂ امتیاز ہے۔

السؤال الخامس:- عن جابر بن عبد الله أن النبی صلى الله عليه وسلم قال لاتعلموا العلم لتباهوا به العلماء ولا لتماروا به السفهاء ولا تخيروا به المجالس فمن فعل ذلك فالنار النار .

(i) ترجم إلى الأردية واشرح الكلمات المخطوط عليها لغة؟

(ii) اكتب أطروحة جامعة لفضل العلم والعلماء؟

(iii) العلم النافع ماهو؟

جواب: (i) ترجمہ حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس لیے علم حاصل نہ کرو کہ تم اس کے ذریعے علماء کے سامنے فخر ومباہات کا اظہار کرو یا اس کے ذریعے تم بے وقوفوں کے ساتھ بحث مباحثہ کرو، یا اس کے ذریعے محافل میں اپنے آپ کو نمایاں کرو، جو ایسا کرے گا، اس کے لیے آگ ہے اور اس کے لیے آگ ہے۔

خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق:

لِتُبَاهُوْا: صیغہ جمع مذکر فعل امر حاضر مجہول ثلاثی مزید از باب تفاعل۔ فخر وغرور کرنا۔

لِتُمَارُوْا: صیغہ جمع مذکر حاضر فعل امر حاضر مجہول ثلاثی مزید فیہ از باب تفاعل۔ مقابلہ کرنا، کسی کو زیر

کرنا۔

لَا تَـتَـخَـيَّـرُوْا: صیغہ جمع مذکر حاضر نہی حاضر معروف ثلاثی مزید فیہ از باب تفعل۔ امتیازی مقام و مرتبہ پر فائز ہونا۔

(ii) فضیلت علم و علماء پر مضمون:

علماء اور علم کی فضیلت کے بارے میں قرآن و سنت میں بہت زور دیا گیا ہے۔ چنانچہ آیات درج ذیل ہیں:

۱- يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ لا وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ط

تم میں سے اہل ایمان اور اہل علم کے اللہ تعالیٰ درجات بلند کرتا ہے۔

۲- قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۝

کہہ دیجیے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ اور علم کتاب کے حامل کی گواہی کافی ہے۔

۳- هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ط

کیا اہل علم اور جاہل لوگ برابر ہو سکتے ہیں؟

قرآن کریم کی طرح احادیث مبارکہ میں بھی علم و علماء کے فضائل و کمالات بیان کیے گئے ہیں۔ اس حوالے سے چند ارشادات نبوی درج ذیل ہیں:

۱- قیامت کے دن سب سے پہلے انبیاء، پھر علماء اور پھر شہداء شفاعت کریں گے۔

۲- بے شک عالم دین کے لیے آسمانوں اور زمینوں کی ہر چیز حتی کہ مچھلیاں بھی دعائے مغفرت کرتی ہیں۔ بے شک عالم کی فضیلت عبادت گزار پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر ہوتی ہے۔

۳- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو آدمیوں کا تذکرہ ہوا، ان میں سے ایک عالم تھا اور دوسرا عابد، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے، جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ آدمی پر ہے۔

۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

علماء، انبیاء کے وارث ہیں، آسمان والے ان سے محبت کرتے ہیں اور جب علماء دنیا سے رخصت ہوتے ہیں، تو دریا کی مچھلیاں ان کے لیے تا قیامت بخشش کی دعا کرتی ہیں۔

(iii) علم نافع سے مراد:

دنیا میں کثیر علوم و فنون ہیں، لیکن ان سے افضل اور نافع فی الدارین، علم دین ہے، رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب انسان فوت ہو جاتا ہے، تو اس کے اعمال صالحہ میں اضافہ کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے، لیکن تین امور ایسے ہیں جن کا دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی ثواب ملتا رہتا ہے:

۱-صدقہ جاریہ: یعنی مسجد وغیرہ تعمیر کروادی۔

۲-علم نافع: یعنی خود علم دین پڑھا اور آگے اس کی تدریس کی، جب تک یہ درس وتدریس کا سلسلہ نسل بعد نسل جاری رہے گا، اس کے نامہ اعمال میں ثواب لکھا جائے گا۔

۳-صالح اولاد: جس شخص نے نیک اولاد چھوڑی، وہ اس کے حق میں دعا کرتے رہیں گے، تو اس کے اعمال میں اضافہ ہوتا رہے گا۔

السؤال السادس:- عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رأيتم الهلال فصوموا وإذا رأيتموه فأفطروا فإن غم عليكم فاقدروا له.

(i) ترجم إلى الأردية؟

(ii) اذكر اختلاف العلماء في معنى "فاقدروا له" وماهو المراد به عند أبي حنيفة؟

(iii) ماحكم الصوم يوم الشك عند الأئمة الأربعة؟

جواب: (i) ترجمہ حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم پہلی کا چاند دیکھ لو، تو روزہ رکھنا شروع کردو اور جب تم اسے دیکھ لو تو عیدالفطر کرو اور اگر تم پر بادل آجائیں، تو تم گنتی پوری کرو۔

(ii) ہلال رمضان کے نصاب شہادت میں فقہی تصریح:

جمہور آئمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہلال رمضان کے بارے میں ایک مسلمان کی گواہی کافی ہو گی۔ ہلال عید کے لیے کم از کم دو گواہوں کی گواہی معتبر ہوگی۔

اگر مطلع ابر آلود ہو، تو دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی قابل قبول ہوگی۔

اگر مطلع صاف ہو، تو ہلال عید اور ہلال رمضان کے لیے ایک جماعت کی گواہی قابل قبول ہو گی۔

اگر انتیسویں تاریخ کو بادل وغیرہ کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے، تو مہینہ تیس دن کا پورا کیا جائے گا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہینہ انتیس دنوں کا ہوسکتا ہے اور تیس دنوں کا بھی۔

(iii) یوم شک میں روزہ رکھنے کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

کیا شک کے دن روزہ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱- امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ شک کے دن روزہ رکھنا صحیح نہیں ہے۔ تاہم قضا یا نذر اور یا کفارہ کا روزہ رکھنا جائز ہے۔

۲- امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں شک کے دن کا روزہ رکھنا جائز ہے۔ امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ عادت اور غیر عادت میں فرق کرتے ہیں۔

۳- امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صوم شک منع ہے، مگر وہ دن عادت کے مطابق آجائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

13

الورقة الأولٰى: لصحيح البخارى

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

الملاحظة: أجب عن ثلاثة فقط .

السؤال الأول: انتدب الله عزوجل لمن خرج فى سبيله لايخرجه الا ايمان بى أو تصديق برسلى أن أرجعه بمانال من أجر أو غنيمة أو أدخله الجنة ولولا أن أشق على أمتى ماقعدت خلف سرية ولوددت أنى أقتل فى سبيل الله ثم أحى ثم أقتل ثم أحى ثم أقتل .

(i) ترجم الى الأردية واذكر التحقيق الصرفى للكلمات المخطوط عليها؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ii) "ايمان بى أو تصديق برسلى" لم ذكر "أو" مع أنه لابدمن كليهما؟ ۴

(iii) اكتب أطروحة على فضل الجهاد فى سبيل الله تحتوى على عشرة أسطر؟ ۱۰

السؤال الثانى: عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِىْ هٰهُنَا؟ فَوَاللهِ مَا يَخْفٰى عَلَىَّ خُشُوْعُكُمْ وَلَا رُكُوْعُكُمْ اِنِّىْ لَاَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِىْ .

(i) شكل الحديث وترجمه الى الأردية؟ ۵+۵=۱۰

(ii) اشرح الحديث بحيث يتضح كمال بصر النبى صلى الله عليه وسلم؟ ۸

عن ابن عمر رضى الله عنهما أن رجلا جاء الى النبى صلى الله عليه وسلم وهو يخطب فقال كيف صلوٰة الليل؟ فقال مثنى مثنى فاذا خشيت الصبح فأوتر بواحدة توتره لك ماقد صليت .

(iii) ترجم الى الأردية واذكر مذهب الأحناف عن ركعات الوتر مع الدليل؟ ۱۰+۵=۱۵

السؤال الثالث: ذكر عند النبى صلى الله عليه وسلم رجل فقيل مازال نائما حتى أصبح ماقام الى الصلوٰة فقال بال الشيطان فى أذنه .

(i) ترجم الى الأردية وبين أن العبارة المخطوطة على ظاهرها أو مؤولة؟ ۵+۶=۱۱

عن طلحة بن عبدالله بن عوف قال صليت خلف ابن عباس رضى الله عنهما على جنازة فقرأ بفاتحة الكتاب وقال لتعلموا أنها سنة؟

(ii) ترجم الى الأردية واكتب مؤقف الأئمة الأربعة عن قراءة الفاتحة على الجنازة مع ترجيح مذهب الحنفية؟ ٥+١٠=١٥

(iii) هل تجوز صلوٰة الجنازة بعد دفن الميت؟ اكتب مع الدليل ـ ٧

السؤال الرابع: (i) اكتب تاريخ ولادة الامام البخارى ووفاته مع بيان مسلكه الفقهي؟ ٦+٥=١١

(ii) اكتب أطروحة عن أسلوب الامام البخارى رحمه الله تعالىٰ وفضل صحيحه على سائر كتب الحديث؟ ٢٢

☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2023ء

سوال نمبر ۱: انتدب الله عزوجل لمن خرج في سبيله لايخرجه الا ايمان بي أو تصديق برسلي أن أرجعه بما نال من أجر أو غنيمة أو أدخله الجنة ولولا أن أشق على أمتي ماقعدت خلف سرية ولوددت أني أقتل في سبيل الله ثم أحي ثم أقتل ثم أحي ثم أقتل ـ

(i) ترجم الى الأردية واذكر التحقيق الصرفي للكلمات المخطوط عليها؟

(ii) "ايمان بي أو تصديق برسلي" لم ذكر "أو" مع أنه لابدمن كليهما؟

(iii) اكتب أطروحة على فضل الجهاد في سبيل الله تحتوى على عشرة أسطر؟

جوابات: (i) ترجمۃ الحدیث: اللہ اس کا ضامن ہے جو شخص اس کی راہ میں گھر سے نکلا۔ اس کا گھر سے نکلنا صرف مجھ پر ایمان اور میرے رسولوں کی تصدیق کی وجہ سے تھا کہ میں اس کو اس کے حاصل کردہ اجر یا مال غنیمت کے ساتھ لوٹاؤں یا اس کو جنت میں داخل کروں۔ اگر میں اپنی امت پر دشوار نہ سمجھتا تو میں کسی لشکر کے پیچھے نہ بیٹھا رہتا۔ میں اس کو ضرور پسند کرتا کہ میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں۔

خط کشیدہ کی صرفی تحقیق:

اشق: صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد مضاعف از باب نَصَرَ یَنْصُرُ۔

لوددت: صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معروف مضاعف ثلاثی از باب نَصَرَ یَنْصُرُ۔

اُحْيِيْ: واحد متکلم فعل مضارع مجہول ثلاثی مزید ناقص یائی از باب افعال۔

(ii) "ایمان بی او تصدیق برسلی" میں "او" ذکر کرنے کی وجہ:

اعتراض ہوتا ہے کہ "ایمان بی او تصدیق برسلی" اس عبارت کے درمیان کلمہ "او" کیوں

ذکر کیا گیا حالانکہ دونوں ہی ایک چیز ہیں؟ شارحین نے اس کا جواب دیا ہے کہ اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لیے کہ دونوں ایک دوسرے کو مستلزم ہیں۔

دوسری روایت میں واؤ کے ساتھ بھی آیا ہے۔

(iii) جہاد کی فضیلت پر مقالہ:

جہاد کا لغوی معنی ہے ''مشقت'' اور اصطلاح شرع میں جہاد سے مراد ہے کہ اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے مشقت کر کے کفار کو قتل کرنا، یا نفس کو جھکا کر اس سے شریعت کے مطابق کام کرانا اور اتباع شہوات اور حصول لذات میں نفس کی مخالفت کرنا۔

اللہ کی راہ میں جہاد کی بہت فضیلت ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

ترجمہ: بے شک اللہ نے ایمان والوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو جنت کے عوض خرید لیا۔ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں پس قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں۔ اس پر اللہ کا سچا وعدہ ہے۔ تورات میں، انجیل میں، قرآن میں اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا کون ہے؟ پس تم اپنی اس بیع کے ساتھ خوش ہو جاؤ۔ جو تم نے کی اور مومنین کو بشارت دیجیے۔ (سورۃ التوبہ:۱۱۱-۱۱۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔ اس کو اپنے گھر سے نکلنے کا محرک صرف اس کی راہ میں جہاد کرنے کا جذبہ ہے اور اس کے کلام کی تصدیق کرنا ہوتا ہے۔ اللہ اس کے لیے اس بات کا ضامن ہو گیا کہ اس کو جنت میں داخل کر دے یا اس کو اس کے گھر اجر و ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ لوٹا دے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! لوگوں میں سب سے زیادہ افضل کون ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ مومن جو اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال سے جہاد کرتا ہے۔

قرآن کریم میں ہے کہ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں اور انہیں اللہ کی طرف سے رزق بھی دیا جاتا ہے۔

سوال نمبر 2:- عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي هٰهُنَا؟ فَوَاللهِ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ خُشُوْعُكُمْ وَلَا رُكُوْعُكُمْ اِنِّي لَاَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِي ۔

(i) شكل الحديث وترجمه الى الأردية؟

(ii) اشرح الحديث بحيث يتضح كمال بصر النبي صلى الله عليه وسلم .

عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رجلا جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم وهو يخطب فقال كيف صلوٰة الليل؟ فقال مثنى مثنى فاذا خشيت الصبح فأوتر بواحدة

توتره لك ماقد صليت؟

(iii) ترجم الى الأردية واذكر مذهب الأحناف عن ركعات الوتر مع الدليل.

جوابات: (i) اعراب: سوالیہ حصہ میں اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ میرا قبلہ یہاں ہے؟ اللہ کی قسم! مجھ پر نہ تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور نہ تمہارا رکوع اور بے شک میں تم کو اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی ضرور دیکھتا ہوں۔

(ii) بصارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال:

پس پشت دیکھنا آپ کا معجزہ ہے اور آپ کی خصوصیت ہے۔ مختار بن محمد نے اپنے رسالہ "الناصریہ" میں لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو کندھوں کے درمیان سوئی کی نوک کی مثل دو آنکھیں تھیں، جن سے آپ دیکھتے تھے۔ آپ کے کپڑے آپ کی نظر کے لیے حاجب اور رکاوٹ نہیں ہوتے تھے۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اندھیرے میں بھی اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح روشنی میں دیکھتے تھے۔

بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اس سے مراد علم ہے یعنی آپ کو پیٹھ کے پیچھے کا بھی علم ہوتا تھا۔

امام احمد بن حنبل اور جمہور علماء نے فرمایا: یہ آپ کی آنکھ سے حقیقی رؤیت تھی اور یہ آپ کی خصوصیت ہے جو شریعت میں یہ وارد ہے۔ لہٰذا اس کے موافق کہنا واجب ہے۔

(iii) ترجمۃ الحدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس نے کہا رات کی نماز کیسی ہے؟ فرمایا: دو دو رکعتیں، پس تمہیں صبح کی نماز کا خوف ہو تو ایک رکعت ملا کر اسے وتر بنا دو تو وہ تمہاری تمام نماز کو وتر کر دے گی۔

رکعات وتر سے متعلق احناف کا مؤقف مع الدلائل:

نماز وتر واجب ہے اور نماز وتر تین رکعت ہیں اور اس میں قعدہ اولیٰ واجب ہے اور قعدہ اولیٰ میں صرف التحیات پڑھ کر کھڑا ہو جائے، نہ درود پڑھے اور نہ سلام پھیرے جیسے نماز مغرب میں کرتے ہیں۔ اگر قعدہ اولیٰ بھول گیا، تو لوٹنے کی اجازت نہیں بلکہ سجدۂ سہو کرے۔ وتر کی تینوں رکعتوں میں مطلقاً قرأت فرض ہے اور ہر رکعت میں بعد سورہ فاتحہ ملانا واجب ہے۔

نیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک، تین، پانچ اور اسی طرح گیارہ رکعت سے وتر بناتے تھے۔

تین رکعت والی روایت مضطرب ہے۔

ایک غیر معروف روایت میں سترہ (۱۷) رکعت وتر کا ذکر ہے۔
تمام رکعتیں جنہیں ہم نے وتر کا نام دیا ہے، یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شب کی نماز یعنی تہجد تھی اور رات کو تہجد پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔

دلائل:

1- سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی ہے کہ وتر تین رکعات ہیں اور ان کے درمیان سلام نہ پھیرا جائے گا۔

2- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ٥ دوسری رکعت میں سورۃ الکٰفِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں سورہ اخلاص ومعوذ تین پڑھتے تھے۔

3- ایک روایت میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء سے لیکر فجر تک جو رکعات ادا کرتے ان کی تعداد گیارہ تھی۔

سوال نمبر 3- ذكر عند النبي صلى الله عليه وسلم رجل فقيل مازال نائما حتى أصبح ماقام الى الصلوٰة فقال بال الشيطان في أذنه .

(i) ترجم الى الأردية وبين أن العبارة المخطوطة على ظاهرها أو مؤولة؟

عن طلحة بن عبدالله بن عوف قال صليت خلف ابن عباس رضى الله عنهما علىٰ جنازة فقرأ بفاتحة الكتاب وقال لتعلموا أنها سنة .

(ii) ترجم الى الأردية واكتب مؤقف الائمة الاربعة عن قراء ة الفاتحة على الجنازة مع ترجيح مذهب الحنفية؟

(iii) هل تجوز صلوٰة الجنازة بعد دفن الميت؟ اكتب مع الدليل .

جوابات: (i) ترجمۃ الحدیث: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کا ذکر کیا گیا پس بتایا گیا کہ وہ شخص صبح تک سوتا رہتا ہے۔ نماز کے لیے نہیں اٹھتا، آپ نے فرمایا: شیطان اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے۔

عبارت مخطوطہ کی وضاحت:

شیطان اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے' اس کے معنی میں اختلاف ہے۔
علامہ قرطبی نے کہا ہے کہ اس کی حقیقت سے کوئی مانع نہیں ہے، کیونکہ اس میں کوئی محال نہیں ہے۔
یہ ثابت ہے کہ شیطان کھاتا اور پیتا ہے۔ جو شخص کھانے اور پینے سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھے تو شیطان اس

کے کھانے اور پینے میں شریک ہوجاتا ہے۔ تو اس کے پیشاب کرنے میں بھی کوئی چیز مانع نہیں ہے۔

علامہ خطابی نے کہا ہے: جو شخص گہری نیند میں ہو اور وہ نماز سے غافل ہو، اس کے حال کو اس شخص کے حال سے تشبیہ دی ہے جس کے کان میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہو۔

امام طحاوی نے کہا ہے کہ یہ اس سے استعارہ ہے کہ شیطان اس پر حکومت کرتا ہے اور وہ اس کی اطاعت کرتا ہے۔

(ii) ترجمۃ الحدیث: حضرت طلحہ بن عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نمازِ جنازہ پڑھی پس انہوں نے سورۃ الفاتحہ کی قرأت کی اور فرمایا: جان لو کہ یہ سنت ہے۔

نمازِ جنازہ میں سورۃ الفاتحہ پڑھنے کا حکم:

اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ نمازِ جنازہ میں سورۃ الفاتحہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت الحسن بن علی، حضرت ابن الزبیر اور حضرت مسور بن مخرمہ کے نزدیک یہ جائز ہے۔ امام شافعی، امام محمد اور امام اسحاق کا بھی یہی موقف ہے۔ حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ نمازِ جنازہ میں قرآن مجید کی قرأت نہیں ہے۔ یہی امام مالک اور فقہاء احناف کا موقف ہے۔ امام مالک نے کہا: نمازِ جنازہ صرف دعا ہے۔ ہمارے شہروں میں اس میں سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھی جاتی۔

وجوہ ترجیح:

ہوسکتا ہے کہ جن صحابہ نے نمازِ جنازہ میں سورۃ الفاتحہ پڑھی ہو، انہوں نے اسے بطور دعا پڑھا ہو نہ کہ بطور قرأت جب کہ صحابہ اور فقہاء تابعین نے نمازِ جنازہ میں سورۃ الفاتحہ کو پڑھنے کا انکار کیا ہے۔ دوسری تکبیر کے بعد اس کو نہیں پڑھا، تو یہ اس کی دلیل ہے کہ اس کو پہلی تکبیر کے بعد بھی نہیں پڑھا جائے گا، کیونکہ ہر تکبیر ایک رکعت کے قائم مقام ہے۔ جب نمازِ جنازہ کے آخر میں تشہد کو بھی نہیں پڑھا، تو یہ اس کی دلیل ہے کہ اس میں سورۃ الفاتحہ کی قرأت بھی نہیں کی جاتی۔

(iii) بعد از تدفین نمازِ جنازہ کا حکم:

ہمارے اصحاب (احناف) نے کہا ہے کہ اگر میت کو دفن کر دیا جائے اور اس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی گئی ہو، تو اس کی قبر پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے اور اس کو قبر سے نہ نکالا جائے۔ اس پر نماز اس وقت تک پڑھی جائے گی جب تک یہ یقین نہ ہو کہ اس کا جسم پھٹ گیا ہے۔ اسی طرح المبسوط میں مذکور ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ اگر اس میں شک ہے کہ اس کا جسم پھٹ گیا ہوگا، پھر بھی اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی۔ اس

کی ہمارے اصحاب نے تصریح کی ہے۔

امام شافعی اور امام احمد کا بھی یہی قول ہے۔ حضرت ابن عمر، حضرت ابو موسیٰ، حضرت عائشہ، ابن سیرین اور اوزاعی نے بھی اس طرح کہا ہے۔ جسم کے پھٹنے سے پہلے نمازِ جنازہ کے جواز میں ظن کا اعتبار ہے۔ پس اگر ظن غالب یہ ہو کہ اس کا جسم پھٹ چکا ہوگا، تو اس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، ورنہ پڑھی جائے گی۔ امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ تین دن تک نماز پڑھی جائے گی۔ امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے۔ دوسرا قول: ایک ماہ تک اس کی قبر پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی۔ امام احمد کا بھی یہی قول ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ جب تک اس کا جسم بوسیدہ نہ ہو جائے۔ چوتھا قول ہے کہ ہمیشہ اس کی قبر پر نمازِ جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ اس قول کی بناء پر صحابہ کی قبروں پر بھی ان کی نمازِ جنازہ پڑھنی جائز ہے لیکن اس قول کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔ امام مالک نے کہا: قبر پر نمازِ جنازہ پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ اس پر یہ رد کیا گیا ہے کہ اگر ایسا ہوتا' تو جن صحابہ نے آپ کے پیچھے نیت باندھی تھی، آپ انہیں منع فرما دیتے۔

امام ابو یوسف کے قول کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ سال بعد شہداء احد کی قبر پر نمازِ جنازہ پڑھی۔

سوال نمبر 4:-(i) اکتب تاریخ ولادۃ الامام البخاری ووفاتہ مع بیان مسلکه الفقهی ۔

(ii) اکتب أطروحة عن أسلوب الامام البخاری رحمه الله تعالٰی وفضل صحیحه علی سائر کتب الحدیث ۔

جوابات: (i) امام بخاری کی تاریخ ولادت: آپ 13 شوال 194ھ کو بخارا میں پیدا ہوئے۔

تاریخ وصال: آپ یکم شوال 256ھ کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا فقہی مسلک:

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے اپنے کلام میں اس بات کی تصریح نہیں ہے کہ ان کا فقہی مسلک کیا تھا؟ تاہم آپ "الصحیح للبخاری" میں ایسی روایات بکثرت لائے ہیں جو مسلک امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مؤید ہیں اور غالباً اسی بنا پر بعض مشاہیر علماء نے ان کو امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقلد گردانا ہے۔

(ii) اسلوب بخاری:

تالیف "صحیح" سے امام بخاری کا مقصد صرف احادیث جمع کرنا نہیں تھا بلکہ تراجم ابواب پر استدلال اور احادیث میں موجود مسائل کا استنباط بھی مقصود تھا۔ چنانچہ ترجمۃ الباب کے لیے سب سے پہلے قرآنی آیت پیش کرتے پھر کبھی اسی پر اکتفاء کر لیتے اور بعض اوقات آثار صحابہ، اقوال تابعین اور ارشادات آئمہ

سے اس کی تائید کرتے۔ پھر اس باب کے تحت اپنی پوری سند کے ساتھ حدیث روایت کرتے اور کبھی سند معلق سے حدیث وارد کرتے اور کبھی بغیر سند کے حدیث ذکر کر دیتے۔

آپ کبھی ایک باب کے تحت کثیر احادیث روایت کرتے اور کبھی صرف ایک حدیث روایت کرتے۔ جب انہیں ترجمۃ الباب کے لیے اپنی شرائط پر احادیث مل جائیں اور کبھی ترجمۃ الباب کے تحت کسی حدیث کا ذکر نہیں کرتے بلکہ کسی حدیث کے بعینہ الفاظ یا اس کے ہم معنی الفاظ کو عنوان باب بنا کر اشارہ کرتے کہ اس عنوان کے تحت ان کی شرائط پر حدیث نہیں مل سکی اور عنوان باب کو الفاظ حدیث کے ساتھ تعبیر کر کے اشارہ کرتے کہ یہ حدیث فی نفسہ لائق حجب ہے۔

کبھی ایک حدیث کو متعدد جگہ ذکر کرتے اور اس سے ان کا مقصود حدیث سے ان متعدد مسائل کا استنباط ہوتا ہے۔ جن کے بارے میں ابواب کے تحت وہ اس حدیث کو ذکر کرتے ہیں۔

صحیح بخاری کی فضیلت:

دیگر کتب حدیث سے زیادہ امام بخاری کی کتاب ''صحیح بخاری'' کو مقبولیت حاصل ہے، کیونکہ قرآن کریم کے بعد جس کتاب پر سب سے زیادہ اعتماد کیا جاتا ہے وہ یہی کتاب ہے۔ اس پر سب سے زیادہ کام کیا گیا۔ اس کی بے شمار شروح لکھی گئی ہیں۔ اس کی تعلیقات، متابعات، شواہد اور رجال کی تحقیق پر الگ الگ کتابیں لکھی گئی ہیں۔ امام بخاری کے زمانہ سے لیکر آج تک تمام دینی مدارس میں انتہائی اہتمام کے ساتھ ''صحیح بخاری'' کا درس دیا جاتا ہے۔

امام عبدالوہاب شعرانی نے لکھا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ ساتھیوں کے ساتھ جاگتے میں ''صحیح بخاری'' پڑھی ہے اور ان آٹھ ساتھیوں میں سے ایک حنفی تھا۔

عرفاء سے منقول ہے کہ اگر کسی مشکل میں اس کتاب کو پڑھا جائے تو وہ حل ہو جاتی ہے۔ جس کشتی میں یہ موجود ہو وہ غرق نہیں ہوتی۔ خشک سالی میں اس کی قرأت سے بارش ہو جاتی ہے۔

ابو زید مروزی کہتے ہیں: میں بیت الحرم میں رکن اور مقام کے درمیان سویا ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے خواب میں آئے اور فرمانے لگے: تم کب تک شافعی کی کتابیں پڑھتے رہو گے اور میری کتاب کیوں نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کی کتاب کون سی ہے؟ فرمایا: محمد اسماعیل کی ''جامع''۔



تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الثانية: لصحيح مسلم

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

الملاحظة: أجب عن ثلاثة فقط۔

السؤال الأول: عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا اَنَّ مُخَنَّثًا كَانَ عِندَهَا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فِي البَيتِ فَقَالَ لِاَخِيْ اُمِّ سَلَمَةَ يَا عَبدَاللّٰهِ بنِ اَبِي اُمَيَّةَ اِنْ فَتَحَ اللّٰهُ لَكُمُ الطَّائِفَ غَدًا فَاِنِّيْ اَدُلُّكَ عَلٰى بِنتِ غَيلَانَ فَاِنَّهَا تُقبِلُ بِاَربَعٍ وَتُدبِرُ بِثَمَانٍ قَالَ فَسَمِعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا يَدخُلُ هٰؤُلَاءِ عَلَيكُم۔

(الف) شكل الحديث الشريف وترجمه الى الأردية؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) اكتب اسم هذا المخنث۔ ما المراد بقوله تقبل بأربع وتدبر بثمان؟ ۱۰

(ج) في أى سنة وقعت غزوة الطائف؟ ۴

السؤال الثانى: عَنْ اَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ اَدرَكَ مَالَهُ بِعَينِهِ عِندَ رَجُلٍ قَد اَفلَسَ اَو اِنسَانٍ قَد اَفلَسَ فَهُوَ اَحَقُّ بِهِ مِن غَيرِهِ۔

(الف) شكل الحديث وترجمه الى الأردية؟ ۷+۸=۱۵

(ب) ماهو الحكم فيمن اشترى سلعة فأفلس أومات قبل أن يؤدى ثمنها ولا وفاء عنده وكانت السلعة باقية على حالها؟ اكتبه فى ضوء اختلاف الفقهاء مع دلائلهم؟ ۱۰

(ج) اكتب معنى الافلاس لغة وشرعا۔ وأيضا ماهو حكم الرجل المفلس؟ ۸

السؤال الثالث: (الف) ترجم الأشعار الأتية بعد تشكيلها؟ ۱۰+۱۰=۲۰

اَللّٰهُمَّ لَولَا اَنتَ مَا اهتَدَينَا وَلَا تَصَدَّقنَا وَلَا صَلَّينَا

فَاغفِر فِدَاءً لَكَ مَا اقتَفَينَا وَثَبِّتِ الاَقدَامَ اِنْ لَاقَينَا

وَاَلقِيَنْ سَكِينَةً عَلَينَا اِنَّ الاُولٰى قَد بَغَوا عَلَينَا

اِنَّا اِذَا صِيحَ بِنَا اَتَينَا وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوا عَلَينَا

(ب) هل يجوز أن يقال لله سبحانه و تعالى "فديتك" ان كان جوابك بالنفى فما

الجواب عن قول الشاعر "فذالك"؟ ۱۰

(ج) اکتب اسم الشاعر للأشعار المذکورة؟ ۳

السؤال الرابع: عن سالم بن عبدالله أن عبدالله بن عمر کان یکری أرضیه حتی بلغه أن رافع ابن خدیج الأنصاری کان ینهی عن کراء الأرض فلقیه عبدالله فقال یاابن خدیج ماذا تحدث عن رسول الله صلی الله علیه وسلم فی کراء الأرض قال رافع بن خدیج لعبدالله سمعت عمی و کانا قد شهدا بدرا یحدثان أهل الدار أن رسول الله صلی الله علیه وسلم نهی عن کراء الأرض ۔

(الف) ترجم الحدیث الشریف وأیضاً اکتب اسمی عمی رافع بن خدیج؟

۱۰+۵+۵=۲۰

(ب) هل یجوز کراء الأرض أم لا؟ بین مذهب الحنفیة مع دلائلهم؟ ۱۳

☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2023ء

دوسرا پرچہ: مسلم شریف

سوال نمبر ۱:- عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ مُخَنَّثًا کَانَ عِنْدَهَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْبَیْتِ فَقَالَ لِاَخِیْ اُمِّ سَلَمَةَ یَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ اَبِیْ اُمَیَّةَ اِنْ فَتَحَ اللّٰهُ لَکُمُ الطَّائِفَ غَدًا فَاِنِّیْ اَدُلُّكَ عَلٰی بِنْتِ غَیْلَانَ فَاِنَّهَا تُقْبِلُ بِاَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ قَالَ فَسَمِعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا یَدْخُلُ هٰؤُلَاءِ عَلَیْکُمْ ۔

(الف) شکل الحدیث الشریف وترجمه الی الأردیة؟

(ب) اکتب اسم هذا المخنث ۔ ما المراد بقوله تقبل بأربع وتدبر بثمان؟

(ج) فی أی سنة وقعت غزوة الطائف؟

جوابات: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت ام المومنین ام سلمہ بیان کرتی ہیں: ان کے پاس ایک مخنث (ہیجڑا) تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تھے۔ اس مخنث نے حضرت ام سلمہ کے بھائی سے کہا: اے عبداللہ بن امیہ اگر اللہ نے کل تم پر طائف فتح کر دیا، تو میں غیلان کی بیٹی کی تمہاری طرف راہنمائی کروں گا' جب وہ سامنے ہوتی ہے' تو (فربہی کی وجہ) اس کے پیٹ پر چار (سلوٹیں) ہوتی ہیں اور جب وہ پیٹھ پھیرتی ہے' تو اس کی

آٹھ (سلوٹیں) ہوتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو سن لیا، آپ نے فرمایا: یہ شخص تمہارے پاس نہ آیا کرے۔

(ب) مخنث کا نام:

مشہور قول کے مطابق اس کا نام "ہیت" تھا اور بعض کہتے ہیں: اس کا نام "ہنب" تھا۔

"تقبل باربع وتدبر بثمان" کی وضاحت:

اس قول کا مطلب یہ ہے کہ اس سے اس عورت کا موٹا پاپن بیان کرنا مقصود ہے، کیونکہ موٹے لوگوں کے پیٹ میں بل آ جاتے ہیں۔ اگر وہ اگلی جانب چار ہوئے' تو پچھلی جانب آٹھ ہوں گے، کیونکہ دائیں بائیں ان کے چار، چار کنارے ہوں گے۔ ان کو عربی میں عکن کہتے ہیں یہ عکنۃ کی جمع ہے۔ صراح میں ہے کہ عکن موٹاپے کی وجہ سے پیٹ میں پڑنے والے بل کو کہتے ہیں۔ عرب طبعاً موٹی عورت کو پسند کرتے ہیں۔

(ج) غزوہ طائف کا وقوع:

غزوہ حنین سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے 8 ہجری میں طائف کا بیس دن محاصرہ کیا لیکن کچھ وجوہات کی بناء پر محاصرہ اٹھا لیا۔ نو ہجری میں اس کو صلح سے فتح کیا۔

سوال نمبر 2:- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ اَدْرَكَ مَالَهٗ بِعَیْنِهٖ عِنْدَ رَجُلٍ قَدْ اُفْلِسَ اَوْ اِنْسَانٍ قَدْ اُفْلِسَ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ مِنْ غَیْرِهٖ ۔

(الف) شكل الحديث وترجمه الى الأردية؟

(ب) ماهو الحكم فيمن اشترى سلعة فأفلس أومات قبل أن يؤدى ثمنها ولا وفاء عنده و كانت السلعة باقية على حالها؟ اكتبه فى ضوء اختلاف الفقهاء مع دلائلهم؟

(ج) اكتب معنى الافلاس لغة وشرعا ـ وأيضا ماهو حكم الرجل المفلس؟

جوابات: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں اعراب لگادیے گئے ہیں۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص کو دیوالیہ قرار دیا گیا ہو اس کے پاس کوئی شخص اپنی چیز بعینہ پائے، تو دوسروں کی بنسبت وہ اس چیز کا زیادہ حقدار ہے۔

(ب) مذکورہ مسئلہ میں اختلاف آئمہ:

مذکورہ مسئلہ میں اختلاف آئمہ درج ذیل ہے:

احناف کا مؤقف: ابراہیم نخعی، حسن بصری، شعبی، وکیع بن جراح، عبداللہ بن شبرمہ قاضی کوفہ، امام ابو

حنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد اور امام زفر کا مؤقف یہ ہے کہ جس شخص نے مفلس کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کی وہ اس چیز میں باقی قرض خواہوں کے برابر ہے۔ عمر بن عبدالعزیز سے صحیح روایت ہے کہ جس شخص نے اپنی چیز کی قیمت طلب کی پھر مقروض دیوالیہ ہو گیا ہو تو وہ شخص اور باقی قرض خواہ برابر ہیں۔ زہری کا بھی یہی قول ہے۔ حضرت علی بن ابی طالب سے بھی انہی کے مؤقف کے مطابق روایت ہے۔

دلیل: آپ اس حدیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں۔ امام عبدالرزاق سے روایت کرتے ہیں: خلاس کہتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب (بائع) اپنی چیز کو بعینہٖ پائے تو وہ اور دوسرے قرض خواہ اس میں برابر ہیں۔

امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کا مؤقف:

ان آئمہ ثلاثہ کا مؤقف یہ ہے کہ جس شخص کو دیوالیہ قرار دیا گیا ہو، اس کے پاس کوئی شخص اپنی چیز بعینہٖ پائے تو وہ دوسروں کی بہ نسبت اس کا زیادہ حقدار ہے۔

دلیل: آپ سوال میں مذکورہ حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔

آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب:

صحیح بخاری و مسلم کی احادیث میں سے کسی میں یہ تصریح نہیں ہے کہ مفلس کے پاس بائع اپنی چیز کو بعینہٖ پائے، بلکہ حدیث میں یہ الفاظ ہیں: "من ادرك ماله بعينه عند رجل" جو شخص اپنے مال کو بعینہٖ کسی شخص کے پاس پائے" اس میں بائع کا ذکر نہیں ہے، اس لیے ان حدیثوں سے بائع کی بیچی ہوئی چیز پر استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

(ج) مفلس کا لغوی و شرعی معنی:

مفلس کا لغوی معنی ہے حالت امارت سے حالت غربت کی طرف منتقل ہونا۔ اصطلاحی معنی یہ ہے کہ جس شخص پر بندوں کے قرض اس قدر زیادہ ہو جائیں کہ وہ اس کے مال سے ادا نہ کیے جا سکیں اور حاکم اس کے تصرفات پر پابندی لگا دے۔

رجل مفلس کا حکم:

حضرت حسن بصری نے کہا: جب کسی شخص کو دیوالیہ قرار دیا گیا، تو یہ ظاہر ہو گیا کہ اس شخص کو آزاد کرنا جائز نہیں اور نہ اس کا خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔

سوال نمبر 3:-(الف) ترجم الأشعار الآتية بعد تشكيلها؟

اَللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

فَاغْفِرْ فِدَالَكَ مَا اقْتَفَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ أَنْ لَاقَيْنَا

وَأَلْقِيَنَ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا أَنَّ الْأُوْلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا

إِنَّا إِذَا صِيْحَ بِنَا أَتَيْنَا وَ بِالْقِيَاحِ عَوَّلُوْا عَلَيْنَا

(ب) هل يجوز أن يقال لله سبحانه و تعالىٰ "فديتك" ان كان جوابك بالنفي فما الجواب عن قول الشاعر "فدًالك"؟

(ج) اكتب اسم الشاعر للأشعار المذكورة؟

جوابات: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ اشعار:

۱- اے اللہ! اگر تیری مدد نہ ہوتی تو ہم ہدایت نہ پاتے، ہم نہ زکوٰۃ ادا کرتے اور نہ نماز پڑھتے۔

۲- ہماری طلب بس یہی ہے کہ تو ہمیں معاف کر دے، ہم تجھ پر فدا ہوں، دشمن سے مقابلہ کے وقت ہم کو ثابت رکھ۔

۳- اور ہم پر تسکین نازل فرما بے شک دشمن ہم پر ٹوٹ پڑے ہیں۔

۴- جب ہم کو بلایا جاتا ہے، تو ہم پہنچ جاتے ہیں اور ندا میں لوگ ہم پر اعتماد کرتے ہیں۔

(ب) اللہ تعالیٰ کے بارے میں "فدیتک" کہنے کا حکم:

اللہ تعالیٰ کو فدیتك کہنے کے بارے میں علامہ مازری فرماتے ہیں: اس مصرعہ پر یہ اشکال ہے یہ نہیں کہا جاتا کہ میں اللہ پر فدا ہو جاؤں یا قربان ہو جاؤں، کیونکہ یہ اس موقع پر کہا جاتا ہے مصیبت اور تکلیف میں کسی شخص کے مبتلاء ہونے کا خدشہ ہو۔ تو دوسرا شخص کہے تم پر قربان ہو جاؤں اس مصیبت اور تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہوں۔

ظاہر ہے کہ اللہ اس سے پاک ہے کہ اس کو کسی مصیبت میں مبتلاء ہونے کا خدشہ ہو۔

شاعر کے قول "فدًالك" کا مطلب:

حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ نے اس لفظ کے حقیقی معنی کا ارادہ نہیں کیا۔ ان کی مراد یہ تھی کہ میں ہر حال میں تیری رضا کے حصول کے لیے جدوجہد کروں گا۔

(ج) شاعر کا نام:

مذکورہ اشعار کے شاعر کا نام "حضرت عامر بن اکوع" ہے۔

سوال نمبر 4:- عن سالم بن عبدالله أن عبدالله بن عمر كان يكرى أرضيه حتى بلغه أن رافع ابن خديج الأنصارى كان ينهى عن كراء الأرض فلقيه عبدالله فقال یاابن خديج ماذا تحدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى كراء الأرض قال رافع بن

خديج لعبدالله سمعت عمي و كانا قد شهدا بدرا يحدثان أهل الدار أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن كراء الأرض .

(الف) ترجم الحديث الشريف وأيضاً اكتب اسمى عمى رافع بن خديج؟

(ب) هل يجوز كراء الأرض أم لا؟ بين مذهب الحنفية مع دلائلهم؟

(الف) حدیث کا ترجمہ: حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر اپنی زمین کرائے پر دیتے تھے، حتیٰ کہ انہیں یہ حدیث پہنچی کہ حضرت رافع بن خدیج انصاری زمین کرائے پر دینے سے منع کرتے ہیں۔ پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے ملاقات کی اور کہا: اے ابن خدیج زمین کو کرائے پر دینے کے سلسلے میں تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون سی حدیث بیان کرتے ہو؟ حضرت رافع بن خدیج نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: میں نے اپنے دو چچاؤں سے سنا ہے جو غزوہ بدر میں شریک ہو چکے ہیں وہ گھر والوں سے حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔

حضرت رافع بن خدیج کے چچاؤں کے نام:

۱۔ظہیر بن رافع ۲۔مہیر

(ب) زمین کو کرائے پر دینے کا مسئلہ:

امام ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ زمین کو کرائے پر دینا منع ہے۔

دلیل: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے، اس سلسلہ میں "ولا تبیعوا" کے الفاظ بھی آئے ہیں، اس سے مراد بھی کرائے پر نہ دینا ہے۔ اس سلسلہ میں وارد تمام روایات سے دو امور سامنے آتے ہیں: (i) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کسی مسلمان بھائی کو بطور عطیہ یا ہبہ دینے کی ترغیب دی ہے۔ (ii) مالک زمین اپنے لیے نالیوں یا نہروں کے پاس والی جگہوں کی فصل خود رکھ لیتے تھے جبکہ باقی زمینوں کی فصل مزارع کو دے دیتے تھے اور اس طرح مزارع کا استحصال ہوتا تھا جس سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ یہ بات باہم نفرت کی صورت پیدا کرتی ہے۔

حضرت علامہ غلام رسول سعیدی رحمہ اللہ تعالیٰ مالک زمین اور مزارع کے مابین چار صورتیں کرتے ہیں:

(i) مالک زمین مزارع سے کہے کہ میں تمہیں اس شرط پر دیتا ہوں کہ تم زمین کے فلاں حصہ (نہر کے پاس والی) کی پیداوار مجھے دو گے، فلاں حصہ کی فصل تم رکھو گے، تو یہ بالاجماع باطل ہے کہ اس میں دھوکہ کی صورت موجود ہے، اس لیے کہ ممکن ہے کہ اس حصہ میں فصل ہو یا نہ ہو۔

(ii) مالک زمین مزارع سے کہے کہ میں یہ زمین اس شرط پر دیتا ہوں کہ تم زمین کی فصل میں سے مقررہ مقدار مثلاً ایک سوکلو مجھے دو گے، یہ معاوضہ بالا جماع باطل ہے، کیونکہ اس میں دھوکہ ہے۔

(iii) مالک زمین مزارع کو زمین کرائے پر دے اور کرائے میں سونا، چاندی یا کوئی اور چیز غلہ وغیرہ رکھے اور متعین کرے اور زمین کی فصل اجرت میں نہ دی جائے' تو اس میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

(iv) مالک زمین مزارع کو زمین بٹائی پر دے اور اس کے عوض زمین کی فصل کا نصف یا تہائی وغیرہ بطور معاوضہ دیا جائے' تو اس میں بھی فقہاء کا اختلاف ہے۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں غلہ کے علاوہ سونا، چاندی اور دیگر اشیاء کے عوض زمین کرائے پر دی جاسکتی ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے ہاں سونا اور چاندی کی طرح اناج کے عوض میں بھی کرائے پر دی جاسکتی ہے۔

آئمہ ثلاثہ کے نزدیک زمین کرائے پر دینا جائز ہے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس کے جائز ہونے کے قائل ہیں۔ فتویٰ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر ہے اور تمام احناف اس پر متفق ہیں۔

☆☆☆

عن دلائل المخالفين . ۱۳

السؤال الرابع: عن عبدالله بن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سأل الناس وله ما يغنيه جاء يوم القيمة ومسألته في وجهه خموش 14
أوخدوش أو كدوح قيل يارسول الله صلى الله عليه وسلم وما يغنيه؟ قال خمسون درهما أو قيمتها من الذهب .

(الف) ترجم الحديث الى الأردية ثم اشرحه مفصلا؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) بين معنى الزكوة لغة وشرعا وأيضا بين أن ماهو سبب وجوبه؟ ۸

(ج) هل تنفع الصدقة الميت ان صدق عنه أملا؟ بين مفصلاً بالدلائل؟ ۱۰

☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2023ء

سوال اول: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا يُدْخِلْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يُفْرِغَ عَلَيْهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه الى الأردية؟

(ب) لم منع رسول الله صلى الله عليه وسلم دخول اليد في الماء اذكر مفصلا؟

(ج) اكتب أقوال الفقهاء التي ذكرها أبو عيسى تحت الحديث المذكور .

جوابات: (الف) عبارت پر اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

عبارت کا ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم سے کوئی ایک رات کو جاگے تو وہ اپنے ہاتھ برتن میں داخل نہ کرے حتی کہ ڈالے ان ہاتھوں پر پانی دو مرتبہ یا تین مرتبہ۔ کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے کہاں رات گزاری ہے۔" امام ابو عیسیٰ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔"

(ب) منع فرمانے کا سبب:

نبی علیہ السلام نے رات کو بیداری پر بغیر ہاتھ دھوئے پانی میں داخل کرنے سے اس لیے فرمایا، کیونکہ سوتا آدمی مردہ کے برابر ہوتا ہے۔ اسے نہیں معلوم ہوتا کہ حالت نیند میں اس کا ہاتھ کہاں کہاں پہنچا ہے۔ تو ممکن ہے کہ نجاست کو بھی لگا ہو۔ اس لیے برتن میں ہاتھ داخل کرنے سے پہلے دھو لینے چاہئیں تا کہ پانی نجاست سے محفوظ رہے۔

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الثالثة: لجامع الترمذی

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

الملاحظة: أجب عن ثلثة فقط۔

السؤال الأول: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُكُمْ مِّنَ اللَّیْلِ فَلَا یَدْخُلْ یَدَهُ فِی الْاِنَاءِ حَتّٰی یُفْرُغَ عَلَیْهَا مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلَاثًا فَاِنَّهُ لَا یَدْرِیْ اَیْنَ بَاتَتْ یَدُهُ قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

(الف) شکل الحدیث ثم انقله الی الأردیة؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) لم منع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم دخول الید فی الماء اذکر مفصلاً؟ ۱۰

(ج) اکتب أقوال الفقهاء التی ذکرها أبو عیسٰی تحت الحدیث المذکور؟ ۹

السؤال الثانی: كَانَ مُؤَذِّنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَمْهَلُ فَلَا یُقِیْمُ حَتّٰی اِذَا رَاٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَرَجَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ حِیْنَ یَرَاهُ۔ قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی حَدِیْثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَ هٰكَذَا قَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِنَّ الْمُؤَذِّنَ اَمْلَكُ بِالْاَذَانِ وَالْاِمَامَ اَمْلَكُ بِالْاِقَامَةِ۔

(الف) شکل الحدیث ثم ترجمه الی الأردیة؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) اشرح الحدیث شرحاً مفصلاً والنص المخطوط علیه خاصة؟ ۱۰

(ج) اکتب مراد الامام الترمذی بقوله "هذا حدیث حسن صحیح"؟ ۸

السؤال الثالث: عن علی رضی اللہ عنه قال الوتر لیس بحتم کصلٰوتکم المکتوبة ولکن سن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال ان اللہ وتریحب الوتر فأوتروا یا أهل القرآن۔

(الف) ترجم الحدیث والأثر الی الأردیة؟ ۱۰

(ب) بین مسالك الائمة علیهم الرحمة فی وجوب الوتر وعدمه وترجیح مسلك الحنفیة فی ضوء الأحادیث؟ ۱۰

(ج) اذکر اختلاف الائمة فی عدد رکعات الوتر وبین دلائل الحنفیة والأجوبة

عن دلائل المخالفين ۔ ۱۳

السؤال الرابع: عن عبدالله بن مسعود رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سأل الناس وله ما يغنيه جاء يوم القيمة ومسألته فى وجهه خموش أوخدوش أو كدوح قيل يارسول الله صلى الله عليه وسلم وما يغنيه؟ قال خمسون درهما أو قيمتها من الذهب ۔ 14

(الف) ترجم الحديث الى الأردية ثم اشرحه مفصلاً؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) بين معنى الزكوة لغة وشرعاً وأيضاً بين أن ماهو سبب وجوبه؟ ۸

(ج) هل تنفع الصدقة الميت ان صدق عنه أملا؟ بين مفصلاً بالدلائل؟ ۱۰

☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2023ء

سوال نمبر1: عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِّنَ اللَّيْلِ فَلَا يَدْخُلُ يَدَهُ فِى الْاِنَاءِ حَتّٰى يَفْرُغَ عَلَيْهَا مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا فَاِنَّهُ لَا يَدْرِىْ اَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ ۔

(الف) شكل الحديث ثم انقله الى الأردية؟

(ب) لم منع رسول الله صلى الله عليه وسلم دخول اليد فى الماء اذكر مفصلاً؟

(ج) اكتب أقوال الفقهاء التى ذكرها أبو عيسى تحت الحديث المذكور ۔

جوابات: (الف) عبارت پر اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں

عبارت کا ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم سے کوئی ایک رات کو جاگے تو وہ اپنے ہاتھ برتن میں داخل نہ کرے حتیٰ کہ ڈالے ان ہاتھوں پر پانی دو مرتبہ یا تین مرتبہ، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے کہاں رات گزاری ہے۔ ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔''

(ب) منع فرمانے کا سبب:

نبی علیہ السلام نے رات کو بیداری پر بغیر ہاتھ دھوئے پانی میں داخل کرنے سے اس لیے فرمایا، کیونکہ سوتا آدمی مردہ کے برابر ہوتا ہے۔ اسے نہیں معلوم ہوتا کہ حالت نیند میں اس کا ہاتھ کہاں کہاں پہنچا ہے۔ تو ممکن ہے کہ نجاست کو بھی لگا ہو۔ اس لیے برتن میں ہاتھ داخل کرنے سے پہلے دھو لینے چاہئیں تا کہ پانی نجاست سے محفوظ رہے۔

(ج) حدیث مذکورہ کے تحت ذکر کردہ اقوال:

ابو عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو حدیث مذکورہ کے تحت فقہاء کے اقوال ذکر کیے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

پہلا قول: امام شافعی فرماتے ہیں: بیدار ہونے والا شخص خواہ دوپہر کی نیند سے بیدار ہو یا رات کی نیند سے بیدار ہو یا کسی اور وقت میں اپنی نیند سے بیدار ہو سب حالتوں میں میرے نزدیک پسندیدہ بات یہ ہے کہ ہاتھ دھوئے بغیر برتن میں نہ ڈالے۔

دوسرا قول: دوسرا قول امام احمد بن حنبل کا ہے وہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص رات کو نیند سے بیدار ہو اور وہ ہاتھ دھوئے بغیر پانی کے برتن میں ڈال دے تو مجھے یہ بات پسند ہے کہ اس پانی کو بہا دیا جائے استعمال نہ کیا جائے۔

تیسرا قول: تیسرا قول جو ابو عیسیٰ ترمذی نے ذکر کیا وہ امام اسحاق کا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: سونے والا کسی بھی وقت نیند سے بیدار ہو خواہ دن کو یا رات کو تو وہ پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ضرور اپنے ہاتھ دھوئے۔

سوال نمبر 2:- كَانَ مُؤَذِّنُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْهَلُ فَلَا يُقِيمُ حَتّٰى إِذَا رَأٰى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَرَجَ أَقَامَ الصَّلٰوةَ حِينَ يَرَاهُ ۔ قَالَ أَبُو عِيسٰى حَدِيثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَهٰكَذَا قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِنَّ الْمُؤَذِّنَ أَمْلَكُ بِالْأَذَانِ وَالْإِمَامَ أَمْلَكُ بِالْإِقَامَةِ ۔

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه الى الأردية؟

(ب) اشرح الحديث شرحاً مفصلاً والنص المخطوط عليه خاصة؟

(ج) اكتب مراد الامام الترمذى بقوله "هذا حديث حسن صحيح"

جوابات: (الف) حدیث پر اعراب: اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

حدیث کا ترجمہ: "تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مؤذن تاخیر کرتا پس وہ اقامت نہ کہتا حتیٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیتا (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے سے پہلے اقامت نہ کہتا) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم (حجرہ مبارک سے) باہر تشریف لے آتے اور وہ آپ کو دیکھ لیتا تب وہ نماز کے لیے اقامت کہتا۔ حضرت ابو عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں: حدیث جابر حدیث حسن ہے۔ ایسے ہی بعض اہل علم فرماتے ہیں: مؤذن اذان کا اور امام اقامت کا زیادہ حقدار ہے۔"

(ب) تشریح:

مؤذن اذان کا زیادہ اختیار رکھتا ہے، کیونکہ اذان کا وقت اس کے سپرد ہے، تو وہی اس کی حفاظت کرنے والا ہے اور وہ اس پر امین ہے اور امام اقامت کا زیادہ حقدار ہے۔ لہٰذا مؤذن اسی وقت اقامت کہے جب امام اشارہ کرے اور اقامت کہنے کو کہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب اقامت کہی جائے' تو مجھے دیکھنے تک تم کھڑے نہ ہو۔''

مذکورہ حدیث میں یہی بات اور مسئلہ مذکور ہے کہ مؤذن رسول یعنی حضرت بلال آپ کی زیارت سے مشرف ہوتے تو اقامت کہتے تو گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکلنا اجازت کی طرف اشارہ ہوتا۔

(ج) ''ھٰذا حسن صحیح'' کی وضاحت:

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ اور اس سے کچھ پہلے بعض محدثین نے حسن کا لفظ استعمال کرنا شروع کیا تھا مگر وہ ''حسن'' صحیح کے لیے استعمال کرتے تھے۔ جامع ترمذی میں کئی جگہ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی حدیث کے بارے میں پوچھا: یہ کیسی حدیث ہے؟ تو امام بخاری نے جواب دیا: حسن ہے۔ پھر امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر ''حسن صحیح'' کا حکم لگا دیا۔

بعض لوگوں کے نزدیک حدیث ایک سند کے اعتبار سے حسن ہے اور دوسری سند کے اعتبار سے صحیح ہے۔ بایں اعتبار یہاں حرف عطف ''واؤ'' محذوف ہوگا۔

سوال نمبر 3:- عن علی رضی اللہ عنہ قال الوتر لیس بحتم کصلوتکم المکتوبۃ ولکن سن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ وتر یحب الوتر فأوتروا یا أھل القرآن ۔

(الف) ترجم الحدیث والأثر الی الأردیۃ؟

(ب) بین مسالك الائمۃ علیھم الرحمۃ فی وجوب الوتر وعدمہ وترجیح مسلك الحنفیۃ فی ضوء الأحادیث؟

(ج) اذکر اختلاف الائمۃ فی عدد رکعات الوتر وبین دلائل الحنفیۃ، الأجوبۃ عن دلائل المخالفین؟

جوابات: (الف) حدیث کا ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وتر تمہاری دوسری نمازوں کی طرح فرض نہیں ہیں بلکہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا ہے۔ اللہ کے رسول نے فرمایا: بیشک اللہ طاق ہے اور طاق چیز کو پسند کرتا ہے۔ اے اہل قرآن! اس لیے تم بھی طاق ادا کیا کرو۔

(ب) وتر کا حکم:

نماز وتر واجب ہے یا سنت؟ اس میں اختلاف آئمہ پایا جاتا ہے:

امام ابوحنیفہ کا مؤقف: امام صاحب کے نزدیک نماز وتر واجب ہے۔

صاحبین کا مؤقف: صاحبین کے نزدیک نماز وتر سنت مؤکدہ ہے۔

امام شافعی کا مؤقف: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: نماز وتر سنت ہے۔

امام مالک کا مؤقف: امام مالک روایت کرتے ہیں: کسی نے ابن عمر سے پوچھا: حضرت وتر کیا واجب ہیں؟ آپ نے فرمایا: وتر پڑھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور مسلمانوں نے۔ سائل نے پھر وہی سوال کیا اور آپ نے وہی جواب دیا۔ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وتر واجب ہیں۔

(ج) وتر کی تعداد رکعات میں مذاہب آئمہ:

وجوب وعدم وجوب وتر کی طرح نماز وتر کی تعداد رکعات میں بھی آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام ابوحنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز وتر تین رکعات ایک سلام کے ساتھ ہیں۔ ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

(i) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز وتر تین رکعات ادا فرماتے تھے اور ان کے آخر میں سلام پھیرتے تھے۔

(ii) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ثم اوتر بثلاث۔

۲- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز وتر ایک رکعت سے لے کر نو رکعات تک جائز ہیں جبکہ تین رکعات دو سلاموں کے ساتھ افضل ہیں۔ ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

(i) اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ویوتر بواحدۃ۔

(ii) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مرفوعاً روایت کرتے ہیں:

الوتر رکعة من اخر اللیل (مشکوٰۃ، ص: ۱۰۵) رات کے آخری حصہ میں ایک رکعت وتر ہے۔

آئمہ ثلاثہ کے دلائل کا جواب:

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے:

اوّل: یہ روایت ابتداء اسلام پر محمول ہے، جو بعد میں منسوخ ہو گئی۔

دوم: ہماری روایت قوی ہے، جو معمول بہ بنانے کے زیادہ لائق ہے۔

سوال نمبر 4:- عن عبدالله بن مسعود رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سأل الناس وله ما يغنيه جاء يوم القيمة ومسألته في وجهه خموش أوخدوش أو كدوح قيل يارسول الله صلى الله عليه وسلم وما يغنيه؟ قال خمسون درهما أو قيمتها من الذهب ـ

(الف) ترجم الحديث الى الأردية ثم اشرحه مفصلاً؟

(ب) بين معنى الزكوة لغة وشرعاً وأيضاً بين أن ماهو سبب وجوبه؟

(ج) هل تنفع الصدقة الميت ان صدق عنه أملا؟ بين مفصلاً بالدلائل؟

جوابات: (الف) حدیث کا ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص لوگوں سے مانگے اور اس کے پاس اتنے وسائل ہوں کہ جس کے سبب اسے مانگنے کی ضرورت نہ ہو، تو جب وہ قیامت کے دن آئے گا تو اس کے مانگنے کے سبب اس کے چہرے پر نشان/ داغ ہوں گے۔ راوی کو شک ہے کہ خموش یا خدوش یا کدوح کا لفظ استعمال کیا گیا ہوگا۔ عرض کیا گیا: اسے ضرورت نہ ہونے کا کیا مطلب ہے؟ یارسول اللہ! فرمایا: پچاس درہم یا اس کی قیمت کے برابر سونا (یعنی جس کے پاس اتنا مال ہو اسے مانگنے کی ضرورت نہیں)

تشریح حدیث:

اس حدیث مبارکہ میں بے جا سوال کرنے کی مذمت کی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی ضرورت کے مطابق مال ہونے کے باوجود صرف اسے بڑھانے کی غرض سے دست سوال دراز کرتا ہے، تو آخرت میں اس کے چہرے پر ذلت ورسوائی کے نشانات ہوں گے، لیکن اگر کوئی شخص صحت مند ہو اور کام کرنے کے قابل ہونے کے باوجود دست سوال دراز کرے، تو اس کی مدد نہ کرو کیونکہ اس طرح اسے مفت خوری کی عادت پڑ جائے گی۔ اگر کوئی معذور ہو اور اہل وعیال والا ہو، تو اس کی مدد کرنے میں حرج نہیں۔

(ب) زکوٰۃ کا لغوی وشرعی معنی:

زکوٰۃ کا لغوی معنی "پاک کرنا، نشوونما پانا" ہے۔ اصطلاح میں زکوٰۃ سے مراد یہ ہے سال گزرنے کے بعد نصاب معین سے ایک حصہ اللہ کے لیے غیر ہاشمی فقیر کو نیت زکوٰۃ سے دینا۔

وجوب زکوٰۃ کا سبب: زکوٰۃ ہر مسلمان جو عاقل، مقیم، بالغ اور آزاد ہو پر واجب ہے بشرطیکہ وہ مالک نصاب ہو اور اس مال پر ایک سال گزر چکا ہو۔

(ج) میت کو ایصال ثواب کرنے کا بیان:

وہ عطیہ جس کے ذریعے اللہ سے ثواب کی جستجو کی جاتی ہے۔ ایصال ثواب شرعاً مندوب یعنی مستحب اور پسندیدہ ہے۔

حدیث کی روشنی میں دلائل:

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: ایک شخص نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: میرا باپ وصیت کیے بغیر فوت ہوگیا ہے، اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اسے فائدہ دے گا؟ فرمایا: ہاں۔

۲۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ! میری ماں اچانک فوت ہوگئی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اگر انہیں موقع ملتا تو صدقہ کرتیں، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو ان کو فائدہ دے گا؟ فرمایا: ہاں۔ انہوں نے دریافت کیا: یارسول اللہ! کون سا صدقہ فائدہ دے گا؟ فرمایا: پانی۔ چنانچہ انہوں نے کنواں کھدوایا اور فرمایا: هذه لام سعد یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: یارسول اللہ! ہم اپنے مُردوں کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں اور حج کرتے ہیں تو انہیں یہ پہنچتا ہے؟ فرمایا: بے شک وہ ان کو پہنچتا ہے اور بے شک وہ اس سے خوش ہوتے ہیں جیسے تم میں سے کسی کے پاس طبق ہدیہ کیا جاتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے۔

۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انہیں نفع ہوگا؟ آپ نے جواب دیا: ہاں! اس نے عرض کیا: میرے پاس ایک باغ ہے، میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی طرف سے صدقہ کیا۔

قرآن سے مؤقف:

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ○

ترجمہ: اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کے بارے میں کینہ نہ رکھ۔ اے ہمارے پروردگار! بیشک تو نہایت مہربان رحم کرنے والا ہے۔

تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الرابعة: سنن أبی داؤد، آثار السنن

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: أجب عن السؤلين من كل قسم .

القسم الأول...... سنن أبی داؤد

السؤال الأول: عن جابر رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لاتذبحوا الا مسنة الا أن يعسر عليكم فتذبحوا جذعة من الضان .

(الف) بين معنى الأضحية لغة وشرعا وبين سبب وجوبه، وهل تجب الأضحية على الحاج المقيم فی مكة أم لا؟ ۵×۳=۱۵

(ب) بين معنى المسنة والجذعة وأيضاً ما حكمهما فی الأضحية؟ ۱۰

السؤال الثانی: عن ابن مسعود رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان مما أدرك الناس من كلام النبوة الأولى اذا لم تستحى فاصنع ماشئت .

(الف) لم جعل الحياء من الايمان؟ وأيضًا بين معنى الحياء لغةً وشرعًا؟ ۱۰

(ب) اذكر أقوال العلماء فی تأويل قوله صلى الله عليه وسلم "فاصنع ماشئت" ۱۵

السؤال الثالث: عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم خَيْرُ أُمَّتِی الْقَرْنَ الَّذِیْ بُعِثْتُ فِیْهِمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ وَاللهُ اَعْلَمُ ذَكَرَ الثَّالِثَ اَمْ لَا ثُمَّ یَظْهَرُ قَوْمٌ یَشْهَدُوْنَ وَلَا یَسْتَشْهِدُوْنَ وَ یَنْذُرُوْنَ وَلَا یُوْفُوْنَ وَ یَخُوْنُوْنَ وَلَا یُؤْتَمِنُوْنَ وَیَفْشُوْ فِیْهِمُ السَّمَنُ .

(الف) شكل الحديث وترجمه بالأردية؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) اشرح الحديث شرحاً مفصّلًا؟ ۱۰

القسم الثانی...... آثار السنن

السؤال الرابع: اَنَّ رَجُلًا نَزَلَ بِعَائِشَةَ فَاَصْبَحَ یَغْسِلُ ثَوْبَهُ فَقَالَتْ عَائِشَةَ اِنَّمَا كَانَ

يَـجْـزِيْكَ اِنْ رَاَيْتَـهُ اَنْ تَغْسِلَ مَكَانَهُ فَاِنْ لَّمْ تَرَهُ نَضَحْتَ حَوْلَهُ لَقَدْ رَاَيْتَنِى اَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْكًا فَيُصَلِّىْ بِهٖ ۔

(الف) شكل الحديث وترجمه الى الأردية ۔ ۵+۱۰=۱۵

(ب) اشرح الحديث شرحاً مفصلاً ۔ ۵

(ج) بين معنى المنى والمذى والودى ۔ ۵

السؤال الخامس: عن أبي هريرة رضى الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلمنا يقول لاتبادروا الامام اذا كبر فكبروا واذا قال: ولا الضآلين فقولوا آمين واذا ركع فاركعوا واذا قال سمع الله لمن حمده فقولوا اللهم ربنالك الحمد ۔

(الف) ترجم الحديث الى الأردية؟ ۱۰

(ب) بين اختلاف الفقهاء فى التأمين سراً وجهراً مع دلائلهم؟ ۱۰

(ج) شرح كلمة "آمين" لغة وصيغة؟ ۵

السؤال سادس: كان أصحاب عبدالله وأصحاب على لايرفعون أيديهم الا فى افتتاح الصّلوٰة؟

(الف) ترجم العبارة الى الأردية؟ ۵

(ب) اكتب اختلاف الفقهاء فى رفع اليدين عند الركوع وعند الرفع عنه وعند النهوض الى القيام من القعود؟

(ج) رجح مذهب الحنفية بالدلائل فى المسئلة المذكورة؟ ۱۰

☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2023ء

چوتھا پرچہ: سنن أبي داؤد، آثار سنن

القسم الأول...... سنن أبى داؤد

سوال نمبر ۱:-عن جابر رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لاتذبحوا الامسنة الا أن يعسر عليكم فتذبحوا جذعة من الضان ۔

(الف) بين معنى الأضحية لغة وشرعا وبين سبب وجوبه، وهل تجب الأضحية

على الحاج المقيم في مكة أم لا؟

(ب) بين معنى المسنة والجذعة وأيضاً ما حكمهما في الأضحية؟

جوابات: (الف) اضحیہ کا لغوی معنی: اضحیہ اس جانور کو کہتے ہیں، جسے عیدالاضحیٰ کے دن ذبح کیا جاتا ہے۔

اضحیہ کا شرعی معنی: مخصوص جانور کا مخصوص وقت میں عبادت کی نیت سے ذبح کرنا، اضحیہ کہلاتا ہے۔

واجب ہونے کا سبب: قربانی واجب ہونے کا سبب وقت ہے، جب وہ وقت آیا اور شرائط وجوب پائی گئیں، قربانی واجب ہوگئی۔

مکہ میں مقیم حجاج سے متعلق قربانی کا حکم: حاجی اگر مکہ میں مقیم ہے اور وہ صاحب نصاب ہے، تو اس پر قربانی واجب ہے۔

(ب) مسنہ کا معنی:

گائے کا وہ بچھڑا جو تیسرے سال میں داخل ہو، اس کی مؤنث "المسنة" آتی ہے۔ یا وہ جانور جس میں عمر کا لحاظ رکھا گیا ہو۔ چنانچہ بھیڑ، بکری ایک سال کی، گائے اور بھینس دو سال کی اور اونٹ پانچ سال کا ہو۔

حکم: اگر قربانی کے جانوروں کی عمر مسنہ سے کم ہو، تو اس کی قربانی جائز نہیں ہوگی۔

جزع کا معنی: جزع اس جانور کو کہتے ہیں جو ایسی عمر میں ہو جس کے دانت نکلے ہوں اور نہ ہی گرے ہوں یعنی جس جانور کی عمر چھ ماہ ہو اور وہ لگتا ایک سال کا ہو۔

حکم: اگر مسنہ میسر نہ ہو، تو جزعہ کی قربانی جائز ہے، ورنہ نہیں۔

سوال نمبر 2:- عن ابن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان مما أدرك الناس من كلام النبوة الأولى اذالم تستحى فاصنع ماشئت.

(الف) لم جعل الحياء من الايمان؟ وأيضًا بين معنى الحياء لغةً وشرعًا؟

(ب) اذكر أقوال العلماء في تأويل قوله صلى الله عليه وسلم "فاصنع ماشئت"؟

جوابات: (الف) حیاء کا ایمان سے ہونا:

حیاء ایمان کا ایک شعبہ ہے، یہ دونوں ساتھی ہیں۔ جب ان میں سے ایک اُٹھ جاتا ہے، تو دوسرا بھی اُٹھالیا جاتا ہے، کیونکہ حیاء انسان کو برائی سے روکتی ہے۔

حیاء کا لغوی معنی: حیاء کا لغوی معنی "وقار، سنجیدگی اور متانت" ہے۔

حیاء کا شرعی معنی: کسی شیء سے نفس کا رک جانا اور ملامت کے ڈر سے اس کو چھوڑ دینا۔

(ب) "فاصنع ما شئت" کی تاویل میں اقوال علماء:

۱- امر تہدید یعنی دھمکانے/ڈرانے کے لیے ہے یعنی جن کاموں سے تم کو حیاء نہیں آتی ان میں سے جو چاہو کرو۔ وہ کام نہ کرو جن سے تم کو حیاء آتی ہے۔

۲- یہ امر بمعنی خبر ہے یعنی جب تم میں حیاء نہیں ہوگی جو برے کاموں سے منع کرتی ہے، تو تم جو چاہو گے وہ کرو گے۔

سوال نمبر3: -عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ أُمَّتِي الْقَرْنَ الَّذِيْ بُعِثْتُ فِيْهِمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ وَاللهُ اَعْلَمُ ذَكَرَ الثَّالِثَ اَمْ لَا ثُمَّ يَظْهَرُ قَوْمٌ يَشْهَدُوْنَ وَلَا يَسْتَشْهِدُوْنَ وَ يَنْذُرُوْنَ وَلَا يُوْفُوْنَ وَ يَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمِنُوْنَ وَيَفْشُوْ فِيْهِمُ السَّمَنُ .

(الف) شكل الحديث وترجمه بالأردية؟

(ب) اشرح الحديث شرحًا مفصلًا؟

جوابات: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں بہترین زمانہ وہ ہے جب مجھے مبعوث کیا گیا، پھر اس کے بعد والوں کا، پھر اس کے بعد والوں کا زمانہ ہوگا۔ (راوی کہتے ہیں) اللہ جانتا ہے کہ آپ نے تیسری مرتبہ ذکر کیا تھا، یا نہیں کیا تھا۔ (پھر فرمایا:) اس کے بعد وہ لوگ آئیں گے جو گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی نہیں مانگی جائے گی۔ وہ نذر مانیں گے لیکن اسے پورا نہیں کریں گے۔ وہ لوگ خیانت کریں گے، انہیں امین نہیں بنایا جائے گا اور ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا۔

(ب) حدیث مبارکہ کی تشریح:

اس حدیث مبارکہ میں صحابہ کرام کی فضیلت تابعین پر اور تابعین کی تبع تابعین پر ظاہر/ثابت ہوتی ہے۔ اگر آپ نے یہ دو یا تین مرتبہ دہرایا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے خود اپنا زمانہ مراد لیا۔ پھر صحابہ کرام کا، پھر تابعین کا، پھر تبع تابعین کا۔ اگر صرف دو مرتبہ کہا، تو اس سے مراد آپ اور صحابہ کا دور اور پھر تابعین کا دور ہے، پھر وہ لوگ جواز خود شہادت دیں گے۔ یہ اس وجہ سے کہ جس سے جھوٹ ثابت کر سکیں اور لوگوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈال کر اسے ہضم کر سکیں۔ یہ لوگ دھوکہ کرنے والے ہوں گے اور لوگ ان کو امین نہیں بنائیں گے۔ چونکہ یہ لوگ دین ایمان کی فکر سے خالی ہوں گے، کسی کے سامنے جواب دہی کا کوئی خوف ان کے دلوں میں باقی نہیں رہے گا اور عیش و آرام کی زندگی بسر کر رہے ہوں گے۔ اس لیے موٹاپا ان میں عام ہوگا۔

القسم الثاني...... آثار السنن

سوال نمبر 4:-اَنَّ رَجُلًا نَـزَلَ بِعَـائِشَةَ فَـاَصْبَـحَ يَـغْسِلُ ثَوْبَهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ اِنَّمَا كَانَ يَـجْـزِيْكَ اِنْ رَاَيْتَـهُ اَنْ تَغْسِلَ مَكَانَهُ فَاِنْ لَّمْ تَرَهُ نَضَحْتَ حَوْلَهُ لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ اَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْكًا فَيُصَلِّيْ بِهِ .

(الف) شكل الحديث وترجمه الى الأردية؟

(ب) اشرح الحديث شرحاً مفصلاً؟

(ج) بين معنى المنيّ والمذی والودی؟

جوابات: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

حدیث کا ترجمہ: ایک شخص حضرت عائشہ کے ہاں مہمان ہوا، تو وہ صبح کو اپنے کپڑے دھونے لگا۔ پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تجھے یہی کافی تھا کہ اگر تو اسے دیکھتا، تو اس کی جگہ کو دھو لیتا اور اگر نہیں دیکھا تھا، تو اس کے اردگرد چھینٹے مار لیتا۔ پس میں اس وقت آپ کو دیکھ رہی تھی کہ میں منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں سے کھرچ رہی ہوں اور پھر آپ اپنے کپڑے میں نماز پڑھ لیتے۔

(ب) تشریح حدیث:

اس حدیث مبارکہ سے تطہیر منی میں اہتمام ثابت ہوتا ہے نہ کہ تخفیف۔ علاوہ ازیں محارب بن دثار عن عائشہ کی سند منقطع ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں گاڑھی منی کو کھرچ کر صاف کرنا اس کو پاک کرنے کی غرض سے تھا نہ کہ اس کے پاک ہونے کی بناء پر، کیونکہ تطہیر منی کے دو طریقے ہیں: (۱) دھونا جب منی گیلی ہو۔ (۲) کھرچنا اور رگڑنا جب منی خشک ہو۔ تو اگر کچھ معمولی ذرات معفو عنہ مقدار میں ہوتے اور دوران نماز ان پر نظر پڑتی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسے بھی صاف کر دیتی تھیں۔

(ج) اصطلاحات کی تعریفات:

منی کی تعریف: وہ سفید گاڑھا پانی جو جھٹکے سے نکلے، اس سے شہوت ختم ہو جاتی ہے اور اس کے نکلنے سے انتشار ٹوٹ جاتا ہے۔

مذی کی تعریف: وہ رقیق سفید پانی جو ذکر سے نکلتا ہے اس وقت جب مرد اپنی زوجہ سے دل بہلا رہا ہوتا ہے۔

ودی: وہ سفید گاڑھا مادہ جو پیشاب کے بعد بغیر شہوت کے ذکر سے نکلتا ہے۔

سوال نمبر 5:-عن أبی هريرة رضی الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم

یعلمنا یقول لاتبادروا الامام اذا کبر فکبروا واذا قال: ولا الضآلین فقولوا آمین واذا رکع فارکعوا واذا قال سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا اللھم ربنالک الحمد۔

(الف) ترجم الحدیث الی الأردیۃ؟

(ب) بین اختلاف الفقھاء فی التأمین سراً وجھراً مع دلائلھم؟

(ج) اشرح کلمۃ "آمین" لغۃ وصیغۃ؟

جوابات: (الف) ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تعلیم دیتے ہوئے فرماتے کہ تم آگے نہ بڑھو امام سے، جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝ کہے تو تم "آمین" کہو۔ جب وہ رکوع کرے پس تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے تو تم: "اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ" کہو۔

(ب) آمین کو سراً یا جہراً پڑھنے میں مذاہب آئمہ:

کیا امام کی اقتداء میں پڑھی جانے والی نماز میں "آمین" سراً پڑھا جائے گا یا جہراً؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف اور اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱- امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مسنون طریقہ یہ ہے کہ امام اور مقتدی جہری نمازوں میں "آمین" جہراً پڑھیں اور سری نمازوں میں سراً پڑھیں۔

۲- امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں امام اور مقتدی دونوں کا سورہ فاتحہ کے بعد "آمین" سراً کہنا مستحب ہے۔ تاہم مقتدی امام کے ساتھ "آمین" کہے اور اس سے پہلے کہنے کی کوشش نہ کرے۔

۳- امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ امام، منفرد اور مقتدی سری نمازوں میں آہستہ "آمین" کہیں اور جہری نمازوں میں دو قول ہیں: (i) آمین سراً کہنا، (ii) آمین جہراً کہنا۔

۴- امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نماز جہری ہو یا سری ہو، امام اور مقتدی دونوں سراً "آمین" کہیں گے۔

امام شافعی و امام احمد کے دلائل:

آپ ان احادیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں:

۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سورۃ فاتحہ سے فارغ ہوتے، تو اپنی آواز کو بلند فرما کر آمین کہتے۔

۲- حضرت وائل بن حجر سے منقول ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝ پڑھتے، تو آمین کہتے اور اس کے ساتھ اپنی آواز بلند کرتے تھے۔

امام اعظم اور امام مالک کے دلائل:

۱- آپ مذکورہ بالا حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔

۲- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوتے جب آپ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○ پڑھ کر فارغ ہوتے۔

(ج) آمین کا لغوی معنی: آمین کا لغوی معنی "قبول فرما" ہے۔

آمین کی صرفی تحقیق: اسم فعل بمعنی استجب۔

سوال نمبر 6:- كان أصحاب عبدالله وأصحاب علي لايرفعون أيديهم الا في افتتاح الصلوٰة .

(الف) ترجم العبارة الى الأردية؟

(ب) اكتب اختلاف الفقهاء في رفع اليدين عند الركوع وعند الرفع عنه وعند النهوض الى القيام من القعود؟

(ج) رجح مذهب الحنفية بالدلائل في المسئلة المذكورة؟

جوابات: (الف) ترجمہ: حضرت عبداللہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے شاگرد نماز شروع کرنے کے علاوہ اپنے ہاتھوں کو بلند نہ کرتے تھے۔

(ب) رفع یدین سے متعلق اختلاف ائمہ:

۱- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نماز میں رفع یدین افضل ہے۔ انہوں نے حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ جس میں صراحت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کیا کرتے تھے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک ترک رفع یدین افضل ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ ایک دفعہ انہوں نے کہا: میں تمہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر دکھاتا ہوں۔ پھر انہوں نے نماز پڑھ کر دکھائی، جس میں سوائے تکبیر تحریمہ کے رفع یدین نہ کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں رفع یدین نہیں ہے، ہاں تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کیا جائے گا۔

(ج) مذہب احناف کی ترجیح بالدلائل:

فقہاء احناف کے نزدیک نماز میں صرف تکبیر تحریمہ کے سوا رفع یدین نہیں ہے۔ مذہب احناف کو ترجیح یوں ہے: (۱) جب رفع یدین والی احادیث کا مقابلہ ترک رفع یدین والی احادیث سے کیا جائے، تو

ترک رفع یدین والی احادیث کثیر ہیں اور رفع یدین والی قلیل۔تو کثرت کا اعتبار کیا جائے گا۔(۲) رفع یدین والی احادیث منسوخ ہیں اور ترک رفع یدین والی ناسخ، کیونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد والے عمل سے تعلق رکھتی ہیں۔(۳) اکثریت امام ابوحنیفہ کے مقلدین کی ہے باقی آئمہ اور غیر مقلدین سب عشر عشیر بھی نہیں۔لہٰذا ترجیح اکثریت کو حاصل ہونی چاہیے۔

☆☆☆

تنظیم المدارس اهلسنت پاکستان

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الخامسة: سنن النسائی، سنن ابن ماجه

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

الملاحظة: أجب عن اثنين من كل قسم .

القسم الأول...... سنن النسائی

السؤال الأول: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ بَعْضَ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِغْتَسَلَتْ مِنَ الْجَنَابَةِ فَتَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفَضْلِهَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ اِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ .

(الف) شكل الحديث وترجمه الى الأردية؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) ماهو المقصود الأهم من هذا الحديث وأيضا من استدل بقوله صلى الله عليه وسلم الماء طهور لاينجسه شيىء؟ وما الجواب عند الأحناف؟ ۱۰

السؤال الثانی: عَنِ ابْنِ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ تَمَارٰی رَجُلَانِ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِیْ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ فَقَالَ رَجُلٌ هُوَ مَسْجِدُ قُبَا وَقَالَ الْاٰخَرُ هُوَ مَسْجِدُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ مَسْجِدِیْ هٰذَا .

(الف) شكل الحديث ثم انقله الى الأردية؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) اكتب فضل مسجد قباء والمسجد الحرام والمسجد النبوى فى ضوء الحديث؟ ۱۰

السؤال الثالث: عن البراء بن عازب قال قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة فصلى نحو بيت المقدس ستة عشر شهر اثم انه وجه الى الكعبة فمر رجل قد كان صلى مع النبى صلى الله عليه وسلم الى الكعبة فانحرفوا الى الكعبة .

(الف) ترجم الحديث وأيضا ماالتشديد فى المرورين يدى المصلى بين فى ضوء الحديث؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) اکتب قصة تحويل القبلة وأيضا بين كيفية التحويل؟ ۱۰

القسم الثانی...... سنن ابن ماجه

السؤال الرابع: عَنِ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ الْبَعِيْرَ يَكُوْنُ بِهِ الْجَرَبُ فَيُجْرِبُ الْاِبِلَ كُلَّهَا قَالَ ذٰلِكُمُ الْقَدَرُ فَمَنْ اَجْرَبَ الْاَوَّلَ.

(الف) شكل الحديث وترجمه الى الأردية؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) بين معنى القدر لغة وشرعا و أيضا اشرح الكلمات المخطوط مع حكمها الشرعي؟ ۱۰

السؤال الخامس: عَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ يَقْرَءُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْاُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيْحُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ لَا يَقْرَءُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيْحَ لَهَا وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ يَقْرَءُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ لَا يَقْرَءُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَلَا رِيْحَ لَهَا.

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه الى الأردية؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) اكتب ثلثة أحاديث فی فضل العلم والعالم؟ ۱۰

السؤال السادس: عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قتل عمدا دفع الى أولياء المقتول فان شاء وا قتلوا وان شاء وا أخذوا الدية وذلك ثلثون حقة وثلثون جذعة وأربعون خلفة وذلك عقل العمد وما صالحوا عليه فهو لهم وذلك تشديد العقل.

(الف) ترجم الحديث وبين معنى الدية لغة وشرعا؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) فصل أقسام القتل مع بيان أن فی أی قسم تجب الدية؟ ۱۰



درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2023ء

15

پانچواں پرچہ: سنن نسائی وابن ماجہ

القسم الأول...... سنن النسائی

سوال نمبر 1:-عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ بَعْضَ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِغْتَسَلَتْ مِنَ الْجَنَابَةِ فَتَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفَضْلِهَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ اِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ .

(الف) شكل الحديث وترجمه الى الأردية؟

(ب) ماهو المقصود الأهم من هذا الحديث وأيضا من استدل بقوله صلى الله عليه وسلم الماء طهور لاينجسه شيىء؟ وما الجواب عند الأحناف .

جوابات: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے کسی نے غسل جنابت کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بچائے ہوئے پانی سے وضو کرلیا۔اس خاتون نے اس کا تذکرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا، تو آپ نے فرمایا: پاک پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی ہے۔

(ب) حدیث کا مقصود اہم:

حدیث کا مقصود اہم یہ ہے کہ اگر جنبی شخص نے غسل کیا تو اس کے بچے ہوئے پانی سے طہارت حاصل ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اس پانی سے طہارت حاصل کرنا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ وہ پانی مستعمل نہ ہوا ہو یعنی جنبی کے جسم سے قطرے ٹپک کر اس میں نہ گرے ہوں، تو ایسا پانی مطہر بھی ہے اور طاہر بھی۔

الماء طهور لاينجسه شيء کا مفہوم:

اس قول سے مراد یہ ہے کہ "پانی پاک ہے اور اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی یعنی جب تک صاف پانی میں نجاست کا غلبہ نہ ہو وہ پاک ہے، کیونکہ پانی اپنی اصل وضع کے اعتبار سے پاک ہوتا ہے۔"

احناف کی طرف سے جواب:

۱-زیر بحث حدیث سند میں اضطراب کی وجہ سے قابل استدلال نہیں، کیونکہ یہ روایت ضعیف ہے۔

۲- وہ راکد کثیر ہو اور یہ اس وقت تک نجس نہیں ہوتا جب تک اوصافِ ثلاثہ میں سے کوئی تبدیل نہ ہو۔

سوال نمبر 2:- عَنِ ابْنِ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ تَمَارٰی رَجُلَانِ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِیْ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ فَقَالَ رَجُلٌ ھُوَ مَسْجِدُ قُبَا وَقَالَ الْاٰخَرُ ھُوَ مَسْجِدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُوَ مَسْجِدِیْ ھٰذَا۔

(الف) شکل الحدیث ثم انقله الی الأردیة؟

(ب) اکتب فضل مسجد قباء والمسجد الحرام والمسجد النبوی فی ضوء الحدیث؟

جواب: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: دو آدمیوں کے درمیان اس مسجد کے بارے میں بحث ہوگئی، جس کی بنیاد پہلے دن سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی تھی۔ اس شخص نے کہا: یہ مسجد قبا ہے۔ دوسرے شخص نے کہا: اس سے مراد مسجد نبوی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس سے مراد میری یہ مسجد ہے۔

(ب) مسجد قباء کی فضیلت:

۱- اس کا ذکر قرآن میں کیا گیا ہے "وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے" (سورۃ التوبہ:19)

۲- ہجرت نبوی کے بعد یہ وہ مسجد ہے جو سب سے پہلے تعمیر کی گئی۔

۳- مسجد قباء میں بطور خاص جا کر نماز ادا کرنے سے عمرے کے برابر ثواب ملتا ہے۔

مسجد حرام کی فضیلت:

۱- حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز ادا کرتا ہے، تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اس میں نماز ادا کرنا کسی بھی دوسری جگہ نماز ادا کرنے کے مقابلے میں ایک ہزار گنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے سوائے مسجد حرام کے، اس کا حکم مختلف ہے۔

۲- اس میں ایک نماز ادا کرنے کا ثواب ایک لاکھ نماز ادا کرنے کے برابر ہے۔

مسجد نبوی کی فضیلت:

۱- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ما بین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ یعنی میرے گھر

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2023ء

پانچواں پرچہ: سنن نسائی وابن ماجہ

القسم الأول...... سنن النسائي

سوال نمبر ۱:-عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ اَنَّ بَعْضَ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ اِغْتَسَلَتْ مِنَ الْجَنَابَةِ فَتَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ بِفَضْلِهَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ اِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ .

(الف) شكل الحديث وترجمه الى الأردية؟

(ب) ماهو المقصود الأهم من هذا الحديث وأيضا من استدل بقوله صلى الله عليه وسلم الماء طهور لاينجسه شيء؟ وما الجواب عند الأحناف .

جوابات: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے کسی نے غسل جنابت کیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بچائے ہوئے پانی سے وضو کرلیا۔اس خاتون نے اس کا تذکرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا: پاک پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی ہے۔

(ب) حدیث کا مقصود اہم:

حدیث کا مقصود اہم یہ ہے کہ اگر جنبی شخص نے غسل کیا تو اس کے بچے ہوئے پانی سے طہارت حاصل ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اس پانی سے طہارت حاصل کرنا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ وہ پانی مستعمل نہ ہوا ہو یعنی جنبی کے جسم سے قطرے ٹپک کر اس میں نہ گرے ہوں، تو ایسا پانی مطہر بھی ہے اور طاہر بھی۔

الماء طهور لاينجسه شيء کا مفہوم:

اس قول سے مراد یہ ہے کہ "پانی پاک ہے اور اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی یعنی جب تک صاف پانی میں نجاست کا غلبہ نہ ہو وہ پاک ہے، کیونکہ پانی اپنی اصل وضع کے اعتبار سے پاک ہوتا ہے۔"

احناف کی طرف سے جواب:

۱-زیر بحث حدیث سند میں اضطراب کی وجہ سے قابل استدلال نہیں، کیونکہ یہ روایت ضعیف ہے۔

۲- وہ راکد کثیر ہو اور یہ اس وقت تک نجس نہیں ہوتا جب تک اوصافِ ثلاثہ میں سے کوئی تبدیل نہ ہو۔

سوال نمبر 2: عَنِ ابْنِ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ تَمَارٰی رَجُلَانِ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِیْ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ فَقَالَ رَجُلٌ ھُوَ مَسْجِدُ قُبَا وَقَالَ الْاٰخَرُ ھُوَ مَسْجِدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُوَ مَسْجِدِیْ ھٰذَا ۔

(الف) شكل الحديث ثم انقله الى الأردية؟

(ب) اكتب فضل مسجد قباء والمسجد الحرام والمسجد النبوى فى ضوء الحديث؟

جوابات: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: دو آدمیوں کے درمیان اس مسجد کے بارے میں بحث ہوگئی، جس کی بنیاد پہلے دن سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی تھی۔ ایک شخص نے کہا: یہ مسجد قبا ہے۔ دوسرے شخص نے کہا: اس سے مراد مسجد نبوی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس سے مراد میری یہ مسجد ہے۔

(ب) مسجد قباء کی فضیلت:

۱- اس کا ذکر قرآن میں کیا گیا ہے "وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔" (سورۃ التوبہ:19)

۲- ہجرت نبوی کے بعد یہ وہ مسجد ہے جو سب سے پہلے تعمیر کی گئی۔

۳- مسجد قباء میں بطور خاص جا کر نماز ادا کرنے سے عمرے کے برابر ثواب ملتا ہے۔

مسجد حرام کی فضیلت:

۱- حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز ادا کرتا ہے، تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اس میں نماز ادا کرنا کسی بھی دوسری جگہ نماز ادا کرنے کے مقابلے میں ایک ہزار گنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے سوائے مسجد حرام کے، اس کا حکم مختلف ہے۔

۲- اس میں ایک نماز ادا کرنے کا ثواب ایک لاکھ نماز ادا کرنے کے برابر ہے۔

مسجد نبوی کی فضیلت:

۱- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مابين بيتي ومنبري روضة من رياض الجنة یعنی میرے گھر

سے لے کر میرے منبر تک زمین جنت کے باغوں میں ایک باغ ہے۔ یعنی مسجد نبوی شریف کا یہ ٹکڑا درحقیقت جنت کا ٹکڑا ہے، یا قیامت کے دن اس ٹکڑے کو جنت میں ملا دیا جائے گا، یا اس مقام پر نماز ادا کرنا ایسا ہے جیسے کوئی جنت میں کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہا ہو۔

۲- ایک روایت میں مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری مسجد میں ایک نماز ادا کرنے سے پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔

۳- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ اطہر اسی مسجد کے دامن میں ہے، جس کی عظمت و شان بیت المعمور اور کعبہ سے بھی افضل و اعلیٰ ہے۔

سوال نمبر3:- عن البراء بن عازب قال قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة فصلى نحو بيت المقدس ستة عشر شهر اثم انه وجه الى الكعبة فمر رجل قد كان صلى مع النبى صلى الله عليه وسلم الى الكعبة فانحرفوا الى الكعبة .

(الف) ترجم الحديث وأيضا ماالتشديد فى المروربين يدى المصلى بين فى ضوء الحديث؟

(ب) اكتب قصة تحويل القبلة وأيضا بين كيفية التحويل؟

جواب: (الف) ترجمۃ الحدیث: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور سولہ ماہ تک آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے رہے۔ پھر اس کا رخ کعبہ کی طرف کر دیا گیا۔ ایک شخص جس نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی تھی، کعبہ کی طرف منہ کر کے، تو وہ لوگ خانہ کعبہ کی طرف مڑ گئے۔

حدیث کی روشنی میں نمازی کے آگے سے گزرنے کی مذمت:

نمازی کے آگے سے گزرنے کی مذمت بہت سی احادیث میں وارد ہے، کیونکہ یہ نماز کی توہین کرنے کے برابر ہے اور نماز کے ادب کے خلاف ہے۔ نمازی کے آگے سے گزرنے کی مذمت میں ایک حدیث مبارکہ درج ذیل ہے:

بشر بن سعید بیان کرتے ہیں: حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں حضرت ابوجہیم کے پاس بھیجا تا کہ ان سے اس بارے میں دریافت کرے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نمازی کے آگے سے گزرنے والے شخص کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے؟ تو حضرت ابوجہیم نے بتایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والے شخص کو پتہ چل جائے کہ اس کو کتنا گناہ ہوگا، تو اس کا چالیس دن یا مہینے یا سال ٹھہرے رہنا اس کے لیے اس سے زیادہ بہتر ہوگا کہ وہ نمازی کے آگے سے گزر جائے۔

(ب) تحویل قبلہ کا واقعہ و کیفیت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد سولہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے رہے لیکن آپ کی دلی خواہش تھی کہ مسلمانوں کا قبلہ خانہ کعبہ ہو جائے، کیونکہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے پر یہودی مسلمانوں پر طعن کرتے تھے کہ ماہ رجب ۲ ہجری میں آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز عصر ادا کر رہے تھے اور معمول کے مطابق مرد و عورتیں آپ کے پیچھے نماز ادا کرنے کے لیے کھڑے تھے۔ دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد جبرائیل وحی لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے، انہوں نے کہا: آپ اپنا منہ بیت المقدس سے مسجد حرام کی طرف پھیر لیں۔ اس کا ذکر سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 144 میں کیا گیا ہے۔ بعض کے نزدیک تحویل قبلہ کے وقت نماز ظہر ادا کر رہے تھے اور بعض کے نزدیک وہ صبح کی نماز کا وقت تھا۔

القسم الثاني...... سنن ابن ماجه

سوال نمبر 4:- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَّةَ فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتَ الْبَعِيْرَ يَكُوْنُ بِهِ الْجَرَبُ فَيُجْرِبُ الْاِبِلَ كُلَّهَا قَالَ ذٰلِكُمُ الْقَدَرُ فَمَنْ اَجْرَبَ الْاَوَّلَ .

(الف) شكل الحديث وترجمه إلى الأردية؟

(ب) بين معنى القدر لغة وشرعا وأيضا اشرح الكلمات المخطوط مع حكمها الشرعي؟

جوابات: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں اعراب لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اسلام میں) چھوا چھوت کی بیماری، بدفالی اور الو سے بدشگونی کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ایک دیہاتی شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اونٹ کو خارش کیسے لگی اور پھر اس سے تمام اونٹوں کو خارش لگ گئی؟ آپ نے فرمایا: یہی تقدیر ہے، اگر ایسا ہے تو پہلے اونٹ کو کس نے خارش زدہ کیا؟

(ب) ''قدر'' کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ:

لفظ ''قدر'' کا لغوی معنیٰ ہے: اندازہ، مقدار۔ اس کا شرعی و اصطلاحی معنیٰ ہے: عالم میں جو کچھ برا یا بھلا ہوتا ہے اور بندے جو کچھ نیکی یا بدی کے کام کرتے ہیں، وہ سب اللہ تعالیٰ کے علم ازلی کے مطابق ہوتا

سے لے کر میرے منبر تک زمین جنت کے باغوں میں ایک باغ ہے۔ یعنی مسجد نبوی شریف کا یہ ٹکڑا درحقیقت جنت کا ٹکڑا ہے، یا قیامت کے دن اس ٹکڑے کو جنت میں ملا دیا جائے گا، یا اس مقام پر نماز ادا کرنا ایسا ہے جیسے کوئی جنت میں کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہا ہو۔

۲- ایک روایت میں مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری مسجد میں ایک نماز ادا کرنے سے پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔

۳- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ اطہر اسی مسجد کے دامن میں ہے، جس کی عظمت وشان بیت المعمور اور کعبہ سے بھی افضل واعلیٰ ہے۔

سوال نمبر3: عن البراء بن عازب قال قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة فصلى نحو بيت المقدس ستة عشر شهر اثم انه وجه الى الكعبة فمر رجل قد كان صلى مع النبى صلى الله عليه وسلم الى الكعبة فانحرفوا الى الكعبة .

(الف) ترجم الحديث وأيضا ماالتشديد فى المروربين يدى المصلى بين فى ضوء الحديث؟

(ب) اكتب قصة تحويل القبلة وأيضا بين كيفية التحويل؟

جواب: (الف) ترجمۃ الحدیث: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور سولہ ماہ تک آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے رہے۔ پھر اس کا رخ کعبہ کی طرف کر دیا گیا۔ ایک شخص جس نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی تھی، کعبہ کی طرف منہ کر کے، تو وہ لوگ خانہ کعبہ کی طرف مڑ گئے۔

حدیث کی روشنی میں نمازی کے آگے سے گزرنے کی مذمت:

نمازی کے آگے سے گزرنے کی مذمت بہت سی احادیث میں وارد ہے، کیونکہ یہ نماز کی توہین کرنے کے برابر ہے اور نماز کے ادب کے خلاف ہے۔ نمازی کے آگے سے گزرنے کی مذمت میں ایک حدیث مبارکہ درج ذیل ہے:

بشر بن سعید بیان کرتے ہیں: حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں حضرت ابوجہیم کے پاس بھیجا تا کہ ان سے اس بارے میں دریافت کرے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نمازی کے آگے سے گزرنے والے شخص کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے؟ تو حضرت ابوجہیم نے بتایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والے شخص کو پتہ چل جائے کہ اس کو کتنا گناہ ہوگا، تو اس کا چالیس دن یا مہینے یا سال ٹھہرے رہنا اس کے لیے اس سے زیادہ بہتر ہوگا کہ وہ نمازی کے آگے سے گزر جائے۔

(ب) تحویل قبلہ کا واقعہ وکیفیت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد سولہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے رہے لیکن آپ کی دلی خواہش تھی کہ مسلمانوں کا قبلہ خانہ کعبہ ہو جائے، کیونکہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے پر یہودی مسلمانوں پر طعن کرتے تھے کہ ماہ رجب ۲ ہجری میں آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز عصر ادا کر رہے تھے اور معمول کے مطابق مرد وعورتیں آپ کے پیچھے نماز ادا کرنے کے لیے کھڑے تھے۔ دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد جبرائیل وحی لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے، انہوں نے کہا: آپ اپنا منہ بیت المقدس سے مسجد حرام کی طرف پھیر لیں۔ اس کا ذکر سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 144 میں کیا گیا ہے۔ بعض کے نزدیک تحویل قبلہ کے وقت نماز ظہر ادا کر رہے تھے اور بعض کے نزدیک وہ صبح کی نماز کا وقت تھا۔

القسم الثانی...... سنن ابن ماجه

سوال نمبر 4: عَنِ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عُدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتَ الْبَعِيْرَ يَكُوْنُ بِهِ الْجَرَبُ فَيُجْرِبُ الْاِبِلُ كُلُّهَا قَالَ ذٰلِكُمُ الْقَدْرُ فَمَنْ اَجْرَبَ الْاَوَّلَ.

(الف) شکل الحدیث وترجمه الی الاردیة؟

(ب) بیـن مـعنی القدر لغة وشرعا و أیضا اشرح الکلمات المخطوط مع حکمها الشرعی؟

جوابات: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اسلام میں) چھوا چھوت کی بیماری، بدفالی اور الو سے بدشگونی کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ایک دیہاتی شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! اونٹ کو خارش کیسے لگی اور پھر اس سے تمام اونٹوں کو خارش لگ گئی؟ آپ نے فرمایا: یہی تقدیر ہے، اگر ایسا ہے تو پہلے اونٹ کو کس نے خارش زدہ کیا؟

(ب) ''قدر'' کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

لفظ ''قدر'' کا لغوی معنیٰ ہے: اندازہ، مقدار۔ اس کا شرعی واصطلاحی معنیٰ ہے: عالم میں جو کچھ برا یا بھلا ہوتا ہے اور بندے جو کچھ نیکی یا بدی کے کام کرتے ہیں، وہ سب اللہ تعالیٰ کے علم ازلی کے مطابق ہوتا

ہے، ہر بھلائی برائی اس نے اپنے علم ازلی کے موافق مقدر فرمادی ہے یعنی جیسا ہونے والا تھا اور جیسا کوئی کرنے والا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ دیا تو وہ سب کچھ اللہ کے علم میں ہے اور اس کے پاس لکھا ہوا ہے۔ اسی کا نام تقدیر ہے۔ تقدیر کے بارے میں بحث کرنا، اس بارے میں اعتراضات کا سلسلہ شروع کرنا منع ہے۔

خط کشیدہ الفاظ کی تشریح:

۱-لا عدوی: اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام میں چھوت اور متعدی بیماری کا تصور نہیں ہے، متعدی مرض کا اعتقاد رکھنا اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔

۲-ولا طیرۃ: اسلام میں بدفالی کا بھی تصور نہیں ہے، اپنے خیالات وتصورات کے مطابق کسی معاملہ میں بدفالی لینا درست نہیں ہے۔

۳-ولا ھامۃ: الو سے بدشگونی لینا بھی اسلامی تعلیمات کے منافی ہے کیونکہ یہ غیر اسلامی تصورات ہیں جن کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

سوال نمبر5:-عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ یَقْرَءُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ الْاُتْرُجَّۃِ طَعْمُھَا طَیِّبٌ وَرِیْحُھَا طَیِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ لَا یَقْرَءُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ التَّمْرَۃِ طَعْمُھَا طَیِّبٌ وَلَا رِیْحَ لَھَا وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ یَقْرَءُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ الرَّیْحَانَۃِ رِیْحُھَا طَیِّبٌ وَطَعْمُھَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ لَا یَقْرَءُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ الْحَنْظَلَۃِ طَعْمُھَا مُرٌّ وَلَا رِیْحَ لَھَا .

(الف) شکل الحدیث ثم ترجمه الی الأردية؟

(ب) اكتب ثلثة أحاديث فی فضل العلم والعلم؟

جوابات: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مومن قرآن کی تلاوت کرتا ہے اس کی مثال ناشپاتی کی طرح ہے جس کا ذائقہ بھی اچھا ہوتا ہے اور خوشبو بھی اچھی ہوتی ہے اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال کھجور کی سی ہے جس کا ذائقہ تو اچھا ہوتا ہے لیکن اس کی خوشبو نہیں ہوتی۔ جو منافق قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال ریحانہ کی طرح ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن ذائقہ کڑوا ہوتا ہے۔ جو شخص منافق ہو اور قرآن کی تلاوت نہ کرتا ہو اس کی مثال حنظلہ کی طرح ہے جس کا ذائقہ بھی کڑوا ہوتا ہے اور خوشبو بھی نہیں ہوتی۔

(ب) ''فضائل علماء'' دلائل کی روشنی میں:

علماء کے فضائل حدیث کی اور قرآن کی روشنی میں درج ذیل ہیں:
ارشاد ربانی ہے: اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُاط (اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں سے صرف علماء ہی ڈرتے ہیں) دوسرا ارشاد ہے: هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ط یعنی کیا اہل علم اور جاہل لوگ برابر ہو سکتے ہیں۔

(۱) عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من طلب العلم لیماری بہ السفھاء او لیباھی بہ العلماء او لیصرف وجوہ الناس الیہ فھو فی النار ۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جس نے اس قصد سے علم حاصل کیا کہ وہ بیوقوفوں سے تکرار کرے گا، یا اہل علم کے سامنے اپنی بڑائی بیان کرے گا اور یا عوام کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرے گا، تو وہ دوزخ میں جائے گا۔

(۲) عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا أباذر لان تغدو فتعلم آیۃ من کتاب اللہ خیرلك من أن یصلی مائۃ رکعۃ ولان تغدو فتعلم باباً من العلم عمل بہ أولم یعمل خیر من أن تصلی ألف رکعۃ ۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ''اے ابوذر! اگر تم صبح کے وقت قرآن کریم کی ایک آیت سیکھ لو یہ تمہارے لیے ایک سو رکعت ادا کرنے سے بہتر ہے، اور اگر تم صبح کے وقت کوئی مسئلہ سیکھ لو، خواہ اس پر عمل کرو یا نہ کرو، تو یہ تمہارے لیے ہزار رکعت پڑھنے سے بہتر ہے۔''

فضائل ''علم'' دلائل کی روشنی میں:

احادیث میں علم حاصل کرنے کی فضیلت بیان کی جاتی ہے جس سے علم کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ کچھ احادیث درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب تمہارے پاس علم کے طالب لوگ آئیں گے، جب تم انہیں دیکھو تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق انہیں مرحباً کہنا اور انہیں اچھی طرح سے علم سکھانا۔ راوی کا بیان ہے: میں نے حکم سے دریافت کیا: ''اقنوھم'' سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے جواب میں کہا: علم سکھانا۔

۲۔ حضرت اسماعیل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے گئے، تو ان کا گھر عیادت کرنے والوں سے بھر گیا، اس پر انہوں نے اپنا پاؤں سمیٹ لیا اور فرمایا: ہم رسول کریم

ہے، ہر بھلائی برائی اس نے اپنے علم ازلی کے موافق مقدر فرمادی ہے یعنی جیسا ہونے والا تھا اور جیسا کوئی کرنے والا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ دیا تو وہ سب کچھ اللہ کے علم میں ہے اور اس کے پاس لکھا ہوا ہے۔ اسی کا نام تقدیر ہے۔ تقدیر کے بارے میں بحث کرنا، اس بارے میں اعتراضات کا سلسلہ شروع کرنا منع ہے۔

خط کشیدہ الفاظ کی تشریح:

۱۔لا عدوٰی: اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام میں چھوت اور متعدی بیماری کا تصور نہیں ہے، متعدی مرض کا اعتقاد رکھنا اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔

۲۔ولا طیرۃ: اسلام میں بدفالی کا بھی تصور نہیں ہے، اپنے خیالات وتصورات کے مطابق کسی معاملہ میں بدفالی لینا درست نہیں ہے۔

۳۔ولا ھامۃ: الو سے بدشگونی لینا بھی اسلامی تعلیمات کے منافی ہے، کیونکہ یہ غیر اسلامی تصورات ہیں جن کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

سوال نمبر 5:-عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ یَقْرَءُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ الْاُتْرُجَۃِ طَعْمُھَا طَیِّبٌ وَرِیْحُھَا طَیِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ لَا یَقْرَءُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ التَّمْرَۃِ طَعْمُھَا طَیِّبٌ وَلَا رِیْحَ لَھَا وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ یَقْرَءُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ الرِّیْحَانَۃِ رِیْحُھَا طَیِّبٌ وَطَعْمُھَا مُرٌّ وَ مَثَلُ الْمُنَافِقِ لَا یَقْرَءُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ الْحَنْظَلَۃِ طَعْمُھَا مُرٌّ وَلَا رِیْحَ لَھَا .

(الف) شکل الحدیث ثم ترجمه الی الاردیة؟

(ب) اکتب ثلثة أحادیث فی فضل العلم والعلماء؟

جوابات: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مومن قرآن کی تلاوت کرتا ہے اس کی مثال ناشپاتی کی طرح ہے جس کا ذائقہ بھی اچھا ہوتا ہے اور خوشبو بھی اچھی ہوتی ہے اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال کھجور کی سی ہے جس کا ذائقہ تو اچھا ہوتا ہے لیکن اس کی خوشبو نہیں ہوتی۔ جو منافق قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال ریحانہ کی طرح ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن ذائقہ کڑوا ہوتا ہے۔ جو شخص منافق ہو اور قرآن کی تلاوت نہ کرتا ہو اس کی مثال حنظلہ کی طرح ہے جس کا ذائقہ بھی کڑوا ہوتا ہے اور خوشبو بھی نہیں ہوتی۔

(ب) ''فضائل علماء'' دلائل کی روشنی میں:

علماء کے فضائل حدیث کی اور قرآن کی روشنی میں درج ذیل ہیں:
ارشاد ربانی ہے: اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ط (اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں سے صرف علماء ہی ڈرتے ہیں) دوسرا ارشاد ہے: هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ط یعنی کیا اہل علم اور جاہل لوگ برابر ہو سکتے ہیں۔

(۱) عن النبی صلی اللہ علیه وسلم من طلب العلم لیماری به السفهاء او لیباهی به العلماء او لیصرف وجوه الناس الیه فهو فی النار۔
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جس نے اس قصد سے علم حاصل کیا کہ وہ بیوقوفوں سے تکرار کرے گا، یا اہل علم کے سامنے اپنی بڑائی بیان کرے گا اور یا عوام کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرے گا تو وہ دوزخ میں جائے گا۔

(۲) عن ابی ذر رضی اللہ عنه قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یا أباذر لان تغدو فتعلم اٰية من کتاب اللہ خیرلك من أن یصلی مائة رکعة ولان تغدو فتعلم باباً من العلم عمل به أو لم یعمل خیر من أن تصلی ألف رکعة۔
حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ''اے ابوذر! اگر تم صبح کے وقت قرآن کریم کی ایک آیت سیکھ لو یہ تمہارے لیے ایک سو رکعت ادا کرنے سے بہتر ہے، اور اگر تم صبح کے وقت کوئی مسئلہ سیکھ لو، خواہ تم اس پر عمل کرو یا نہ کرو، تو یہ تمہارے لیے ہزار رکعت پڑھنے سے بہتر ہے۔''

فضائل ''علم'' دلائل کی روشنی میں:

احادیث میں علم حاصل کرنے کی فضیلت بیان کی جاتی ہے جس سے علم کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔
کچھ احادیث درج ذیل ہیں:
۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب تمہارے پاس علم کے طالب لوگ آئیں گے، جب تم انہیں دیکھو تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق انہیں مرحباً مرحباً کہنا اور انہیں اچھی طرح سے علم سکھانا۔ راوی کا بیان ہے: میں نے حکم سے دریافت کیا: ''اقنوهم'' سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے جواب میں کہا: علم سکھانا۔
۲۔ حضرت اسماعیل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے گئے، تو ان کا گھر عیادت کرنے والوں سے بھر گیا، اس پر انہوں نے اپنا پاؤں سمیٹ لیا اور فرمایا: ہم رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، حتیٰ کہ آپ کا گھر بھر گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کروٹ کے بل استراحت فرما تھے، جب آپ نے ہمیں ملاحظہ کیا، تو اپنے قدمین شریفین کو سمیٹ لیا اور فرمایا: میرے بعد تمہارے پاس لوگ حصول علم کے لیے آئیں گے، تو تم انہیں مبارک باد دینا اور انہیں علم سکھانا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہم نے ان لوگوں کو بھی دیکھا، جو نہ تو ہمیں مرحبا کہتے ہیں اور نہ ہی مبارک دیتے ہیں، ماسوا اس کے کہ ہم ان کے پاس چلے جائیں، تو وہ لاپرواہی اختیار کرتے ہیں۔

۳-اطلبوا العلم ولو بالصین یعنی تم علم دین حاصل کرو، خواہ تمہیں چین جانا پڑے۔

سوال نمبر 6:-عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قتل عمدا دفع الى أولياء المقتول فان شاء واقتلوا وان شاء وأخذوا الدية وذلك ثلثون حقة وثلثون جذعة وأربعون خلفة وذلك عقل العمد وما صالحوا عليه فهولهم وذلك تشديد العقل .

(الف) ترجم الحديث وبين معنى الدية لغة وشرعا؟

(ب) فصل أقسام القتل مع بيان أن في أى قسم تجب الدية .

جوابات: (الف) ترجمۃ الحدیث: عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جان بوجھ کر کسی کو قتل کر دے، تو اسے مقتول کے ورثاء کے حوالے کر دیا جائے گا۔ اگر وہ چاہیں تو اسے قتل کر دیں اور اگر چاہیں تو اس سے دیت وصول کر لیں۔ یہ تیس حقہ، تیس جذعہ، چالیس خلفہ اونٹ ہوگی۔ یہ قتل عمد کی دیت ہے۔ جب اس شخص پر مصالحت ہو جائے، تو یہ ان کو مل جائے گی اور یہ شدید ترین دیت ہے۔

دیت کا لغوی و شرعی معنی:

لفظ ''دیت'' کا لغوی معنی ہے: مقتول کا حق و معاوضہ۔ اس کا اصطلاحی و شرعی معنی ہے: کسی مسلمان یا ذمی کو ناحق قتل کرنے یا اس کے کسی عضو کو تلف کرنے کی وجہ سے جو شرعی تاوان واجب ہوتا ہے۔ بعض اوقات جان کے ضائع کرنے کے تاوان کو ''دیت'' اور عضو کے تلف کرنے کے تاوان کو ''ارش'' کہا جاتا ہے۔

(ب) اقسام قتل:

قتل کی پانچ اقسام ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) قتل عمد، (۲) قتل شبہ عمد، (۳) قتل خطاء، (۴) قتل قائم مقام خطا، (۵) قتل بالسبب۔

۱۔قتل عمد: ایسا قتل جس میں روح نکالنے کے لیے کسی ایسے ہتھیار سے مارنا کہ وہ زخم لگانے اور کاٹنے والا ہو۔اس کی دیت تیس حقہ، تیس جذعہ اور چالیس خلفہ واجب ہے۔اگر ورثاء راضی ہو جائیں، ورنہ اس کی سزا دنیا میں قصاص اور آخرت میں عذاب ہے۔

۲۔قتل شبہ عمد: کسی کو جان بوجھ کر اسلحہ یا اس کے قائم مقام چیز کے علاوہ سے قتل کرنا جیسے لاٹھی مار کر مارنا۔اس کا کفارہ ہے، قصاص نہیں۔ایک غلام آزاد کرنا، یا دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا۔اس کے ورثاء پر سو اونٹ دیت کی صورت میں واجب ہیں۔دیت میں پچیس بنت مخاض، پچیس بنت لبون، پچیس حقہ اور پچیس جذعہ داخل ہیں۔

۳۔قتل خطاء: جس قتل میں قتل کرنے والے کو گمان میں غلطی ہو یا فعل میں غلطی ہو، اس میں صرف دیت واجب ہے۔اس کی دیت میں پچیس بنت مخاض، پچیس بنت لبون، پچیس حقہ اور پچیس جذعہ شامل ہیں۔

۴۔قتل قائم مقام خطاء: اگر کوئی نیند میں کسی پر گر جائے اور اس گرنے سے نیچے آنے والا شخص مر جائے، تو فاعل کے عصبات پر دیت اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے لیکن قصاص نہیں۔

۵۔قتل بالسبب: اگر کسی نے راستے میں کنواں کھدوایا یا راستہ میں پتھر رکھ دیے اور کوئی شخص اس کنوئیں میں گر کر مر جائے یا پتھر سے ٹھوکر لگنے کے سبب مر جائے۔اس قتل میں فقط دیت واجب ہوگی کفارہ نہیں۔

☆☆☆☆☆☆

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، حتیٰ کہ آپ کا گھر بھر گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کروٹ کے بل استراحت فرما تھے، جب آپ نے ہمیں ملاحظہ کیا، تو اپنے قدمین شریفین کو سمیٹ لیا اور فرمایا: میرے بعد تمہارے پاس لوگ حصول علم کے لیے آئیں گے، تو تم انہیں مبارک باد دینا اور انہیں علم سکھانا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہم نے ان لوگوں کو بھی دیکھا، جو نہ تو ہمیں مرحبا کہتے ہیں اور نہ ہی مبارک دیتے ہیں، ماسوا اس کے کہ ہم ان کے پاس چلے جائیں، تو وہ لاپرواہی اختیار کرتے ہیں۔

۳- اطلبوا العلم ولو بالصين یعنی تم علم دین حاصل کرو، خواہ تمہیں چین جانا پڑے۔

سوال نمبر 6:- عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قتل عمدا دفع الى أولياء المقتول فان شاء واقتلوا وان شاء وأخذوا الدية وذلك ثلثون حقة وثلثون جذعة وأربعون خلفة وذلك عقل العمد وما صالحوا عليه فهولهم وذلك تشديد العقل .

(الف) ترجم الحديث وبين معنى الدية لغة وشرعا؟

(ب) فصل أقسام القتل مع بيان أنه في أى قسم تجب الدية .

جوابات: (الف) ترجمۃ الحدیث: عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جان بوجھ کر کسی کو قتل کر دے، تو اسے مقتول کے ورثاء کے حوالے کر دیا جائے گا۔ اگر وہ چاہیں تو اسے قتل کر دیں اور اگر چاہیں تو اس سے دیت وصول کر لیں۔ یہ تیس حقہ، تیس جذعہ، چالیس خلفہ اونٹ ہوگی۔ یہ قتل عمد کی دیت ہے۔ جب اس شخص سے مصالحت ہو جائے، تو یہ ان کو مل جائے گی اور یہ شدید ترین دیت ہے۔

دیت کا لغوی و شرعی معنی:

لفظ "دیت" کا لغوی معنی ہے: مقتول کا حق و معاوضہ۔ اس کا اصطلاحی و شرعی معنی ہے: کسی مسلمان یا ذمی کو ناحق قتل کرنے یا اس کے کسی عضو کو تلف کرنے کی وجہ سے جو شرعی تاوان واجب ہوتا ہے۔ بعض اوقات جان کے ضائع کرنے کے تاوان کو "دیت" اور عضو کے تلف کرنے کے تاوان کو "ارش" کہا جاتا ہے۔

(ب) اقسام قتل:

قتل کی پانچ اقسام ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) قتل عمد، (۲) قتل شبہ عمد، (۳) قتل خطاء، (۴) قتل قائم مقام خطا، (۵) قتل بالسبب۔

۱- قتل عمد: ایسا قتل جس میں روح نکالنے کے لیے کسی ایسے ہتھیار سے مارنا کہ وہ زخم لگانے اور کاٹنے والا ہو۔ اس کی دیت تیس حقہ، تیس جذعہ اور چالیس خلفہ واجب ہے۔ اگر ورثاء راضی ہو جائیں، ورنہ اس کی سزا دنیا میں قصاص اور آخرت میں عذاب ہے۔

۲- قتل شبہ عمد: کسی کو جان بوجھ کر اسلحہ یا اس کے قائم مقام چیز کے علاوہ سے قتل کرنا جیسے لاٹھی مار کر مارنا۔ اس کا کفارہ ہے، قصاص نہیں۔ ایک غلام آزاد کرنا، یا دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا۔ اس کے ورثاء پر سو اونٹ دیت کی صورت میں واجب ہیں۔ دیت میں پچیس بنت مخاض، پچیس بنت لبون، پچیس حقہ اور پچیس جذعہ داخل ہیں۔

۳- قتل خطاء: جس قتل میں قتل کرنے والے کو گمان میں غلطی ہو یا فعل میں غلطی ہو، اس میں صرف دیت واجب ہے۔ اس کی دیت میں پچیس بنت مخاض، پچیس بنت لبون، پچیس حقہ اور پچیس جذعہ شامل ہیں۔

۴- قتل قائم مقام خطاء: اگر کوئی نیند میں کسی پر گر جائے اور اس گرنے سے نیچے آنے والا شخص مر جائے، تو قاتل کے عصبات پر دیت اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے لیکن قصاص نہیں۔

۵- قتل بالسبب: اگر کسی نے راستے میں کنواں کھدوایا یا راستہ میں پتھر رکھ دیے اور کوئی شخص اس کنوئیں میں گر کر مر جائے یا پتھر سے ٹھوکر لگنے کے سبب مر جائے۔ اس قتل میں فقط دیت واجب ہوگی کفارہ نہیں۔

☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان الشهادة العالمیہ (ایم اے عربی و اسلامیات - سال دوم) برائے طلباء

المواقف سنة 1444ھ 2024ء

الوقت المحدد — الورقة الاولیٰ: لصحیح البخاری — مجموع الارقام

ثلاث ساعات — ١٠٠

الملاحظة: اجب عن ثلثة اسئلة فقط .

السوال الاول:۔ قال جابر بن عبد الله كان معاذ بن جبل يصلى مع النبى صلى الله عليه وسلم ثم يرجع فيؤم قومه فصلى العشاء فقرأ بالبقرة فانصرف الرجل فكان معاذ ينال منه فبلغ النبى صلى الله عليه وسلم فقال فتان فتان ثلث مرار و امره بسورتين من اوسط المفصل .

(الف) ترجم الى الاردية واذكر التحقيق الصرفى للكلمات المخطوط عليها؟

(ب) فى هذا الحديث دلالة على جواز اقتداء المفترض بالمتنفل و ضح موقفك بالدليل و الجواب عنه؟

(ج) و ما هى اوساط المفصل و قصار المفصل و طوال المفصل؟

السوال الثانى:۔ قال حدثنا سالم عن ابيه و ربما ذكرت قول الشاعر .

و انا انظر الى وجه النبى ﷺ يستسقى

فما ينزل حتى يجيش كل ميزاب

و ابيض يستسقى الغمام بوجهه

ثمال اليتامى عصمة للارامل

(الف) ترجم الى الاردية مع تشريح الشعر؟

(ب) هل صلوة الاستسقاء بالجماعة مسنونة بين اختلاف الفقهاء و رجح القول المختار؟

(ج) اكتب بيانا شافيا عن جواز التوسل بالصالحين بعد وصالهم مع بيان معنى التوسل؟

السوال الثالث:۔ يقول عدى بن حاتم كنت عند النبى صلى الله عليه وسلم فجاء

رجلان احدھا یشکو العیلة و الاخر یشکو قطع السبیل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اما قطع السبیل فانه لا یاتی علیك الاقلیل حتی تخرج العیر الی مکة بغیر خفیر .

(الف) شکل العبارة مع بیان معنی العیروا لخفیر؟

(ب) ما ذا قال النبی صلی اللہ علیه وسلم عن العیلة؟

(ج) متی و این ر جبت الزکوۃ؟ وما نصابها من الذھب و الفضة والابل و البقر و المعز و ما حکم المعدنیات؟

السوال الرابع :۔(الف) اکتب اطروحة عن مقام البخاری فی علم الحدیث درایة وروایة باللغة العربیة؟

(ب) اکتب سنة ولادة البخاری و وفاته مع بیان مذھبه الفقهی بالتفصیل باللغة العربیة؟



درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء 2024ء

الورقة الاولیٰ: لصحیح البخاری

السوال الاوّل:۔

قال جابر بن عبد اللہ کان معاذ بن جبل یصلی مع النبی صلی اللہ علیه وسلم ثم یرجع فیؤم قومه فصلی العشاء فقرأ بالبقرة فانصرف الرجل فکان معاذ ینال منه فبلغ النبی صلی اللہ علیه وسلم فقال فتان فتان ثلث مرار و امر ہ بسورتین من اوسط المفصل .

(الف) ترجم الی الاردیة واذکر التحقیق الصرفی اللکلمات المخطوط علیها؟

(ب) فی ھذا الحدیث دلالة علی جواز اقتداء المفترض بالمتنفل و ضح موقفك بالدلیل و الجواب عنه؟

(ج) و ما ھی اوساط المفصل و قصار المفصل و طوال المفصل؟

جوابات: (الف) اُردو ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے پھر جا کر اپنی قوم کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔ پس

انہوں نے عشاء کی نماز پڑھائی پس اس میں سورہ بقرہ پڑھی' پس ایک شخص چلا گیا (نماز چھوڑ کر)۔ پس حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اسے برا کہا۔ پس اس بات کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی۔ تو آپ نے تین بار فرمایا: تم بہت فتنہ ڈالتے ہو۔ اور انہیں حکم دیا کہ اوساط مفصل کی دو سورتیں پڑھو۔

صرفی تحقیق:

فَیَؤُم: واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم ثلاثی مجرد مہموز الفاء مضاعف ثلاثی باب نَصَرَ یَنْصُرُ

یَنَالُ: واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم اجوف یائی از باب فَتَحَ یَفْتَحُ

فَتَّانٌ: صیغہ اسم فاعل برائے مبالغہ۔

(ب) نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے کا جواز: اس حدیث مبارکہ میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والے کی نماز درست ہے' کیونکہ حضرت معاذ پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں فرض نماز پڑھا کرتے اور بعد میں جب اپنی قوم کو جو امامت کرواتے اس میں نفل کی نیت کرتے تھے۔ ہمارے اکثر اصحاب' زہری' امام مالک اور فقہاء احناف کا کہنا ہے کہ نفل پڑھنے والے کی اقتداء میں فرض پڑھنا جائز نہیں' کیونکہ حدیث مبارکہ میں ہے: ''امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے''۔ اس لیے کہ مقتدی کی نماز امام کی نیت سے ادا کی جاتی ہے۔

حدیث مبارکہ کا جواب: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث مبارکہ میں یہ تصریح نہیں ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں فرض نماز پڑھتے تھے اور پھر جا کر اپنی قوم کے لوگوں کو عشاء کی نماز میں نفل پڑھاتے تھے' حالانکہ حدیث مبارکہ سے نفل پڑھنے والے کی اقتداء میں فرض نماز کا جواز ثابت ہے۔ اس پر اعتراض یہ ہے کہ ایک سند سے حدیث مروی ہے کہ وہ نفل نماز پڑھاتے تھے۔ ابن جریج اور ابن دینار نے بیان کیا ہے کہ مجھے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ حضرت معاذ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھتے اور پھر اپنی قوم کو جا کر پڑھاتے۔ یہ حضرت معاذ کی نفل نماز ہوتی اور ان کی قوم کی فرض۔ (سنن دار قطنی)

تو اس کا جواب یوں ہے کہ ابن عیینہ نے بھی اس حدیث کو عمرو بن دینار سے روایت کیا ہے جیسا ابن جریج نے ابن عیینہ کی روایت بہ نسبت ابن جریج کے زیادہ تام اور حسن ہے۔ اس میں یہ اضافہ نہیں ہے کہ حضرت معاذ کی وہ نفل نماز تھی اور ان کی قوم کی فرض نماز' ہوسکتا ہے کہ یہ اضافہ ابن جریج یا عمرو بن دینار یا حضرت جابر کا قول ہو۔ لہٰذا یہ تینوں میں سے جس کا بھی قول ہو اس میں یہ دلیل نہیں ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کو جو نماز پڑھاتے تھے کہ وہ نفل نماز ہوتی تھی۔ اگر یہ ثابت ہو بھی جائے کہ وہ اپنی قوم کو نفل نماز پڑھاتے تھے تو یہ ثابت نہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے انہیں نفل پڑھاتے تھے اور نہ ہی یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ کو ان کے نفل پڑھانے کی اطلاع دی گئی اور آپ نے ان کو اس عمل پر برقرار

رکھا۔ (شرح معانی الآثار ج اص ۲۷-۵۲۶ قدیمی کتب خانہ کراچی)

علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

امام طحاوی کا کہنا ہے کہ یہ اضافہ زیادہ مستند روایات میں نہیں ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے عشاء کی نماز نفل تھی اور ان کی قوم کے لیے فرض تھی۔ ابوالبرکات ابن تیمیہ کا کہنا ہے کہ امام محمد نے اس اضافہ کو ضعیف قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ محفوظ نہیں ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس اضافہ کے صحیح نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اسے سفیان بن عیینہ، امام مسلم اور امام بخاری رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو بغیر اضافہ کے روایت کیا ہے۔

(ج) اصطلاحات کی وضاحت:

☆ اوساط مفصل: اوساط مفصل سے مراد سورۃ التکویر سے لے کر سورۃ الضحیٰ تک کی سورتیں ہیں۔

☆ قصار مفصل: قصار مفصل سے مراد سورۃ الضحیٰ سے لے کر آخر قرآن تک سورتیں ہیں۔

☆ طوال مفصل: طوال مفصل سے مراد سورۃ الحجرات سے سورۃ البروج تک سورتیں ہیں۔

السوال الثانی:-

قال حدثنا سالم عن ابیه و ربما ذکرت قول الشاعر .

و انا انظر الی وجه النبی ﷺ یستسقی
فما ینزل حتی یجیش کل میزاب
و ابیض یستسقی الغمام بوجهه
ثمال الیتامی عصمة للارامل

(الف) ترجم الی الاردیة مع تشریح الشعر؟

(ب) هل صلوة الاستسقاء بالجماعة مسنونة بین اختلاف الفقهاء و رجح القول المختار؟

(ج) اکتب بیانا شافیا عن جواز التوسل بالصالحین بعد و صالهم مع بیان معنی التوسل؟

جوابات: (الف) ترجمۃ الاشعار: ہمیں حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی ہے انہوں نے کہا، مجھے بسا اوقات شاعر کا یہ قول یاد آتا ہے:

☆ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی طرف دیکھتا آپ بارش طلب کرتے اور ابھی منبر سے نہ اترتے تھے کہ ہر پرنالہ زور و شور سے بہہ رہا ہوتا تھا (وہ شعر یہ تھا) وہ سفید رنگت والی

شخصیت جن کے ذریعے بادل سے بارش طلب کی جاتی ہے جو یتیموں کا سہارا اور بیواؤں کے سرپرست ہیں۔

تشریح الشعر: اس شعر میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ایک بار مکہ میں بارش نہ ہونے کے سبب قحط سالی ہوگئی تو حضرت عبدالمطلب نے قریش کے لیے بارش کی دعا کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ تھے۔ آپ ابھی کم سن ہی تھے' اس شعر میں ابو طالب نے آپ کی مدح کی ہے' کیونکہ ان کے خیال میں آپ کی شان ایسی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو دیکھ کر بارش طلب کی جاتی حالانکہ انہوں نے ایسا ہوتے نہیں دیکھا تھا۔

ابو طالب کا یہ شعر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو آپ کے اعلان نبوت سے پہلے ہی پہچان گئے تھے' جب سفر شام کے دوران بحیرہ راہب نے آپ کے متعلق پیش گوئی کی تھی۔

یہ واقعہ مدینہ منورہ میں بھی پیش آیا کہ جب مدینہ منورہ میں قحط/خشک سالی ہوگئی تو لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بارش نہ ہونے کی شکایت کی۔ آپ نے عید گاہ میں منبر رکھنے کا حکم دیا اور لوگوں سے فرمایا: فلاں دن عید گاہ میں آجائیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت گھر سے نکلے جب سورج کا کنارہ ظاہر ہو گیا تھا' آپ منبر پر بیٹھ گئے۔ پھر اللہ کی حمد وثناء کرنے کے بعد لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگوں نے بارش نہ ہونے اور قحط سالی کی شکایت کی جبکہ اللہ تعالیٰ تمہیں دعا کرنے کا حکم دے رہا ہے اور تم سے وعدہ کیا ہے کہ تمہاری دعا قبول ہوگی۔ پھر آپ نے تلاوت کی پھر اللہ کی حمد وثناء بیان کی' پھر آپ نے اپنے ہاتھوں کو دعا کے لیے اتنا بلند کیا کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور منبر سے اتر کر دو رکعت نماز پڑھائی۔ اللہ کے حکم سے ایک بادل کا ٹکڑا آیا' پہلے وہ کڑکا' پھر چمکا اور پھر بارش شروع ہوگئی۔ آپ ابھی مسجد میں پہنچے تھے کہ تمام ندی نالے بہنا شروع ہو گئے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جلدی میں دیکھا تو مسکرانے لگے حتیٰ کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں۔

(ب) نماز استسقاء کے باجماعت مسنون ہونے میں اختلاف آئمہ: نماز استسقاء باجماعت مسنون ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام ابو حنیفہ کا موقف: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز استسقاء باجماعت مسنون نہیں ہے' کیونکہ دعا اور استغفار کو استسقاء کہتے ہیں اگر لوگ تنہا بھی نماز پڑھ لیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

دلیل: آپ کی دلیل یہ قرآنی آیت ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

استغفروا ربکم الخ۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح اعلان فرما دیا ہے کہ استسقاء کے لیے نماز کی ضرورت نہیں بلکہ دعاء استسقاء ہی کافی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی استسقاء کے

لیے دعا واستغفار ہی منقول ہے جو نماز نہیں۔

آئمہ ثلاثہ اور صاحبین کا موقف: آئمہ ثلاثہ اور صاحبین کے نزدیک نماز استسقاء باجماعت سنت ہے اور جمہور علماء کا بھی یہی قول ہے۔

دلیل: ان کی دلیل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کردہ یہ حدیث مبارکہ ہے:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی فیہ رکعتین کصلاۃ العید

راجح قول: ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کی بیان کردہ دلیل میں نماز استسقاء ثابت ہے اور امام ابوحنیفہ کی بیان کردہ روایت میں ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا استسقاء میں نماز کا پڑھنا اور نہ پڑھنا دونوں مذکور ہیں۔ اس لیے یہ نماز باجماعت مسنون نہ ہوگی' کیونکہ نماز استسقاء کے باجماعت مسنون ہونے کے لیے جانب فعل کا جانب ترک سے زیادہ مؤکد اور راجح ہونا ضروری ہے' اس لیے جمہور علماء کا قول راجح ہے۔

(ج) توسل بالصالحین کا جواز: صالحین سے ان کی وفات کے بعد توسل جائز ہے اور اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

علماء کرام فرماتے ہیں کہ اللہ کی محبوب ہستیوں سے توسل جائز ہے' خواہ وہ دنیاوی زندگی میں ہوں یا برزخی زندگی کی طرف منتقل ہو چکے ہوں' کیونکہ یہ لوگ ہر وقت بارگاہ الٰہی میں حاضر ہیں اور جو ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے وہ بھی حصول مقصد کے سلسلے میں اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے چند دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دعا فرمائی: "اے اللہ! میری ماں فاطمہ بنت اسد کی مغفرت فرما اور ان کی قبر کو ان کے لیے اپنے نبی اور مجھ سے پہلے انبیاء کے حق کے صدقے (توسل) سے وسیع فرما"۔

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام کا آپ کی ذات اقدس کو وسیلہ بنانا ثابت ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے' تو حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! اپنی امت کے لیے بارش کی دعا فرمائیں' کیونکہ لوگ ہلاکت کے دہانے پر پہنچ چکے ہیں۔ خواب میں انہیں رسول اللہ کی زیارت ہوئی' تو آپ نے فرمایا: جاؤ! عمر بن خطاب کے پاس جا کر سلام کہو اور انہیں بتاؤ کہ انہیں بارش سے سیراب کر دیا جائے گا۔

(رواہ امام بیہقی وابن ابی شیبہ)

۳۔ امام شافعی، حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے توسل کرتے، ان کی قبر پر حاضر ہو کر زیارت کرتے، پھر اپنی حاجت روائی کے لیے اللہ کی بارگاہ میں انہیں وسیلہ بناتے۔ (تاریخ بغداد ج ا)

۴۔ مروان اپنے زمانہ تسلط میں مسجد نبوی میں آیا اور ایک شخص کو دیکھا جو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا منہ رکھے ہوئے ہے، مروان نے اسے گردن سے پکڑ کر کہا جانتے ہو کیا کر رہے ہو؟ اس پر اس شخص نے جواب دیا: ہاں! میں کسی اینٹ پتھر کے پاس نہیں آیا، میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوں۔ (مسند احمد ج ۳۸)

توسل کا معنی: توسل کا مطلب ہے اللہ کے محبوب بندوں کے ذکر سے برکت حاصل کرنا۔

السوال الثالث:۔

يَقُوْلُ عَدِيُّ بْنِ حَاتِمٍ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا يَشْكُو الْعِيْلَةَ وَالْآخَرُ يَشْكُوْا قَطْعَ السَّبِيْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا قَطْعُ السَّبِيْلِ فَإِنَّهُ لَا يَأْتِيْ عَلَيْكَ إِلَّا قَلِيْلٌ حَتّٰى تَخْرُجَ الْعِيْرُ إِلٰى مَكَّةَ بِغَيْرِ خَفِيْرٍ.

(الف) شكل العبارة مع بيان معنى العير والخفير؟

(ب) ماذا قال النبى صلى الله عليه وسلم عن العيلة؟

(ج) متى و اين و جبت الزكوة؟ وما نصابها من الذهب و الفضة والابل و البقر و المعز و ما حكم المعدنيات؟

جوابات: (الف) شکل العبارۃ: اعراب اوپر سوالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

العیر کا معنی: العیر کا معنی ہے "تجارتی قافلہ" کیونکہ پہلے زمانہ میں یہ اونٹوں اور بیلوں پر مشتمل ہوتا تھا اور جدید دور میں یہ ٹرکوں، کنٹینرز پر اور بحری جہازوں کے ذریعے تجارتی مال ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاتا ہے۔

الخفیر کا معنی: الخفیر کا معنی ہے "محافظ دستے" یعنی محافظوں کو ڈاکوؤں سے بچانے کے لیے جو نگران دستے ہوتے ہیں اور آج کل کنٹینرز وغیرہ کے ساتھ پولیس کے دستے ہوتے ہیں۔

(ب) عیلہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: علیہ کا معنی ہے "کسی شخص کا تنگ دست اور محتاج ہونا۔ اس کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "اور وہی تنگدستی قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم میں سے ایک شخص اپنا صدقہ لے کر گھومتا رہے گا اور اسے صدقہ قبول کرنے والا نہ ملے گا۔

(ج) وجوب الزکوٰۃ: زکوٰۃ کی فرضیت روزوں کی فرضیت سے پہلے ۲ ہجری ماہ شوال میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔

نصاب الذہب: سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے ہے۔

نصاب الفضۃ: چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ ہے۔

نصاب الابل: پانچ سے کم اونٹوں پر زکوٰۃ نہیں لیکن جب پانچ ہو جائیں اور گزر جائے ان پر ایک سال، تو ان میں ایک بکری ہے نو تک، پھر جب دس ہو جائیں تو دو بکریاں چودہ تک، پھر جب پندرہ ہو جائیں تو تین بکریاں انیس تک، پھر جب بیس ہو جائیں تو ان پر چار بکریاں چوبیس تک، پھر جب پچیس ہو جائیں تو ایک بنت مخاض پینتیس تک، پھر جب چھتیس ہو جائیں تو ایک بنت لبون پینتالیس تک، پھر جب چھیالیس ہو جائیں تو ایک حقہ ساٹھ تک، پھر جب اکسٹھ ہو جائیں تو پھر ایک جذعہ پچھتر تک، جب چھہتر ہو جائیں تو پھر دو بنت لبون نوے تک، پھر جب اکیانوے ہو جائیں تو پھر دو حقے ایک سو بیس تک زکوٰۃ ہوگی۔ پھر نئے سرے سے فرض ہوگی۔

نصاب البقر: تیس سے کم پر زکوٰۃ نہ ہوگی۔ اگر تیس ہو جائیں اور ان پر ایک سال گزر جائے تو ان پر ایک بچھڑا یا بچھڑی انتالیس تک، چالیس پر دو سال کا بچھڑا یا بچھڑی ساٹھ تک۔

نصاب المعز: بھیڑ یا بکریوں پر زکوٰۃ اس وقت تک نہ ہوگی جب وہ چالیس ہوں۔ پھر جب چالیس ہو جائیں اور ان پر ایک سال بھی گزر گیا ہو تو ایک بکری ایک سو بیس تک، اور اگر ایک بڑھ جائے تو دو بکریاں دو سو تک، اگر ایک اور بڑھ جائے تو تین بکریاں تین سو ننانوے تک، اور اگر چار سو تک ہوں تو چار بکریاں، پھر ہر سو میں ایک بکری زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اس نصاب میں بھیڑ یا بکریوں کا حکم برابر ہے۔

حکم المعدنیات: معدنیات میں پانچویں حصے کی ادائیگی لازم ہوگی۔

السوال الرابع:۔

(الف) اکتب اطروحة عن مقام البخاری فی علم الحدیث درایة وروایة باللغة العربیة؟

(ب) اکتب سنة ولادة البخاری و وفاته مع بیان مذهبه الفقهی بالتفصیل باللغة العربیة؟

جوابات: (الف) مقام البخاری رحمه الله تعالیٰ:

سماه مؤلفه رحمه الله تعالیٰ "الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول الله صلی الله علیه وسلم و سننه و ایامه و اما محله فهو اول مصنف صنف فی الصحیح المجرد و اتفق العلماء علی ان اصح الکتاب المصنفة

صحيحا البخارى و المسلم ' واتفق الجمهور على ان الصحيح البخارى اصحهما صحيحا و اكثرهما فائدة قال الحافظ ابو على النيسابورى و بعض العلماء المغرب صحيح مسلم اصح و انكر العلماء ذالك عليهم و الصواب ترجيح صحيح البخارى و قال النسائى اجود هذا الكتب كتاب البخارى و اجمعت الامة على صحة هذين الكتابين و وجوب العمل باحاديثها و اما سبب تصنيفه و كيفية تاليفه فقال البخارى رحمه الله تعالىٰ كنت عند اسحق بن مراهوية فقال لنا بعض اصحابنا لوجمعتم كتابًا مختصرا في الصحيح ' لسنن رسول الله صلى الله عليه وسلم فوقع ذالك فى قلبى واخذت فى هذالكتاب وروى من جهات عن البخارى قال صنفت كتاب الصحيح لست عشر سنة خرجته من سته مائة الف حديث وجعلته حجة بينى و بين امتيه وقال رايت النبى صلى الله عليه وسلم فى المنام و كانى واقف بين يديه و بيدى مخروحة اذب عنه فسالت بعض المعبرين فقال انت تذب عنه الكذب فهو الذى حملنى على اخراج البخارى .

(ب)تاريخ الميلاد للبخارى:

البخارى هو الامام الدنيا فى الحديث شيخ الاسلام محمد بن اسماعيل البخارى و كان البخارى نحيف الجسم ليس بالطويل ولا بالقصر و كان ذا هدا فى الدنيا و متورعًا و اتفقو على ان البخارى ولد بعد صلوة الجمعة لثلث عشر خلت من شوال سنة اربع و تسعين و مائة و انه تو فى ليلة السبت عند صلوة العشاء ليلة عيد الفطر و دفن يوم الفطر بعد الظهر سنة ست و خمسين و مائتين ولد اثنان و ستون سنة الاثلثة عشر يوم . و دفن بخرتنك قرية على فرسخين من سمر قند و لم يعقب ولدا ذكرا . و لما صلى عليه و وضع فى ضريحه فاح من تراب قبره رائحة طيبة كا المسك و جعل الناس يختلفون الى قبره ماة يا خلون من تراب قبره و تيعجبون ذالك .

مذهبه:

الامام البخارى من شيوخ الشوافع يعنى يتعلق الامام البخارى بالمذهب الشافعى .



الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان الشهادة العالمیہ (ایم۔اے عربی واسلامیات۔سال دوم) برائے طلباء

المواقف سنة 1444ھ 2024ء

لوقت المحدد	الورقة الثانية:	مجموع الارقام
ثلاث ساعات	لصحيح مسلم	۱۰۰

الملاحظة: اجب عن ثلاثة اسئلة فقط .

السوال الاول:۔ عن ابن مسعود رضی الله عنه قال بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى عند البيت، فابو جهل و اصحابٌ له جلوس و قد نحرت جزور بالامس فقال ابو جهل ايكم يقوم الى سلا جزور بنی فلان فيا خذه فيضعه فی كتفی محمد صلى الله عليه وسلم اذا سجد فانبعث اشقى القوم فاخذه فلما سجد النبی صلى الله عليه وسلم و ضعه بين كتفيه قال فاستضحكوا و جعل بعضهم يميل على بعض و انا قائم انظر لو كانت لی منعة طرحته عن ظهر رسول الله صلى الله عليه وسلم و النبی صلى الله عليه وسلم ساجد ما يرفع راسه . الخ

(الف) شكل الحديث الشريف و ترجمه الى الاردية؟

(ب) كيف استمر النبی صلى الله عليه وسلم فی الصلاة مع وجود النجاسة علٰی ظهره؟ اجب عنه جوابا مفصلًا .

(ج) ما المراد باشقى القوم؟ اكتب اسمه .

السوال الثانی:۔ عن عائشة رضى الله عنها قالت دخلت هند بنت عتبة امراة ابی سفيان على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ابا سفيان رجل شحيح لا يعطينی من النفقة ما يكفينی و يكفی بنی الا ما اخذت من ماله بغيره علمه فهل علی فی ذٰلك من جناب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم خذی من ماله بالمعروف ما يكفيك ويكفی بنيك .

(الف) شكل الحديث الشريف . ترجمه الى الاردية؟

(ب) هل يجوز القضاء على الغائب؟ ان كان جوابك بالنفی فما توجيهك عن هٰذا الحديث؟

(ج) بين اختلاف الفقهاء فی المسئلة المذكورة؟

السوال الثالث :۔ عن جابر بن عبد الله رضی الله عنه قال مرضت فاتانی رسول الله صلی الله علیه وسلم و ابو بکر یعود الی ماشیان فاغمی علی فتوضا رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم صب علی من وضوء ه فافقت قلت یا رسول الله کیف اقضی فی مالی فلم یرد علی شیئا حتی نزلت اية المیراث یستفتونك قل الله یفتیکم فی الکلالة و فی روایة اخری قال فافقت فقلت کیف اصنع فی ما لی یا رسول الله فنزلت یوصیکم الله فی اولاد کم للذکر مثل حظ الانثیین ۔

(الف) ترجم الحدیث الشریف الی اللغة الاردیة؟

(ب) اکتب معنی الکلالة و ایضا بین التوفیق بین هذین الحدیثین المذکورین؟

(ج) هل یجوز التبرك باثار الصالحین ام لا؟ بین موقفك بالدلیل ۔

السوال الرابع:۔ عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا تبایع المتبایعان بالبیع فکل واحد منهما بالخیار من بیعه ما لم یتفرقا اویکون بیعهما عن خیار فاذا کان بیعهما عن خیار فقد وجب زاد ابن ابیٰ عمر فی روایته قال نافع فکان اذا بایع رجلا فار اد ان لا یقیله قام فمشی هنیئة ثم رجع الیه ۔

(الف) ترجم الحدیث الشریف الی اللغة الاردیة؟

(ب) هل یثبت البیع بالایجاب و القبول او یبقی بعد ذالك خیار المجلس؟ اکتب اختلاف الفقهاء مع دلائلهم فی هذه المسئلة؟

(ج) این ولد حکیم بن حزام و ما عمره؟ اکتب باللغة العربیة ۔

☆ ☆ ☆

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء 2024ء

الورقة الثانیة: لصحیح مسلم

السوال الاوّل:۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ عِنْدَ الْبَیْتِ فَاَبُوْجَهْلٍ وَاَصْحَابٌ لَهُ جُلُوْسٌ وَقَدْ نُحِرَتْ جَزُوْرٌ بِالْاَمْسِ فَقَالَ اَبُوْ جَهْلٍ اَیُّکُمْ یَقُوْمُ اِلٰی سَلَا جَزُوْرِ بَنِیْ فُلَانٍ فَیَاْخُذُهُ فَیَضَعُهُ فِیْ کَتِفَیْ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ فَانْبَعَثَ اَشْقَی الْقَوْمِ فَاَخَذَهُ فَلَمَّا سَجَدَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ قَالَ فَاسْتَضْحَكُوا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَمِيلُ عَلَى بَعْضٍ وَ أَنَا قَائِمٌ أَنْظُرُ لَوْ كَانَتْ لِي مَنَعَةٌ طَرَحْتُهُ عَنْ ظَهْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ. الخ

(الف) شکل الحدیث الشریف، و ترجمه الی الاردية؟

(ب) کیف استمر النبی صلی الله علیه وسلم فی الصلاة مع وجود النجاسه علی ظهره؟ اجب عنه جوابا مفصلاً؟

(ج) ما المراد باشقی القوم؟ اکتب اسمه؟

جوابات: (الف) شکل الحدیث: سوالیہ حصہ میں اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے پاس نماز ادا کر رہے تھے ابو جہل اور اس کے ساتھی بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک دن پہلے ایک اونٹنی ذبح ہوئی تھی ابو جہل نے کہا: تم میں سے کون اٹھے گا بنی فلاں کے محلے سے اونٹنی کی اوجھڑی لانے کے لیے؟ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں جائیں تو ان کے کندھے پر رکھ دے گا؟ قوم کا سب سے بدبخت شخص اٹھا اور اسے لے کر آیا۔ پس جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گئے تو اسے آپ کے کندھوں کے درمیان رکھ دیا۔ پھر وہ آپس میں خوب ہنسنے لگے اور ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ میں کھڑا دیکھ رہا تھا۔ کاش! مجھے کچھ بھی تحفظ حاصل ہوتا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت سے اٹھا کر پھینک دیتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں تھے اپنا سر مبارک نہیں اٹھا رہے تھے...... الخ

(ب) پشت پر گندگی کے باوجود آپ کا نماز جاری رکھنا: اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کی حالت میں تھے اور آپ کو معلوم نہ تھا کہ آپ کی پشت پر کیا ڈالا گیا ہے۔ اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز کو جاری رکھا۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے نزدیک اگر دوران نماز ایسی چیز جسم یا کپڑے کو لگ جائے تو نماز مکمل کی جائے گی لیکن اگر نماز سے پہلے ہو تو اسے دور کرنا واجب ہوگا۔

(ج) "اشقی القوم کا معنی": اشقی القوم سے مراد قوم کا سب سے برا / بدبخت شخص ہے۔ اس کا نام "عقبہ بن ابی معیط" تھا اور امام ابو اسحٰق کے نزدیک اس کا نام "ولید بن عتبہ" تھا۔

السوال الثانی:-

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ اِمْرَأَةُ أَبِي سُفْيَانَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ

اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ لَا يُعْطِينِي مِنَ النَّفَقَةِ مَا يَكْفِينِي وَ يَكْفِي بَنِيَّ إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْ مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمِهِ فَهَلْ عَلَيَّ فِي ذٰلِكَ مِنْ جُنَاحٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذِي مِنْ مَالِهِ بِالْمَعْرُوفِ مَا يَكْفِيكِ وَ يَكْفِي بَنِيكِ.

(الف) شكل الحديث الشريف و ترجمه الى الاردية؟

(ب) هل يجوز القضاء على الغائب؟ ان كان جوابك بالنفى فما توجيهك عن هذا الحديث؟

(ج) بين اختلاف الفقهاء فى المسئلة المذكورة؟

جوابات: (الف) شکل الحدیث: سوالیہ حصہ میں اعراب لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا، حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہند بنت عتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! ابوسفیان ایک کنجوس آدمی ہے وہ مجھے اتنا خرچ/نفقہ نہیں دیتا جو مجھے اور میرے بچوں کے لیے کفایت کرے سوائے اس کے جو مال میں اس کے علم میں لائے بغیر لے لوں، کیا مجھ پر کوئی گناہ ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھے طریقے سے ان کے مال میں سے اتنا لے لیا کرو جتنا تمہیں اور تمہارے بچوں کو کافی ہو۔

(ب) قضاء علی الغائب کا جواز: اس حدیث مبارک میں قضاء علی الغائب پر استدلال کیا ہے یعنی وہ شخص جو شہر میں موجود نہ ہو اس کے خلاف فیصلہ کرنا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ ابوسفیان شہر مکہ سے غائب نہیں تھے بلکہ حاکم مجلس سے غیر حاضر تھے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی نے ان کی غیر موجودگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا۔ اس حدیث مبارک میں قضاء علی الغائب سے مراد شہر سے غائب نہیں بلکہ مجلس حاکم سے غیر حاضر ہونا ہے، تو جو شخص مجلس حاکم سے غائب ہو اس کے متعلق فیصلہ کرنا جائز ہے یعنی عورت شوہر کا مال اس کی غیر موجودگی میں لے سکتی ہے اگرچہ وہ مجلس حاکم سے غائب ہو۔

(ج) مذکورہ مسئلہ میں اختلاف آئمہ: مذکورہ مسئلہ میں اختلاف آئمہ درج ذیل ہے:

امام ابوحنیفہ کا موقف: آپ کے نزدیک عورت اس وقت تک شوہر کے مال سے خرچ نہیں کر سکتی جب تک حاکم وقت یا سربراہ ملک اس کے لیے اس خرچ کو طے نہ کردے۔ اگر عورت شوہر کے نام پر غیر موجودگی میں قرض لے تو عورت کے لیے کچھ مقرر نہیں کیا جائے گا۔ امام اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام ابو ثوری کی بھی یہی رائے ہے۔

آئمہ ثلاثہ کا موقف: آئمہ ثلاثہ کے نزدیک شوہر کی غیر موجودگی میں بھی عورت کا خرچ شوہر پر ثابت ہے اور اس کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے ساقط نہ ہوگا۔

السوال الثالث:-

عن جابر بن عبد الله رضى الله عنه قال مرضت فاتاني رسول الله صلى الله عليه وسلم و ابو بكر يعود انى ماشيان فاغمى على فتوضا رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم صب على من وضوء ه فافقت قلت يا رسول الله كيف اقضى فى مالى فلم يرد على شيئا حتى نزلت اية الميراث يستفتونك قل الله يفتيكم فى الكلالة و فى رواية اخرى قال فافقت فقلت كيف اصنع فى ما لى يا رسول الله فنزلت يوصيكم الله فى اولادكم للذكر مثل حظ الانثيين .

(الف) ترجم الحديث الشريف الى اللغة الاردية؟

(ب) اكتب معنى الكلالة و ايضا بين التوفيق بين هذين الحديثين المذكورين؟

(ج) هل يجوز التبرك باثار الصالحين ام لا؟ بين موقفك بالدليل؟

جوابات: (الف) ترجمۃ الحدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں بیمار ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میری بیمار پرسی کے لیے آئے۔ مجھ پر غشی طاری ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا۔ پھر وضو کا پانی مجھ پر ڈالا تو مجھے افاقہ ہوا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے مال کے بارے میں کیسے فیصلہ کروں؟ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہ دیا حتیٰ کہ آیت میراث "يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ"۔

دوسری روایت میں ہے: فرماتے ہیں کہ مجھے افاقہ ہوا میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنے مال کا کیا کروں؟ تو (یہ آیت) نازل ہوئی: "يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ"۔

(ب) کلالہ کا معنی: وہ میت جس کے وارثوں میں نہ اولاد ہو نہ والدین اس کا اطلاق اس قرابت پر بھی کیا جاتا ہے جو والد اور ولد کے علاوہ بہت سے ہوں۔

مذکورہ حدیثوں میں توفیق: ان احادیث مبارکہ میں بظاہر تو تعارض ہے لیکن کلالہ کی وراثت کے احکام میں یہ بات شامل ہے کہ اگر میت کے ورثاء میں باپ اور اولاد نہ ہو اور اس کے بھائی بہن موجود ہوں تو بھائی کو بہن سے دوگنا ملے گا یعنی دو بہنوں کے برابر بھائی کا حصہ ہوگا۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت جابر کی اپنی اولاد یا والدین میں کوئی موجود نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے کلالہ کی وراثت سے متعلق پوچھا تھا۔ مگر چونکہ آپ کے بہن بھائی موجود تھے تو پہلی آیت کلالہ سے متعلق اور دوسری حصہ داروں / ورثاء کے حصول

کے متعلق نازل ہوئی۔

(ج) آثار صالحین سے تبرک کا جواز: آثار صالحین کے تبرک کا حاصل کرنا جائز بلکہ مستحب ہے اس پر علماء اسلام کا اتفاق ہے۔

دلیل: حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس طیالسی جبہ مبارکہ تھا آپ نے اسے نکال کر فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پہنا کرتے تھے اور ہم اسے بیماروں کے لیے دھوتی ہیں اس کی برکت سے شفاء حاصل کی جاتی ہے۔

السوال الرابع:۔

عن عبد الله بن عمر رضى الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا تبايع المتبايعان بالبيع فكل واحد منهما بالخيار من بيعه ما لم يتفرقا اويكون بيعهما عن خيار فاذا كان بيعهما عن خيار فقد وجب زاد ابن ابى عمر فى روايته قال نافع فكان اذا بايع رجلا فار اد ان لا يقيله قام فمشى هنيئة ثم رجع اليه .

(الف) ترجم الحديث الشريف الى اللغة الاردية؟

(ب) هل يثبت البيع بالايجاب و القبول او يبقى بعد ذالك خيار المجلس؟ اكتب اختلاف الفقهاء مع دلائلهم فى هذه المسئلة؟

(ج) اين ولد حكيم بن حزام و ما عمره؟ اكتب باللغة العربية؟

جوابات: (الف) ترجمۃ الحدیث: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب دو بیع کرنے والے باہم خرید و فروخت کریں تو ان میں سے ہر ایک کو اپنی بیع کا اختیار ہے جب تک وہ باہم جدا نہ ہوں۔ یا اس کی بیع اختیار سے ہوئی ہو تو یہ لازم ہو گئی۔ حضرت ابن ابی عمر نے اپنی روایت میں اضافہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ نافع نے کہا: جب وہ کسی آدمی سے بیع کرتے اور چاہتے کہ وہ آدمی ان سے بیع کی واپسی کا مطالبہ نہ کرے۔ کھڑے ہو جاتے' تھوڑا سا چلتے اور پھر اس کے پاس واپس آ جاتے۔

(ب) بیع کا ایجاب وقبول سے ثابت ہونا یا خیار مجلس کے بعد باقی رہنا: بیع ایجاب وقبول سے ثابت ہو جاتی ہے یعنی ایک فریق نے کہا میں نے یہ چیز بیچی اور دوسرے نے کہا کہ میں نے خرید لی تو اس سے بیع مکمل ہو جائے گی۔ خریدار کے لیے مبیع میں تصرف جائز ہو جائے گا اور خیار مجلس میں اس بیع کو رد کرنے کا اختیار باقی رہتا ہے اگر وہ جدا نہ ہوئے ہوں۔

اس مسئلہ میں اختلاف فقہاء کا بیان: مذکورہ مسئلہ میں فقہاء کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔

امام مالک و امام ابو حنیفہ امام ثوری وغیرہ کا مذہب: ان کے نزدیک تفرق سے مراد تفرق بالاقوال ہے۔ پس جب بائع نے کہا کہ میں نے اس چیز کو اتنے میں بیچا اور مشتری نے کہا: میں نے اس قیمت پر خرید لی یا میں نے اسے قبول کر لیا، تو دونوں کی اقوال متفرق ہو گئے۔ اب ان میں سے کسی کو بیع فسخ کرنے کا اختیار نہ رہا۔

امام ابو یوسف کا مذہب: امام ابو یوسف اور دیگر فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ جس تفرق سے اختیار منقطع ہو جاتا ہے وہ ابدان و اجسام کا تفرق ہے یعنی بائع نے کہا کہ میں نے یہ چیز اتنے میں بیچ دی تو مشتری اس وقت قبول کر سکتا ہے جب تک بائع یا مشتری مجلس سے جدا نہ ہو جائے۔

امام شافعی اور امام احمد کا مذہب: امام شافعی اور امام احمد بھی امام ابو یوسف کے قول پر ہیں۔

امام اعظم کی دلیل: ہماری دلیل یہ ہے کہ عقد ایجاب و قبول سے مکمل ہو جاتا ہے اور وہ سودا خریدار کی ملکیت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اب دونوں یعنی بائع و مشتری میں سے کسی ایک کے لیے خیار مجلس دوسرے کے حق کو باطل کرنے کو مستلزم ہے، جو اس حدیث مبارکہ کے منافی ہے:

لا ضرر ولا ضرار في الاسلام

قرآن کی سورۃ النساء کی آیت نمبر ۲۹ کے بھی منافی ہے۔

امام شافعی و احمد کی دلیل: امام شافعی و امام احمد نے اس حدیث مبارکہ سے استدلال کیا ہے۔

و ان تفرقا بعد ان تبا یعا ولم یترك احدهما البیع فقد وجب البیع۔

(ج) ولد حکیم بن حزام: **قال مسلم ولد حکیم بن حزام رضی الله عنه في جوف الكعبة و في رواية الاخرى ولد في الكعبة۔**

عمر حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ: **عاش ابن حزام رضي الله عنه مائة و عشرين سنة**

☆ ☆ ☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

سالانہ امتحان الشهادة العالمیہ (ایم۔اے عربی واسلامیات-سال دوم) برائے طلباء

المواقق سنة 1444ھ 2024ء

الوقت المحدد: ثلاث ساعات — الورقة الثالثة: لجامع الترمذی — مجموع الارقام: ۱۰۰

الملاحظة: اجب عن ثلثة اسئلة فقط .

السوال الاول :۔ عن ابی سهل عن مسة الازدیة عن ام سلمة رضی الله عنها قالت كانت النفساء تجلس علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم اربعین یوما فكنا نطلی وجوهنا بالورس من الكلف .

(الف) شكل الحدیث و ترجمه الی الاردیة مع ذكر اسم ابی سهل؟

(ب) اذكر اختلاف الفقهاء فی المسئلة المذكوره فی الحدیث؟

السوال الثانی :۔ عن ابن عباس رضی الله عنهما قال جمع رسول الله صلی الله علیه وسلم بین الظهر و العصر و بین المغرب و العشاء بالمدینة من غیر خوف و لا مطر قال فقیل لا بن عباس رضی الله عنهما ما اراد بذلك قال اراد ان لا تحرج امته .

(الف) ترجم الحدیث الی الاردیة و ایضاً هل یجوز جمع الصلوتین بغیر خوف ولا مطر ام لا؟ عند الحنفیة .

(ب) اذكر المذاهب فی هذه المسئلة مع ذكر الجواب عن الحدیث عند الحنفیة؟

السوال الثالث :۔ عن ابن عباس رضی الله عنهما قال رد النبی صلی الله علیه وسلم ابنته زینب علی ابی العاص ابن الربیع بعدست سنین بالنكاح الاول و لم یحدث نكاحا هٰكذا حدیث لیس باسناده باس .

(الف) ترجم الحدیث الی الاردیة بعد تشكیله؟

(ب) فصل اختلاف الفقهاء فی المسئلة المذكورة و رجح مذهب الحنفیة بالدلائل؟

السوال الرابع :۔ عن ابی ثعلبة الخشنی قال قلت یا رسول الله صلی الله علیه وسلم انا اهل صید فقال اذا ارسلت كلبك و ذكرت اسم الله علیه فامسك علیك فكل قلت و

ان قتل قال و ان قتل.

(الف) کیف یعلم ان الکلب معلم؟ و ایضاً هل هٰذا الحکم مخصوص بالکلب ام شامل الجمیع الحیوانات المعلمة؟

(ب) اذکر مزایا الجامع للامام الترمذی رحمہ اللہ باللغة العربیة؟

☆ ☆ ☆

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء 2024ء

الورقة الثالثة: لجامع الترمذی

السوال الاوّل:-

عَنْ اَبِیْ سَهْلٍ عَنْ مُسَّةَ الْاَزْدِیَّةِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ، کَانَتِ النُّفَسَاءُ تَجْلِسُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا فَکُنَّا نَطْلِیْ وُجُوْهَنَا بِالْوَرْسِ مِنَ الْکَلَفِ.

(الف) شکل الحدیث و ترجمه الی الاردیة مع ذکر اسم ابی سهل؟

(ب) اذکر اختلاف الفقهاء فی المسئلة المذکورہ فی الحدیث؟

جوابات: (الف) شکل الحدیث: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نفاس والی عورتیں چالیس دن تک بیٹھی رہتی تھیں اور ہم اپنے چہروں پر ورس ملا کرتی تھیں جھائیوں کی وجہ سے۔

اسم ابی سھل: اسم ابی سہل: کثیر بن زیاد۔

(ب) مذکورہ مسئلہ میں اختلاف فقہاء: مذکورہ حدیث مبارکہ میں نفاس کی اقل و اکثر مدت کے بارے میں بتایا گیا کہ نفاس کی اقل مدت کی کوئی حد نہیں ہے نفاس والی عورت کو چاہیے کہ بچے کی ولادت کے بعد جب بھی خون آنا بند ہو جائے تو وہ طہارت حاصل کر کے نماز و روزہ کی ادائیگی کرنے لگ جائے لیکن اس کی اکثر مدت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام اعظم کا مؤقف: امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نفاس کی اکثر مدت چالیس دن شمار ہوگی اور اس کے بعد جو خون آئے وہ استحاضہ شمار ہوگا۔

شوافع کا مؤقف: بعض شوافع کے نزدیک نفاس کی اکثر مدت چالیس دن اور بعض کے نزدیک

ساٹھ دن ہے۔

حسن بصری کا مؤقف: امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نفاس کی اکثر مدت پچاس دن ہے۔

عطا ابن ابی رباح و شعبی کا مؤقف: ان دونوں کے نزدیک اکثر مدت نفاس ساٹھ دن ہے۔

السوال الثانی:-

عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال جمع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بین الظهر و العصر و بین المغرب و العشاء بالمدینة من غیر خوف و لا مطر قال فقیل لا بن عباس رضی اللہ عنهما ما اراد بذلك قال اراد ان لا تحرج امته.

(الف) ترجم الحدیث الی الاردیة و ایضاً هل یجوز جمع الصلوتین بغیر خوف و لا مطر ام لا عند الحنفیة؟

(ب) اذکر المذاهب فی هذه المسئلة مع ذکر الجواب عن الحدیث عند الحنفیة؟

جوابات: (الف) ترجمۃ الحدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر کو مغرب اور عشاء کو بغیر کسی خوف اور بارش کے مدینہ طیبہ میں جمع کیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا: اس کا مقصد کیا تھا؟ انہوں نے جواب میں فرمایا: اس کا مقصد امت کے لیے آسانی پیدا کرنا تھا۔

جمع الصلوتین بغیر خوف ولا مطر کا جواز وعدم جواز: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ عرفات مزدلفہ کے علاوہ کسی بھی صورت میں دو نمازوں کو ایک وقت میں پڑھنا جائز نہیں ہے' خواہ سفر' مرض' بارش' آندھی' اندھیرا اور خوف ہی کیوں ہو۔ تو پھر مذکورہ صورت میں کسی طور بھی جائز نہیں۔

(ب) جمع صلوٰتین کے مسئلہ میں مذاہب آئمہ: جمع کی دو اقسام ہیں:

۱۔ جمع حقیقی: ایک نماز کے وقت میں دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا۔

۲۔ جمع صوری: دو نمازوں کو صرف صورتاً جمع کرنا' وہ اس طرح کہ پہلی نماز کو اس کے آخری وقت میں اور دوسری نماز کو اس کے ابتدائی وقت میں ادا کرنا۔ یعنی دونوں نمازوں کو اپنے اپنے وقت میں ادا کرنا۔

سوال یہ ہے کہ دو نمازوں کو ایک نماز کے وقت میں ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ جمع صوری تو جائز ہے لیکن جمع حقیقی صرف عرفات اور مزدلفہ کے علاوہ درست نہیں ہے۔

(i) آپ نے قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کیا ہے: ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتباً موقوتاً ○ یعنی نماز مومنوں پر اپنے مقررہ اوقات میں فرض ہے۔

(ii) جامع ترمذی میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی نماز کے اوقات معلوم کرنے کے لیے حاضر ہوا۔ آپ نے اسے دو دن اپنے پاس مدینہ میں رکھا اور عملاً اسے اوقات صلوٰۃ کی تعلیم دی۔

۲۔ حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں مطلقاً دو نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے۔ انہوں نے زیر بحث حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنے کی صراحت ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی روایت و دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہ روایت جمع حقیقی پر نہیں بلکہ جمع صوری پر محمول ہے۔

السوال الثالث:-

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ رَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَتَهُ زَيْنَبَ عَلَى أَبِي الْعَاصِ ابْنِ الرَّبِيعِ بَعْدَ سِتِّ سِنِينَ بِالنِّكَاحِ الْأَوَّلِ وَلَمْ يُحْدِثْ نِكَاحًا هٰذَا حَدِيثٌ لَيْسَ بِإِسْنَادِهِ بَأْسٌ .

(الف) ترجم الحديث الى الاردية بعد تشكيله؟

(ب) فصل اختلاف الفقهاء في المسئلة المذكورة و رجح مذهب الحنفية بالدلائل؟

جوابات: (الف) تشکیل حدیث: حدیث مبارکہ کی تشکیل سوالیہ عبارت میں کردی گئی ہے۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت ابن عباس سے مروی ہے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹا دیا اپنی بیٹی حضرت زینب ابوالعاص ابن ربیع کی طرف پہلے نکاح پر چھ سال بعد اور پھر سے نکاح نہیں کیا۔ کوئی اشکال نہیں پائی جاتی اس حدیث کی سند میں۔

(ب) اگر عورت مسلمان ہو جائے اور اس کا شوہر غیر مسلم ہو؟: حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر صلح حدیبیہ سے پہلے ہی اسلام قبول کر چکے تھے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر تجدید نکاح

آپ کو آپ کے شوہر کی طرف واپس لوٹا دیا تھا' کیونکہ اس وقت تک بذریعہ وحی اللہ کی طرف سے کوئی خاص حکم نہ آیا تھا۔ پھر صلح حدیبیہ کے بعد بہت سی عورتیں ہجرت کر کے مدینہ آنے لگیں تو پھر یہ آیت نازل ہوئی "لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ الخ" (ممتحنہ: ١٠)

<u>اس مسئلے میں اختلاف فقہاء:</u>

☆ امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ اگر بیوی مسلمان ہو جائے اور شوہر غیر مسلم ہو تو قاضی اس کے سامنے اسلام پیش کرے گا۔ اگر وہ اسلام قبول کر لے تو وہ عورت اس کے نکاح میں رہے گی اور اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کر دے' تو قاضی ان میں علیحدگی کروا دے گا اور یہ طلاق شمار ہو گی

☆ امام ابو یوسف کا مذہب یہ ہے کہ اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں ہونے والی علیحدگی طلاق شمار نہ ہو گی۔

☆ امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں نکاح ختم ہو جائے گا اور عورت تین حیض کی مدت تک علیحدگی کو مؤخر کیا جائے گا' اگر اس دوران مرد اسلام قبول کر لے تو عورت دوبارہ اس کے نکاح میں آ جائے گی۔

<u>مذہب احناف کو ترجیح:</u> احناف کی طرف سے دلیل یہ ہے کہ ایسی صورت میں نکاح کے جو مقاصد ہیں وہ زائل ہو گئے ہیں۔

اس لیے کسی ایسی وجہ کی ضرورت ہے' جس کی بنیاد پر علیحدگی کی جائے۔ اسلام چونکہ فرمانبرداری کا نام ہے' جو علیحدگی کے لیے سبب بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اس لیے اس کے سامنے اسلام پیش کیا جائے گا تاکہ اسلام قبول کرنے کے نتیجے میں مقاصد حاصل کیے جا سکیں' یا انکار کی صورت میں علیحدگی کو ثابت کیا جا سکے' کیونکہ شوہر انکار کرنے کے نتیجے میں مناسب طریقے سے عورت کو روکنے سے رک گیا ہے۔ جبکہ وہ اس بات کی قدرت رکھتا تھا کہ اسلام قبول کر کے ایسا کر لیتا یعنی عورت کو روک لیتا۔

السوال الرابع:-

عن ابی ثعلبة الخشنی قال قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اهل صید فقال اذا ارسلتَ کلبك و ذکرت اسم اللہ علیه فامسك علیك فکل قلت و ان قتل قال و ان قتل ۔

(الف) کیف یعلم ان الکلب معلم؟ و ایضاً هل هذا الحکم مخصوص بالکلب ام شامل لجمیع الحیوانات المعلمة؟

(ب) اذکر مزایا الجامع للامام الترمذی رحمہ اللہ باللغة العربیة؟

جوابات: <u>(الف) کلب معلم کو کیسے سکھایا جائے گا؟</u>: کلب معلم کو سکھانے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے اتنا مارا جائے کہ اپنا شکار کیا ہوا جانور کھائے بغیر چھوڑ دے اپنے مالک کے لیے اور کم از کم اس سے تین بار یہ فعل صادر ہو جائے تو پھر وہ کلب معلم (سدھایا ہوا) کہلائے گا۔

حکم حرف کلب کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عام علماء کے نزدیک سکھائے گئے چیر پھاڑ کرنے والے ہر درندے اور پرندے کا ہے جو بھی سیکھنے کے قابل ہو جیسے چیتا، نمر، کلب، باز اور شکرا وغیرہ۔

(ب) مزایا لجامع للترمذی:

و ههنا مزایا عدیة التی یمیز الجامع للترمذی من غیره الاول الامام الترمذی قد بین مذاهب اکثر الفقهاء و المسائل الفقهیة و الثانی و بعد روایة الحدیث وضح اوصاف الحدیث من الحسن و الصحیح و الغریب وغیرها و الثالث ثم اشار الی اسانید متعددة بقوله عن فلان و فلان و الرابع وفی آخره کتاب العلل و الخامس و بعده رسالة فی الاحادیث التی تشتمل علی شمائل النبی صلی اللہ علیه وسلم المسماة بشمائل الترمذی و لهذا المزایا لابد من مطالعة هذا الجامع لکل معلم و متعلم و طالب الحدیث .



الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظيم المدارس (اهل السنة) باكستان

سالانہ امتحان الشهادة العالمیہ (ایم۔اے عربی واسلامیات-سال دوم) برائے طلباء

الموافق سنة 1444ھ 2024ء

الوقت المحدد ثلاث ساعات | الورقة الرابعة: سنن ابی داؤد' آثار السنن | مجموع الارقام ۱۰۰

الملاحظة: اجب عن السؤالين من كل قسم.

القسم الاول ...... سنن ابی داؤد

السؤال الاول:۔ عن ثعلبة بن زهدم قال كنا مع سعيد بن العاص بطبرستان فقام فقال ايكم صلى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوة الخوف فقال حذيفة انا فصلى بهؤلاء ركعة و هؤلاء ركعة ولم يقضوا بهم.

(الف) بين كيفية صلوة الخوف و ايضاً بين فى هذه المسئلة مذهب الحنفية و الشوافع رحمهم الله مع الادلل؟

(ب) استدل قوم من هٰذا الحديث ان صلوة الخوف ركعة فما جوابك من هٰذا الاستدلال؟

السؤال الثانی:۔ عن نافع عن عبد الله ان امراة و جدت فى بعض مغازى رسول الله صلى الله عليه وسلم مقتولة فانكر رسول الله صلى الله عليه وسلم قتل النساء و الصبيان.

(الف) بين معنى الجهاد لغة و شرعا مع بيان الاقسام و الاحكام؟

(ب) هل يجوز شركة المسلمين فى الاتحاد العالمى المشتمل على اليهود و النصارى و غيرهما المخالف لمملكة فلسطين؟ عليك ان تكتب موقفك مفصلة فى ضوء القرآن و السنة؟

السؤال الثالث :۔(الف) اكتب باللغة العربية ترجمة الامام ابی داؤد رحمه الله مع ذكر تاريخ ميلاده و وفاته و مذهبه و فضائله و لا تكون اقل من عشرة اسطر؟

(ب) سنن ابی داؤد من ای قسم من اقسام كتب الاحاديث و كم عدد الاحاديث المستخرجة فيه و ما هى النسخ الاربعة المروية عن تلامذه؟

القسم الثانی ...... آثار السنن

السوال الرابع :۔ عن علی رضی اللہ عنہ قال لو کان الدین بالرای لکان اسفل الخف اولی بالمسح من اعلاہ و قدرایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمسح علی ظاہر خفیہ .

(الف) شکل الحدیث و ترجمہ الی الاردیۃ؟

(ب) بین کیفیۃ المسح علی الخفین و ایضاً بین مدتہ للمقیم و المسافر مع اختلاف الائمۃ؟

(ج) ہل یعید الوضوء ام یمسح فقط بعد مضی المدۃ؟

السوال الخامس: عن جبیر بن نفیر قال صلی بنا معاویۃ رضی اللہ عنہ الصبح بغلس فقال ابو الدرداء رضی اللہ عنہ اسفروا بہذہ الصلوٰۃ فانہ افقہ لکم انما تریدون ان تخلوا بحوائجکم .

(الف) شکل الحدیث و ترجمہ الی الاردیۃ؟

(ب) اشرح الحدیث الشریف و ایضاً بین الوقت المستحب للفجر عند الائمۃ مع دلائلہم؟

السوال السادس: عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ فی الصلوٰۃ حذو منکبیہ حین یفتتح الصلوٰۃ و حین یرکع و حین یسجد .

(الف) رفع الیدین سوی التکبیرۃ الاولی سنۃ ام لا؟

(ب) اذکر اختلاف آئمۃ الحنفیۃ و الشافعیۃ و غیر المقلدین عن الرفع و عدمہ بالدلائل و رجح بالدلائل موقفک؟



درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء 2024ء

الورقۃ الرابعۃ: سنن ابی داؤد ' آثار السنن

القسم الاول ...... سنن ابی داؤد

السوال الاول:۔

عن ثعلبۃ بن زہدم قال کنا مع سعید بن العاص بطبرستان فقام فقال ایکم

صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ الخوف فقال حذیفۃ انا فصلی بھؤلاء رکعۃ و ھؤلاء رکعۃ ولم یقضوا بھم۔

(الف) بین کیفیۃ صلوۃ الخوف و ایضا بین فی ھذہ المسئلۃ مذھب الحنفیۃ و الشوافع رحمھم اللہ مع الادلۃ؟

(ب) استدل قوم من ھذا الحدیث ان صلوۃ الخوف رکعۃ فما جوابک من ھذا الاستدلال؟

جوابات: (الف) کیفیۃ صلوۃ الخوف: صلوٰۃ الخوف پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ امام لوگوں کی دو صفیں بنائے اور پہلی صف کو ایک رکعت پڑھائے اور دوسری کو دشمن کے مقابلہ میں بھیج دے۔ پھر پہلی صف کو ایک رکعت پڑھنے کے بعد دوسری صف کی جگہ چلی جائے اور دوسری صف کے لوگ امام کے پیچھے ایک رکعت پڑھیں۔ پھر امام سلام پھیر دے اور دوسری صف کے لوگ اپنی دوسری رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیں۔ دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں پھر پہلی صف کے لوگ آئیں اور اپنی دوسری رکعت پڑھیں۔ اس طرح ہر صف کے لوگوں کی امام کے ساتھ ایک ایک رکعت ہوگی اور دوسری رکعت وہ خود پڑھیں گے۔

نماز خوف کے طریقہ کار میں مذاہب آئمہ:

شوافع کا مذہب: صحاح ستہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک روایت ہے، حضرت امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے نماز خوف کے باب میں سب سے پہلے ذکر کی ہے، اس میں نماز خوف پڑھنے کا یہی طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ نیز حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں بھی یہی طریقہ بیان کیا گیا ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا عمل بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت پر ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل کیا ہے: "کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو نماز خوف پڑھائی آپ نے اپنے پیچھے صفیں بنائیں، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب صف تھی اس کو ایک رکعت نماز پڑھائی، پھر آپ کھڑے رہے حتیٰ کہ پچھلی صف نے ایک رکعت نماز پڑھ لی، پھر وہ آگے آ گئے اور اگلی صف جو پہلے آگے تھی، پیچھے چلی گئی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صف کو ایک رکعت نماز پڑھائی، پھر آپ بیٹھ گئے حتیٰ کہ پیچھے والوں نے ایک رکعت پڑھ لی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا"۔

احناف کا مذہب: احناف کے نزدیک صلوٰۃ الخوف پڑھنے کا طریقہ یہ ہے:

علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب میدان جنگ میں خوف بڑھ جائے تو امیر لشکر مسلمانوں کی دو گروہ بنائے ایک گروہ دشمن کے سامنے رہے اور دوسرا اس کے پیچھے ایک رکعت نماز

پڑھے۔ایک رکعت پڑھنے کے بعد یہ گروہ دشمن کے سامنے چلا جائے اور پہلا گروہ آ کر اس کے پیچھے ایک رکعت پڑھے۔ امام تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے اور یہ گروہ سلام نہ پھیرے اور دشمن کے سامنے چلا جائے۔ پھر ہر گروہ آ کر الگ الگ بغیر قرأت کے ایک رکعت پڑھے' کیونکہ وہ مسبوق ہیں اور تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے۔ اس کی دلیل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکور الصدر طریقے سے نماز خوف پڑھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سنن میں اور امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح معانی الآ ثار میں روایت کیا ہے۔اس طرح حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

(ب) صلوٰۃ الخوف کا ایک رکعت ہونا: ایک قوم اس بات پر متفق ہے کہ صلوٰۃ الخوف ہے ایک رکعت ہے اور وہ مذکورہ حدیث سے استدلال کرتی ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ ایک رکعت نماز پڑھنا جائز نہیں۔ مذکورہ حدیث میں ایک رکعت سے مراد ہر گروہ کی اپنے امام کے پیچھے پڑھی جانے والی رکعت ہے اور دوسری رکعت ہر گروہ اپنی الگ الگ ادا کرے گا اور یوں ان کی دو رکعت نماز مکمل ہو جائے گی۔امام کی بھی دو رکعت (یعنی ہر گروہ کے ساتھ ایک ایک رکعت) مکمل ہو جائیں گی۔ مذکورہ بالا حدیث میں ایک رکعت نماز کا یہی مطلب ہے۔

السوال الثاني:۔

عن نافع عن عبد الله ان امراة وجدت في بعض مغازي رسول الله صلى الله عليه وسلم مقتولة فانكر رسول الله صلى الله عليه وسلم قتل النساء والصبيان .

(الف) بين معنى الجهاد لغة و شرعا مع بيان الاقسام و الاحكام؟

(ب) هل يجوز شركة المسلمين في الاتحاد العالمي المشتمل على اليهود والنصارى و غيرهما المخالف لمملكة فلسطين؟ عليك ان تكتب مؤلفك مفصلة في ضوء القرآن و السنة؟

جوابات:(الف) جہاد:

لغوی معنی: جہاد کا لغوی معنی ہے "محنت ومشقت کرنا"۔

شرعی معنی: اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے مشقت کر کے کفاروں کو قتل کرنا جہاد کہلاتا ہے۔

اقسام: جہاد کی اقسام درج ذیل ہیں:

جہاد بالمال: اپنے مال کو اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے خرچ کرنے سے دریغ نہ کرنا' جہاد بالمال کہلاتا ہے۔

جہاد بالقلم: اپنے قلم کے ذریعے لوگوں تک قرآن وسنت کے احکامات پہنچانا' تاکہ وہ اس سے ... ذکر یں اور دنیا سے کفر وجہالت کا خاتمہ ہوجائے' اسے جہاد بالقلم کہتے ہیں۔ جیسا کہ کتب لکھنا' ... اور مقالے وغیرہ۔

جہاد بالنفس: اپنے نفس کو برائی اور شیطان کی اتباع کرنے سے روکنا اور نیکی کی طرف راغب کرنا' نیز اپنی نفسانی خواہشات پر قابو پانا جہاد بالنفس کہلاتا ہے۔ اسے جہاد اکبر کہتے ہیں۔

جہاد بالقتال: جہاد بالقتال کی دو قسمیں ہیں:

ا۔ اقدامی جہاد: کافروں کے خلاف اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے مسلمانوں کا خود اقدام جہاد کرنا۔ اس طرح کہ اگر یہ اقدام ان کافروں پر ہو جن کو دعوت دین پہلے ہی دی جا چکی ہو' تو ان کو حملہ کرنے سے پہلے ایک بار پھر دعوت دین دینا مستحب ہے۔ اگر ان تک دعوتِ دین نہ پہنچی ہو' تو پہلے انہیں دین کی دعوت دی جائے گی' اگر قبول نہ کریں تو جزیہ کا مطالبہ کیا جائے گا اور اگر یہ بھی نہ مانیں' تو پھر ان کے خلاف قتال کیا جائے گا۔

۲۔ دفاعی جہاد: اپنے مال' جان اور وطن کی حفاظت کے لیے ان پر حملہ آور کافروں سے لڑنا دفاعی جہاد کہلاتا ہے۔

احکام: حضرات تابعین کے نزدیک ہر حال میں جہاد کرنا فرض عین ہے اور تمام علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب تک کافر اپنے ملکوں میں ہوں تو ان کے ملکوں پر چڑھائی کرنا فرض کفایہ ہے۔

(ب) مسلمانوں کا فلسطین کے خلاف اقدامات کرنے والوں سے اتحاد کرنا کیسا ہے؟ مسلمانوں کا فلسطین کے خلاف اقوام متحدہ (جو یہود ونصاریٰ پر مشتمل ہے) میں شامل ہونا ہرگز جائز نہیں ہے' کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ' وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے۔ بے شک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا۔ (المائدہ:۵۱)

یہ آیت مشہور صحابہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور مشہور منافق عبداللہ بن ابی کے حق میں نازل ہوئی' کیونکہ حضرت عبادہ نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہودیوں میں بڑی تعداد میں دوست ہیں۔ جو بہت شان وشوکت اور قوت والے ہیں۔ اب میں ان کی دوستی سے بیزار ہوں اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا میرے دل میں اور کسی کی محبت کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس پر عبداللہ بن ابی نے

کہا: میں تو ان یہودیوں کی دوستی سے بیزار نہیں ہو سکتا' مجھے آنے والے واقعات کا اندیشہ ہے اور مجھے ان کے ساتھ تعلقات رکھنا ضروری ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ یہودیوں سے دوستی کا دم بھرنا تیرا ہی کام ہے' عبادہ کا نہیں۔

یہود و نصاریٰ کے ساتھ دوستی اور موالات یعنی ان کی مدد کرنا اور ان سے مدد لینا اور ان سے محبت سے پیش آنا ممنوع ہے' کیونکہ کفار کبھی بھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے۔ اگر چہ ان کے آپس میں بے شمار اختلاف ہوں' اس کے باوجود بھی یہ مسلمانوں کے خلاف متحد ہیں۔ ان سے دوستی کرنے اور ان سے اتحاد کرنے کی یہ وعید سنائی گئی ہے کہ جو ان سے دوستی رکھے گا وہ انہی میں سے ہوگا۔

اقوام متحدہ کا کردار اگر مظلوم مسلمانوں کے لیے اسی طرح رہتا ہے' تو تمام اسلامی ممالک کو اسے چھوڑ دینا چاہیے جہاں غیر مسلموں کو مسلمانوں سے آزادی چاہیے وہاں راتوں رات متفقہ قرارداد منظور کرا کے چند دنوں میں اس پر عملدرآمد کرایا جاتا ہے' جہاں مسلمانوں کو غیر مسلموں کے مظالم سے چھٹکارا اور آزادی چاہیے ہوتی ہے' وہاں اقوام متحدہ کا کردار ایسا ہوتا ہے جیسے یہ موجود ہی نہ ہو۔

اس طرز عمل کے باوجود مزید اقوام متحدہ میں شریک رہنا مسلم ممالک کے لیے فائدے کے بجائے مزید نقصان کا سبب بنے گا۔

السوال الثالث:۔

(الف) اكتب باللغة العربية ترجمة الامام ابى داؤد رحمه الله مع ذكر تاريخ ميلاده و وفاته و مذهبه و فضائله و لا تكون اقل من عشرة اسطر؟

(ب) سنن ابى داؤد من اى قسم من اقسام كتب الاحاديث و كم عدد الاحاديث المستخرجة فيه و ما هى النسخ الاربعة المروية عن تلامذه؟

جوابات: (الف) ترجمۃ الامام ابی داؤد:

اسمه سليمان بن الاشعث بن اسحاق بن بشير الازدى . و هو احد كبار آئمه الحديث . اسم تاليف "السنن" الذى يعد من صحاح الستة . و والده الاشعث بن اسحاق حافظا للحديث و كبارًا من رواة الحديث .

ولادته: ولد الامام ابو داؤد فى عام 202هجرى فى بلدة صغيرة تسمى سجستان اثناء عصر الخليفة العباسى المامون و والده الاشعث بن اسحاق كان من المحدثين الكبار وله اخ اكبر منه يدعى محمد بن الاشعث و هو راوى للحديث كذالك و يعود له الفضل الكبير فى مساعدة اخيه فى طلبة

العلم و ذالك من خلال مرافقته فی مرحلاته العلمية . فقد خرج ابو داؤد فی العديد من الرحلات العلمية الى معظم الاقاليم الاسلامية مثل الشام ومصر وخراسان و فيها التقى بكبار علماء الحديث و سمع عنهم و مما يجد ذكره ان ابا داؤد كان احد تلامذه الامام البخارى و غير ذالك من كبار علماء و الشيوخ الحديث مثلا سعيد بن سليمان' ابو الوليد الطيالسى' اسحاق بن راهويه' احمد بن حنبل' قتيبة بن سعيد .

و من اهم مؤلفاته سنن ابى داؤد' دلائل النبوة التفرد فی السنن و المراسيل و غيره ذالك . قال ابو حاتم بن حبان: كان احد ائمة الدنيا فقها و علما و حفظا و نسكًا و ورعًا و اتقانًا جمع و صنف و ذب عن السنن

وفاته: استقر ابو داؤد فی اواخر حياته فی مدينة البصرة حيث بقى فيها الى ان توفاه الله تعالى و ذالك فی تاريخ 16 من شهر شوال الموافق لعام 275 هجرى . اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ .

(ب) سنن ابى داؤد: لا سيما فيما يتعلق بمجال علم الحديث و من اهم هذه المؤلفات ۴ . و منها سنن ابى داؤد و هو يعد من صحاح كتب الستة . وقد جمع فيه ابو داؤد ما يقارب 4800 حديث صحيح اختارها من بين 500 الف حديث :

و سنن ابى داؤد تتعلق بالسنن من اقسام الحديث و جمع ابو داؤد فيه 4800 حديث صحيح و قيل 5274 باعتبار عديدة جديدة .

اس میں اقسام سے متعلق احادیث وارد ہیں۔

نسخ اربعہ: ابوعبداللہ محمد بن احمد بن یعقوب المصری نے "کتاب الرد علی اھل القدر" ابوبکر احمد بن سلیمان النجار نے "کتاب الناسخ و المنسوخ" حافظ ابوعبید محمد بن علی بن عثمان آجری نے "کتاب مسائل" اور اسماعیل بن محمد صفار نے "مسند مالك" کو ابوداؤد سے روایت کیا ہے۔

القسم الثانی ...... آثار السنن

السوال الرابع:-

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَوْ كَانَ الدِّيْنُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ اَسْفَلَ الْخُفِّ اَوْلٰى بِالْمَسْحِ مِنْ اَعْلَاهُ وَ قَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلٰى

ظَاهِرِ خُفَّيْهِ .

(الف) شكل الحديث و ترجمه الى الاردية؟

(ب) بين كيفية المسح على الخفين و ايضاً بين مدته للمقيم و المسافر مع اختلاف الائمة؟

(ج) هل يعيد الوضوء ام يمسح فقط بعد مضى المدة؟

جوابات: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا: اگر دین میں رائے کو دخل ہوتا تو موزوں کے اوپر والے حصہ کی بہ نسبت نیچے والے حصہ پر مسح کرنا بہتر ہوتا۔

پس تحقیق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ موزوں کے اوپر والے حصہ پر مسح فرماتے۔

(ب) كيفية المسح على الخفين: موزوں پر مسح کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو پانی سے تر کر کے دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو دائیں اور بائیں ہاتھ کی انگلیوں کو بائیں موزہ کی انگلیوں پر رکھیں۔ انگلیاں پوری پوری رکھیں صرف سرا نہ رکھیں اور انگلیوں کو کھولے ہوئے ٹخنوں کی طرف اوپر کو کھینچیں۔

آئمہ کے نزدیک مدت مسح على الخفين: مدت مسح کے مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک موزوں پر مسح کی مدت متعین نہیں ہے' نمازی جب تک چاہے مسح کر سکتا ہے۔ آئمہ ثلاثہ یعنی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ' حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مسافر کے لیے موزوں پر مدت مسح تین دن تین رات ہے جبکہ مقیم کے لیے ایک دن ایک رات ہے۔ سفیان ثوری' ابن مبارک اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے استدلال کیا:

جعل رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاثة ايام ولياليهن للمسافر' و يوما و ليلة للمقيم

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کی مدت مسافر کے لیے تین دن تین رات متعین کی جبکہ مقیم کے لیے ایک دن ایک رات کا تعین فرمایا۔

(ج) جب مسح کی مدت پوری ہو جائے تو مسح کا حکم: جب مسح کی مدت پوری ہو جائے تو مسح جاتا رہتا ہے۔ لہٰذا موزہ نے والا اپنے موزوں کو اتار کر پیروں کو دھو لے اور اگر کوئی ناقض وضو پیش نہ آیا

ہو تو صرف پاؤں دھو لینے پر اکتفا کرے اور پورا وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہاں اگر کرلے تو بہتر ہے۔

السوال الخامس:

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الصُّبْحَ بِغَلَسٍ فَقَالَ اَبُو الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَسْفِرُوْا بِهٰذِهِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّهُ اَفْقَهُ لَكُمْ اِنَّمَا تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَخْلُوْا بِحَوَائِجِكُمْ.

(الف) شکل الحدیث و ترجمه الی الاردیة؟

(ب) اشرح الحدیث الشریف و ایضاً بین الوقت المستحب للفجر عند الائمة مع دلائلهم؟

جوابات: (الف) اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ ہمیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھائی تو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نماز کو خوب روشن کر کے پڑھو۔ پس بیشک یہ تمہارے لیے بڑی سمجھداری کی بات ہے کہ تم ضروریات کے لیے فارغ ہونا چاہتے ہو۔

(ب) شرح الحدیث الشریف: خیال رہے کہ تاریکی / اندھیرے میں نماز فجر پڑھنے کی عملی احادیث تو موجود ہیں لیکن قولی نہیں۔ اس حدیث میں احتمال ہے کہ شاید یہ اندھیرا مسجد میں ہوتا ہو نہ کہ وقت میں، کیونکہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بہت گہری ہے، باہر کی روشنی وہاں دیر میں پہنچتی تھی۔ اگر فرض کریں کہ یہ وقت کا اندھیرا تھا، تو اس کے بارے میں بھی حدیث میں بیان فرما دیا ہے کہ فجر کو خوب اجالا کر کے پڑھو تاکہ حاجت ضروریہ سے بھی فارغ ہو جاؤ۔ صحابہ کرام کا بھی یہی معمول تھا کہ فجر کی نماز اجالے میں ادا کرتے۔ یہاں یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے کہنے کا مطلب یہ ہو کہ اس کا اختتام اجالے میں کرو یعنی ابتداء غلس میں اور اختتام اسفار میں ہو۔

فجر کا مستحب وقت آئمہ کے نزدیک کون سا ہے؟

امام شافعی و احمد اور اسحاق کا مذہب: مذکورہ تمام آئمہ کرام کے نزدیک فجر کی نماز تاریکی میں پڑھنا مستحب ہے۔

دلیل: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز دوپہر کے وقت پڑھاتے، عصر کی نماز جب سورج روشن ہوتا تب پڑھاتے، مغرب جب سورج غروب ہو جاتا اور عشاء کی نماز میں اگر لوگ زیادہ ہوتے تو جلدی فرماتے اور اگر کم ہوتے تو مؤخر کر دیتے اور صبح کی

نماز اندھیرے میں پڑھاتے۔

امام ابوحنیفہ کا مذہب: آپ کے نزدیک فجر کی نماز اجالے میں پڑھنا مستحب ہے۔

دلیل: حضرت ہریر بن عبدالرحمٰن بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دادا رافع بن خدیج کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا صبح کی نماز کو خوب روشن کرو یہاں تک کہ لوگ روشنی کے سبب تیر پھینکنے کی جگہ کو دیکھ لیں۔

السوال السادس:

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم يرفع يديه فی الصلوٰة حذو منكبيه حين يفتتح الصلوٰة و حين يركع و حين يسجد.

(الف) رفع اليدين سوى التكبيرة الاولى سنة ام لا؟

(ب) اذكر اختلاف ائمة الحنفية و الشافعية و غير المقلدين عن الرفع و عدمه بالدلائل و رجح بالدلائل موقفك؟

جوابات: (الف) تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کا حکم: مالکیہ کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین مستحب اور اس کے علاوہ مکروہ ہے۔

شافعیہ وحنابلہ کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین سنت ہے۔

احناف کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین غیر مشروع ہے۔

(ب) مسئلہ رفع یدین میں اختلاف:

حنفیہ کا مذہب: حنفیہ کے نزدیک صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کیا جائے گا' اس کے علاوہ رفع یدین نہیں کیا جائے گا۔

دلیل ۱: حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تم کو سرکش گھوڑوں کی دموں کی طرح نماز میں رفع یدین کرتے دیکھتا ہوں' نماز سکون کے ساتھ پڑھا کرو۔ پھر دوبارہ تشریف لائے تو ہمیں متفرق حلقوں میں بیٹھے ہوئے دیکھا' تو فرمایا: تم متفرق طور پر کیوں بیٹھتے ہو' تم اس طرح صف کیوں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے سامنے صف بناتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: وہ پہلے پہلی صف پوری کرتے ہیں۔

دلیل ۲: حضرت عاصم بن کلیب اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز کی پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے۔ پھر اس کے بعد رفع یدین نہ کرتے۔

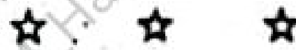
شافعیہ کا مذہب: شوافع کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے علاوہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت بھی رفع یدین کیا جائے گا اور سجدوں کے درمیان نہیں۔

دلیل: آپ کی دلیل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور سجدے میں ایسا نہیں فرماتے۔ یہ نماز آپ کی ہمیشہ رہی حتیٰ کہ اللہ سے جا ملے۔ اسے امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔

غیر مقلدین کا مذہب: غیر مقلدین کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے علاوہ رکوع اور سجود میں بھی رفع یدین کیا جائے گا۔

دلیل: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کے لیے تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے اور سجدے کی تکبیر کے وقت بھی۔

مذہب احناف کو ترجیح: احناف کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے علاوہ دیگر مواقع پر رفع یدین کا حکم منسوخ ہے یعنی اوائل اسلام میں رفع یدین کرنے کا حکم دیا گیا تھا لیکن بعد میں منسوخ کر دیا گیا۔ اس حوالے سے صحابہ کے آثار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بکثرت احادیث وارد ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود اور ان کے تابعین رفع یدین نہ کرنے کے حق میں ہیں۔ امام ابو حنیفہ کے علم فقہ اور ان کی اسناد کا نقطہ منتہیٰ حضرت ابن مسعود اور ان کی جماعت سے متعلق ہے اور پھر یہ کہ ان کا رجحان عدم رفع یدین کی طرف ہے اس لیے کہ آپ ترک رفع یدین کے مسلک کو اختیار کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب قولی اور فعلی حدیث میں تقابل آ جائے تو فعلی کو چھوڑ دیا جائے گا اور قولی پر عمل کیا جائے گا۔ ترک رفع یدین کی قولی حدیث مذہب احناف کی دلیل ہے۔ جس میں واضح طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین کرنے سے منع فرمایا ہے۔



الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان الشهادة العالمیه (ایم۔اے عربی واسلامیات—سال دوم) برائے طلباء

الموافق سنة 1444ھ 2024ء

الوقت المحدد ثلاث ساعات | الورقة الخامسة: سنن النسائی و ابن ماجة | مجموع الارقام ۱۰۰

الملاحظة: اجب عن سؤالین من کل قسم .

القسم الاوّل ...... سنن النسائی

السوال الاول :۔ عن عبد الله بن مغفل ان رسول الله صلی الله علیه وسلم امر بقتل الکلاب و رخص فی کلب الصید و الغنم و قال اذا و لغ الکلب فی الاناء فاغسلوه سبع مرات و عفروه الثامنة بالتراب .

(الف) شکل الحدیث و ترجمه الی الاردیة؟

(ب) بین اختلاف الائمة فی تطهیر الاناء اذا ولغ الکلب فیه بالدلائل؟

(ج) ما هو الحکم لسؤر الهرة و سؤر الحائض و سؤر الکافر؟

السوال الثانی :۔ عن عبد الله بن زید قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما بین بیتی و منبری روضة من ریاض الجنة .

(الف) بین الدلائل ان هذا القطعة المبارکة هل هی روضة من ریاض الجنة حقیقة ام المراد تمثیل؟ فما التحقیق عند محققی اهل السنة؟

(ب) هل البیت و المنبر الشریفان خارجان من حدود الروضة کما یوهم من ظاهر العبارة ام داخلان فیها فعلیك ان تبین مؤقفك بالدلیل؟

السوال الثالث:۔ عن ابی هریرة رضی الله عنه قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول اللّٰهم انی اعوذبك من الجوع فانه بئس الضجیع و اعوذبك من الخیانة فانه بئست البطانة .

(الف) ترجم الحدیث و اشرح معنی الضجیع و البطانة؟

(ب) لم النبی صلی الله علیه وسلم استعاذ من الجوع؟ و هو محبوب عند عباد الله الصالحین .

(ج) کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یتعوذ من عین الجان و عین

الانس "ما المراد بهذا الحديث؟ بين مفصلاً؟

القسم الثانی ...... سنن ابن ماجه

السوال الرابع :۔ عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم كل عمل ابن آدم يضاعف الحسنة بعشر امثالها الی سبع مائة ضعف الی ماشاء الله و يقول الله الا الصوم فانه لی و انا اجزی به .

(الف) بين معنی الصوم لغة و شرعا و المناسبة بينهما؟

(ب) ان الحديث المذكور يخالف الظاهر لان جميع العبادات الله تعالیٰ و الله تعالیٰ يجزی جزاء جميع العبادات فعليك ان تبين وجوها اربعة للعلماء الكرام فی معنی هذا الحديث؟

(ج) ما معنی "صيام داؤد" بين فی ضوء الحديث؟

السوال الخامس :۔ عن ابن عباس رفعه الی النبی صلی الله عليه وسلم قال من قتل فی عمية او عصبية بحجر اوسوط اوعصی فعليه عقل الخطاء و من قتل عمدا فهو قود و من حال بينه و بينه فعليه لعنة الله و الملائكة و الناس اجمعين لا يقبل منه صرف و لا عدل .

(الف) شكل الحديث و ترجمه الی الاردية؟

(ب) اشرح الحديث شرحاً مفصلاً مع بيان الالفاظ المخطوط عليها خاصة؟

السوال السادس :۔ عن ابی سعيد الخدری ان رسول الله صلی الله عليه وسلم مر بغلام يسلخ شاة فقال له رسول الله صلی الله عليه وسلم تنح حتی اريك فادخل رسول الله صلی الله عليه وسلم يده بين الجلد و اللحم فدحس بها حتی توارت الی الابط و قال يا غلام هكذا فاسلخ ثم مضی و صلی للناس و لم يتوضأ .

(الف) شكل الحديث و ترجمه الی الاردية؟

(ب) اشرح الحديث شرحًا مفصلًا لا تبقی مسئلة منه بغير شرح؟



درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء 2024ء

الورقة الخامسة: سنن النسائی و ابن ماجة

القسم الاول ...... سنن النسائی

السوال الاول:-

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ وَرَخَّصَ فِيْ كَلْبِ الصَّيْدِ وَالْغَنَمِ وَقَالَ اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْاِنَاءِ فَاغْسِلُوْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَعَفِّرُوْهُ الثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ.

(الف) شکل الحدیث و ترجمہ الی الاردیۃ؟

(ب) بین اختلاف الائمۃ فی تطہیر الاناء اذا ولغ الکلب فیہ بالدلائل؟

(ج) ما ھو الحکم لسؤر الھرۃ و سؤر الحائض و سؤر الکافر؟

جوابات: (الف) شکل الحدیث: تشکیل حدیث سوالیہ حصہ میں کردی گئی ہے۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو مارنے کا حکم دیا۔ شکاری کتوں نیز بکریوں کی رکھوالی کرنے والے کتوں کی اجازت دی ہے۔ آپ نے فرمایا: جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اسے سات مرتبہ دھولو اور آٹھویں مرتبہ مٹی سے مانجھو۔

(ب) برتن کو پاک کرنے میں اختلاف آئمہ: اگر کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اس برتن کو صاف پاک کرنے میں اختلاف آئمہ بالدلائل درج ذیل ہے:

جمہور فقہاء امام شافعی، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف: ان تمام آئمہ کے نزدیک جس برتن میں کتا منہ ڈال دیے وہ نجس ہو جاتا ہے اور اس کو سات مرتبہ دھونا واجب ہے۔

دلیل: ان کی دلیل یہ ہے:

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کتا تمہارے کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اسے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے سات مرتبہ دھوؤ۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتے کے جوٹھے برتن کو سات مرتبہ دھونا متعین نہیں ہے بلکہ برتن صاف کرنا ضروری ہے۔ لہٰذا آپ کے نزدیک برتن کو تین مرتبہ دھونا کافی ہے۔

دلیل: آپ کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کتے کے جھوٹے برتن کو سات مرتبہ

دھونے کی روایت بیان کی ہے لیکن پھر آپ نے ہی کتے کے جھوٹے برتن کو تین مرتبہ دھونے کی قولاً اور فعلاً روایت بھی بیان کی ہے مرفوعاً اور موقوفاً بھی۔

۱۔ امام دارقطنی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اس برتن کی چیز گرادو پھر اس برتن کو تین مرتبہ دھوؤ۔

۲۔ امام ابن عدی نے کامل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ الفاظ میں روایت کیا ہے۔

(ج) جھوٹوں کا حکم:

سؤر الھرۃ: سور الھرۃ پاک ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر بلی کے جھوٹے پانی کے علاوہ دوسرا پانی نہ ملے تو اس سے وضو کرنا جائز ہے تیمم کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر بلی کے جھوٹے پانی کے علاوہ اور پانی موجود ہو تو پھر اس جھوٹے پانی سے وضو کرنے سے وضو تو ہو جائے گا مگر مکروہ ہوگا۔

سؤر الحائض: حیض والی عورت کا جھوٹا پاک ہوتا ہے۔ اگر اس کا لعاب یا پس خوردہ پانی وغیرہ میں گر جائے تو وہ پانی کی صحت اور طہارت پر کوئی آنچ نہ آئے گی اور اس سے وضو کرنا درست ہوگا۔

سؤر الکافر:

کافر کا جھوٹا بھی پاک ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کے جھوٹے پانی سے وضو کرنے سے وضو ہو جائے گا۔

السؤال الثانی:۔

عن عبد اللہ بن زید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بین بیتی و منبری روضة من ریاض الجنة۔

(الف) بین الدلائل ان ھذا القطعة المبارکة ھل ھی روضة من ریاض الجنة حقیقة ام المراد تمثیل؟ فما التحقیق عند محققی اھل السنة؟

(ب) ھل البیت و المنبر الشریفان خارجان من حدود الروضة کما یوھم من ظاھر العبارة ام داخلان فیھا فعلیك ان تبین مؤقفك بالدلیل؟

جوابات: (الف) ریاض الجنۃ کا جنت کی کیاری ہونا: ایک قول یہ ہے کہ ریاض الجنۃ جنت ہی سے آیا ہوا حصہ ہے۔ دوسرے قول کے مطابق اتنی جگہ اٹھ کر جنت کی ایک کیاری بن جائے گی۔ ایک اور قول کے مطابق جو شخص یہاں ذکر الٰہی میں مشغول رہے گا جنت میں داخل ہوگا اور جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری اسے دی جائی گی۔ ایک اور قول کے مطابق کہ یہاں رحمت و سعادت ویسے ہی نازل ہوتی ہے جس طرح روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرو تو ان میں چر لیا کرو۔ صحابہ نے سوال کیا: یارسول اللہ! جنت کے باغات کیا

ہیں؟ فرمایا: ذکر کے حلقے یعنی جس جگہ کوئی نماز پڑھتا ہے یا کوئی ذکر کرنے والا اللہ کا ذکر کرتا ہے یا کوئی شخص اللہ کی اطاعت کرتا ہو تو یہ چیزیں اسے جنت کی طرف لے جائیں گی۔

علماء اہلسنت کے نزدیک یہ جگہ پہلے جنت کی کیاری تھی' وہاں سے لائی گئی جس طرح اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جنت کا سنگ اسود دیا اسی طرح اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ جنت کا باغ عطا فرمایا۔ جو یہاں آ گیا گویا جنت میں داخل ہو گیا یا یہ جگہ جنت کے مقابل ہے۔ اس کی جگہ کا جنت ہونا مجازاً ہے' کیونکہ اگر حقیقتاً اگر یہ جنت ہوتی تو یہاں بھوک و پیاس نہ لگتی' کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان لك الا تجوع فيها ولا تعرى (طہ:۱۱۸)

(ب) گھر اور منبر شریفین کا روضہ کی حدود میں داخل یا خارج ہونا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور آپ کے گھروں میں سے ایک گھر ہے' کیونکہ آپ کا وہ گھر جس میں آپ کی قبر انور ہے' وہ آپ کے حجروں میں سے ایک حجرہ ہے اور آپ کا گھر' حجرہ شریف اور قبر انور ایک ہی جگہ ہے۔ منبر اور محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالکل متصل ہیں اور یہ روضہ کی حدود میں داخل ہیں' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے"۔

السوال الثالث:۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اللّٰهم انی اعوذبك من الجوع فانه بئس الضجيع و اعوذبك من الخيانة فانه بئست البطانة.

(الف) ترجم الحديث و اشرح معنى الضجيع والبطانة؟

(ب) لم النبی صلى الله عليه وسلم استعاذ من الجوع؟ و هو محبوب عند عباد الله الصالحين؟

(ج) كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتعوذ من عين الجان و عين الانس "ما المراد بهذالحديث؟ بين مفصلا؟

جوابات: (الف) ترجمۃ الحدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے: اے اللہ! میں بھوک سے تیری پناہ مانگتا ہوں' کیونکہ وہ برا ساتھی ہے اور میں خیانت سے تیری پناہ مانگتا ہوں' کیونکہ وہ بری خصلت ہے۔

ضجیع کا معنی: ضجیع کا لفظی مطلب ہے ساتھ لیٹنے والا' بھوک ہمیشہ انسان کے ساتھ ہی رہتی ہے' بھوک کی حالت نہ تو توجہ سے عبادت ہو سکتی ہے اور نہ ہی آرام سے نیند آتی ہے۔

بطانہ کا معنی: بطانہ اس لباس کو کہا جاتا ہے جو جسم سے متصل پہنا جاتا ہے اور دوسرے کپڑے اسے چھپا لیتے ہیں۔ اسی طرح خیانت ایک پوشیدہ عیب/ برائی ہے جو ظاہر ہونے پر انسان کو بدنام کر دیتی ہے۔

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھوک سے پناہ مانگنے کا سبب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھوک سے اس لیے پناہ مانگی' کیونکہ اس سے طاقتور بدن اور حواس میں کمزوری آ جاتی ہے۔ جس کا اثر عبادت میں کمی' خشوع و خضوع اور حضوری میں خلل کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ بدترین بھوک ہوتی ہے' لیکن وہ بھوک بدترین نہیں ہوتی جس کا مقصد ریاضت و مجاہدہ ہو اور اعتدال اور اپنی حالت کے موافق ہو' کیونکہ یہ باطن کی صفائی' دل کی نورانیت اور بدن کی صحت و سلامتی کا سبب ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے اللہ کے نیک بندوں کے نزدیک بھوک محبوب ہوتی ہے۔

(ج) جنوں اور انسانوں کی نظر بد سے پناہ مانگنا: نظر بد برحق ہے اور ضروری نہیں کہ نظر صرف انسان کی ہی لگتی ہے بلکہ جنات کی بھی نظر بد لگتی ہے' کیونکہ جن انسانوں کو ایذاء دینے اور تکلیف پہنچانے کے لیے ان پر غلبہ و تسلط حاصل کر سکتے ہیں۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہر وقت اللہ رب العزت سے خبیث و شریر جنوں کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا کرتے رہیں اور اس کی پناہ مانگتے رہیں۔ نظر بد کا اثر صرف انسانوں پر ہی نہیں ہوتا بلکہ جمادات پر بھی ہوتا ہے۔ اس کا اثر دواؤں وغیرہ سے ختم نہیں ہوتا بلکہ معوذات کی ضرورت پڑتی ہے۔ نظر بد چاہے جنوں کو ہو یا انسانوں کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔

القسم الثانی ...... سنن ابن ماجه

السوال الرابع:۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل عمل ابن آدم يضاعف الحسنة بعشر امثالها الى سبع مائة ضعف الى ماشاء الله و يقول الله الا الصوم فانه لی و انا اجزی به .

(الف) بين معنى الصوم لغة و شرعا و المناسبة بينهما؟

(ب) ان الحديث المذكور يخالف الظاهر لان جميع العبادات لله تعالى و الله تعالى يجزی جزاء جميع العبادات فعليك ان تبين و جوها اربعة للعلماء الكرام فی معنى هذا الحديث؟

(ج) ما معنى "صيام داؤد" بين فی ضوء الحديث؟

جوابات: (الف) ترجمۃ الحدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابن آدم کا ہر عمل دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے، سوائے روزے کے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔

روزہ کا لغوی معنی و شرعی معنی: روزے کا لغوی معنی ہے "رک جانا اور کسی کام کو ترک کر دینا" شریعت میں روزہ کا معنی ہے طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کھانے، پینے اور عمل ازدواج سے رکے رہنا۔

دونوں معنوں میں مناسبت: صوم کا لغوی معنی بھی رک جانا ہے اور اگر شرعی لحاظ سے اس کے معنی کو دیکھا تو اس کا مفہوم بھی یہی ہے کہ طلوع فجر سے غروب آفتاب تک امور ثلاثہ سے اپنے آپ کو روکے رکھا جائے۔ لہٰذا لغوی و شرعی اعتبار سے دونوں معنی میں مناسبت پائی جاتی ہے اور وہ ہے رک جانا/امساک۔

(ب) فرمان الٰہی "روزہ میرے لیے ہے" کی چار وجوہات: حالانکہ تمام عبادات اللہ ہی کے لیے ہوتی ہیں اس کے باوجود اللہ نے روزہ کی اضافت اپنی طرف کرتے ہوئے فرمایا: "روزہ میرے لیے ہے" اس خصوصیت کے حوالے سے علماء کرام نے متعدد وجوہات بیان کی ہیں جن میں سے چار یہ ہیں:

پہلی وجہ: روزہ ریاکاری سے پاک ہوتا ہے، اس لیے یہ عبادت خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے برعکس باقی عبادتوں کے، کیونکہ نماز، زکوٰۃ اور حج ادا کرتے ہوئے لوگ ان عبادات کو دیکھ لیتے ہیں لیکن روزہ میں ایسا کوئی عمل نہیں ہوتا کہ جسے ادا کرتے ہوئے لوگوں کو روزے کا علم ہو سکے سوائے روزہ دار کے اور اس کے رب کے۔

دوسری وجہ: باقی تمام عبادات ظاہرہ کو فرشتے لکھ لیتے ہیں لیکن روزے کو نہیں لکھتے۔

تیسری وجہ: روزہ رکھنے کا بندے کو دنیا میں کوئی بدلہ نہیں ملتا۔

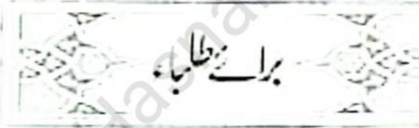
چوتھی وجہ: روزہ میں جب بندہ دن کے کچھ حصہ میں اپنی طبعی ضروریات سے مستغنی رہتا ہے، تو گویا وہ صفت الٰہی کا مظہر بن جاتا ہے، کیونکہ استغناء صفات الٰہی میں سے ایک صفت ہے۔

(ج) صیام داؤد: صیام داؤد سے مراد یہ ہے کہ حضرت داؤد ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ اس کے حوالے سے دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے:

حدیث مبارکہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے بارے میں خبر دی گئی کہ میں کہتا ہوں کہ میں ساری رات نماز پڑھوں گا اور تا حیات ہر روز روزہ رکھوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا واقعی تم نے یہ باتیں کہی ہیں؟ میں نے عرض کیا جی! یا رسول اللہ! تو آپ نے فرمایا: تم یہ نہ کر سکو گے روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو۔ نیند بھی کرو اور رات کو نماز بھی پڑھو۔ مہینہ میں تین روزے رکھ لیا کرو، کیونکہ اس نیکی کا دس گنا اجر ملتا ہے اور ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہے۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں؟ تو آپ

تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

سوالیہ پرچہ کے ساتھ



نورانی گائیڈ

حل شدہ پرچہ جات





مفتی محمد احمد نورانی دامت برکاتہم العالیہ

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظيم المدارس (اهل السنة) باكستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية العالمية (ایم-اے-سال دوم)

(برائے طلباء) الموافق سنة 1447ھ 2025ء

الوقت المحدد	الورقة الاولى: لصحيح البخارى	مجموع الارقام
ثلاث ساعات		١٠٠

الملاحظة: اجب عن ثلثة فقط .

السوال الاول:۔عن سلمة هو ابن الاكوع قال سمعت النبى صلى الله عليه وسلم يقول من يقل على مالم اقل فليتبوا مقعده من النار .

(الف) عرف الحديث الموضوع و بين حكم روايته و كيف يعرف الحديث الموضوع؟

(ب) ما معنى الحديث الثلاثى؟ و كم حديثا ثلاثيا فى الصحيح البخارى؟

(ج) ما حكم الاشياء المنسوبة الى النبى صلى الله عليه وسلم مثل الشعر و النعلين و غيرهما التى كثرت فى هذا العصر قرية قرية؟ هل هذا كذب على النبى صلى الله عليه وسلم ام لا؟

السوال الثانى:۔كان عمر يقول للنبى صلى الله عليه وسلم احجب نساء ك فلم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم يفعل فخرجت سودة بنت زمعة زوج النبى صلى الله عليه وسلم ليلة من الليالى عشاء و كانت امرء ة طويلة فنا داها عمر الاقدعر فناك ياسودة حرصا على ان ينزل الحجاب فانزل الله الحجاب .

(الف) شكل العبارة و ترجم الى الاردية؟

(ب) لم لم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم يفعل هذا؟ولم يطالبه عمر رضى الله عنه؟

(ج) اذكر الحجاب الشرعى مع ضرورته و فوده؟

السوال الثالث:۔عن انس بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم غزا خيبر

فصلينا عندها صلوة الغداة بغلس فركب النبي صلى الله عليه وسلم و ركب ابو طلحة و انا رديف ابي طلحة فاجرى نبي الله صلى الله عليه وسلم في زقاق خيبر و ان ركبتي لتمس فخذ نبي الله صلى الله عليه وسلم ثم حسر الازار عن فخذه حتى انى انظر الى بياض فخذ نبي الله صلى الله عليه وسلم فلما دخل القرية قال الله اكبر خرجت خيبر .

(الف) ترجم الحديث المذكور الى الاردية و بين اعراب كلمة "خيبر" المخطوط عليها و علته؟

(ب) على ما استدل البخاري بهذا الحديث و ما هو جوابكم؟

(ج) بين حكم الفخذ أهو من العورة ام لا عند الائمة الاربعة؟

السوال الرابع :۔عن ابن بريدة قال حدثني عمران بن حصين و كان مبسورا قال سالت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صلوة الرجل و هو قاعد فقال من صلى قائما فهو افضل و من صلى قاعدا فله نصف اجر القائم ومن صلى نائما فله نصف اجر القاعد .

(الف) ترجم الى الاردية .

(ب) هل رخص احد من اهل العلم في صلوة التطوع نائما؟

(ج) بين اسلوب الصحيح للبخاري بالاختصار؟

☆ ☆ ☆

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء 2025ء

الورقة الاولى: لصحيح البخاري

السوال الاول:۔عن سلمة هو ابن الاكوع قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول من يقل على مالم اقل فليتبوأ مقعده من النار؟

(الف) عرف الحديث الموضوع و بين حكم روايته و كيف يعرف الحديث الموضوع؟

(حدیث موضوع کی تعریف اور اس روایت کا حکم بیان کریں نیز حدیث موضوع کی پہچان کیسے

ہوتی ہے؟)

جواب: حدیث موضوع کا بیان:

تعریف: وہ بات جو من گھڑت ہو اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کی گئی ہو، اسے حدیث موضوع کہتے ہیں۔

حکم: موضوع حدیث، ضعیف احادیث میں سے بدترین اور قبیح ہے، اسے بیان کرنا حرام ہے، مگر یہ کہ بتا کر بیان کی جائے تو جائز ہے۔

شناخت کے طریقے: حدیث موضوع کی شناخت یا تو واضع کے اعتراف سے ہوتی ہے یا راوی کے حال میں قرینہ سے ہوتی ہے یا اس کی روایت الفاظ سے ہوتی ہے، یا وہ اس شخص سے روایت کرتا ہے جس کو اس نے نہیں پایا۔ ماہرین حدیث قرائن سے حدیث موضوع کو پہچان لیتے ہیں۔ (نعمۃ الباری شرح صحیح بخاری ج ۱، ص ۳۲۲)

(ب) ما معنى الحديث الثلاثي؟ و كم حديثا ثلاثيا في الصحيح البخاري؟

(حدیث ثلاثی سے کیا مراد ہے۔؟ صحیح بخاری میں کتنی ثلاثی احادیث ہیں؟)

جواب: حدیث ثلاثی: وہ حدیث ہے جس کی سند میں امام بخاری رحمہ اللہ تعالی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تین راوی ہوں۔

تعداد ثلاثیات: صحیح بخاری میں ثلاثیات احادیث کی تعداد بائیس (22) ہے۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری، ج ۱)

(ج) ما حكم الاشياء المنسوبة الى النبي صلى الله عليه وسلم مثل الشعر و النعلين و غيرهما التي كثرت في هذا العصر قرية قرية؟ هل هذا كذب على النبي صلى الله عليه وسلم ام لا؟

(ان اشیاء کا کیا حکم ہے جو اس زمانہ میں بستی بستی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کی جاتی ہیں مثلاً موئے مبارک اور نعلین شریف وغیرھما؟ کیا یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا ہے یا نہیں؟)

جواب: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کی جانے والی اشیاء کا حکم: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی چیز کو بغیر معتبر ثبوت کے منسوب کرنا، آپ پر جھوٹ کے زمرے میں آتا ہے اور

ایسا کرنا حرام ہے۔ آج کل جو اشیاء بستی بستی مشہور ہوگئی ہیں جیسا کہ موئے مبارک یا نعلین مبارک وغیرھما' تو ان کی کوئی معتبر سند موجود نہیں۔ اگر ان چیزوں کو دکھا کر لوگوں سے پیسے لیے جائیں، یا ان سے برکت حاصل کی جائے، یا ان کے ساتھ غلو کیا جائے، تو یہ بدعت وگمراہی ہے۔ لہٰذا ان چیزوں سے دور رہنا بہتر ہے۔

علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

"جس چیز کی نسبت، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ثابت نہ ہو، اس کو ان کی طرف منسوب کرنا جھوٹ ہے اور یہ جھوٹ دینی گمراہی کی طرف لے جاتا ہے۔"

(مجموع الفتاویٰ، جلد ۲۷، ص ۹۹)

السوال الثانی:۔ كَانَ عُمَرُ يَقُولُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحْجُبْ نِسَاءَ كَ فَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ فَخَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً مِّنَ اللَّيَالِيْ عِشَاءً وَّ كَانَتْ امْرَءَةً طَوِيْلَةً فَنَادَاهَا عُمَرُ اَلَا قَدْ عَرَفْنَاكَ يَا سَوْدَةُ حِرْصًا عَلٰى اَنْ يُّنْزَلَ الْحِجَابُ فَاَنْزَلَ اللهُ الْحِجَابَ ۔

(الف) شکل العبارۃ و ترجم الی الاردیۃ؟

جواب: اعراب: سوالیہ حصہ میں لگا دیے ہیں۔

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتے کہ اپنی ازواج کو پردے کا حکم دیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نہ کرتے تھے۔ پھر ایک رات حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا جو کہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، قضائے حاجت کے لیے باہر نکلیں' وہ طویل قامت تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ لیا اور آواز دی: اے سودہ! ہم نے تمہیں پہچان لیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ حرص تھی کہ پردے کا حکم نازل ہو' پھر اللہ تعالیٰ نے پردے کا حکم نازل فرما دیا۔

(ب) لم لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعل ھذا؟ ولم یطالبہ عمر رضی اللہ عنہ؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا نہ کرنے کا سبب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر کام یا حکم وحی کے تابع ہوتا تھا' آپ اپنی ذاتی رائے سے کچھ نہ فرماتے۔ لہٰذا جب تک پردے سے متعلق آپ پر کوئی وحی نازل نہ ہوئی' آپ نے پردے کا حکم نہ دیا۔ لہٰذا آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات

سنتے لیکن اس حوالے سے حکم الٰہی کے منتظر تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اصرار کرنا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بات پر اصرار اس لیے کرتے تھے کہ آپ کی ازواج مطہرات لوگوں کی بری نگاہوں سے محفوظ رہیں اور آپ یہ چاہتے تھے کہ عورت جب باپردہ ہو کر گھر سے نکلے تو اس کی پہچان لیا جائے کہ باحیا عورت ہے اور کوئی اسے ایذاء نہ دے نیز پردہ کے ذریعے عورت کا مقام باوقار ہو۔

(ج) اذکر الحجاب الشرعی مع ضرورتہ و قیودہ؟

جواب: شرعی حجاب: عورت کا اپنے جسم اور زیب وزینت کو اس طرح چھپانا کہ اجنبی مردوں کی نگاہ نہ پڑے۔

ضرورت: حجاب کی ضرورت کے حوالے سے چند نکات یہ ہیں:

۱۔ حجاب سے عورت کی عزت وعصمت محفوظ رہتی ہے۔
۲۔ حجاب معاشرے سے فحاشی اور بدنگاہی وغیرہ روکتا ہے۔
۳۔ حجاب عورت پر فرض ہے اور یہ اللہ کے حکم کی اطاعت ہے۔

قیود: حجاب کرتے ہوئے درج ذیل باتوں کو مدنظر رکھنا چاہیے:

۱۔ حجاب کرتے ہوئے پورے جسم کو ڈھانپا جائے۔
۲۔ باریک اور چست لباس زیب تن نہ کیا جائے۔
۳۔ زیب وزینت کو غیر مردوں پر ظاہر نہ کیا جائے۔
۴۔ اجنبی مردوں سے نرم لہجے میں بات نہ کی جائے۔
۵۔ اس سے صرف اللہ کی رضا مقصود ہو۔

السوال الثالث:۔ عن انس بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم غزا خيبر فصلينا عندها صلوة الغداة بغلس فركب النبى صلى الله عليه وسلم و ركب ابو طلحة و انا رديف ابى طلحة فاجرى نبى الله صلى الله عليه وسلم فى زقاق خيبر و ان ركبتى لتمس فخذ نبى الله صلى الله عليه وسلم ثم حسر الازار عن فخذه حتى انى انظر الى بياض فخذ نبى الله صلى الله عليه وسلم فلما دخل القرية قال الله اكبر خرجت خيبر .

(الف) ترجم الحديث المذكور الى الاردية و بين اعراب كلمة "خيبر" المخطوط عليها و علته؟

جواب: حدیث کا ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں جہاد کیا، ہم نے خیبر کے پاس منہ اندھیر نماز صبح پڑھی پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سوار ہوئے اور میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے بیٹھا تھا۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی گلیوں میں گھوڑے کو دوڑایا اور بیشک میرا گھٹنا نبی اکرم کی ران کو چھو رہا تھا۔ پھر آپ نے اپنی ران سے تہبند ہٹایا حتیٰ کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ران کی سفیدی کو دیکھ رہا تھا۔ پس جب آپ بستی میں داخل ہوئے تو آپ نے فرمایا: "اللہ اکبر! خیبر ویران ہو گیا۔"

"خیبر" لفظ کا اعراب اور اس کی علت: لفظ "خیبر" منصوب ہے اور اس کا اعراب مفعول فیہ ہے یعنی ظرف مکان منصوب اور اس اعراب کی علت (وجہ) یہ ہے کہ خیبر مفعول فیہ ظرف مکان ہے یعنی وہ جگہ جہاں غزوہ ہوا اور چونکہ یہ ظرف غیر مصرح بہ ہے اس لیے منصوب ہے۔

(ب) على ما استدل البخارى بهذا الحديث و ما هو جوابكم؟

جواب: استدل البخاری بهذا الحديث: اس حدیث مبارکہ میں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز پر استدلال کیا ہے وہ نماز فجر کا منہ اندھیرے پڑھنا۔ یہ روایت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مؤقف کی دلیل ہے کہ آپ کے نزدیک نماز فجر ادا کرنے کا مستحب وقت یہی ہے کہ اسے منہ اندھیرے ادا کیا جائے۔ امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا بھی یہی مؤقف ہے۔

ہمارا جواب: ہمارے نزدیک نماز فجر کو اجالے میں پڑھنا مستحب ہے کہ یہ حدیث فعلی ہے اور نماز فجر کو روشنی میں پڑھنے والی حدیث قولی ہے اور ضابطہ یہ ہے کہ جب فعلی اور قولی حدیث میں تعارض آ جائے تو قولی حدیث راجح ہوتی ہے۔

(ج) بين حكم الفخذ هو من العورة ام لا عند الائمة الاربعة؟

جواب: ران کے ستر عورت ہونے کے حوالے سے اختلاف آئمہ: ران ستر عورت میں شامل ہے یا نہیں؟ اس حوالے سے آئمہ کا اختلاف درج ذیل ہے:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ران ستر عورت میں

شامل ہے اور اس کا چھپانا فرض ہے اور اگر ران کھلی ہو تو نماز نہ ہو گی۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ران ستر عورت ہے اور اس کا چھپانا فرض ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف: امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنے تک ہے اس میں ران شامل نہیں۔ لہٰذا مرد کے لیے ران چھپانا فرض نہیں۔

(المدونۃ الکبریٰ ج۱)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف: امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی ران ستر عورت میں شامل نہیں ہے۔ (المغنی، جلد۱)

السوال الرابع: عن ابن بريدة قال حدثني عمران بن حصين و كان مبسورا قال سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صلوة الرجل و هو قاعد فقال من صلى قائما فهو افضل و من صلى قاعدا فله نصف اجر القائم ومن صلى نائما فله نصف اجر القاعد .

(الف) ترجم الى الاردية؟

جواب: ترجمہ حدیث: حضرت ابن بریدہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ مجھے عمران بن حصین نے خبر دی ہے کہ وہ بواسیر کے مریض تھے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی آدمی کے بیٹھ کر نماز پڑھنے کے حوالے سے سوال کیا، تو آپ نے فرمایا: افضل یہی ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھے، کیونکہ بیٹھ کر پڑھنے والوں کو کھڑے ہو کر پڑھنے والوں سے نصف ثواب ملتا ہے، لیٹے لیٹے پڑھنے والے کو بیٹھ کے پڑھنے والے سے نصف ثواب ملتا ہے۔

(ب) هل رخص احد من اهل العلم فى صلوة التطوع نائما؟

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سند کے ساتھ حسن بصری کے اس قول کو روایت کیا ہے: "اگر انسان چاہے تو کھڑے ہو کر نماز نفل پڑھے اگر چاہے تو بیٹھ کر پڑھے اور اگر چاہے تو لیٹ کر پڑھے۔

سفیان ثوری نے کہا ہے کہ نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا اگر تندرست آدمی ہو اور اسے کوئی عذر نہ ہو تو اسے کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نسبت آدھا اجر ملے گا۔ اگر عذر ہو تو اسے کھڑے ہو کر پڑھنے والے کے برابر اجر ملے گا۔

(ج) بين اسلوب الصحيح للبخاری بالاختصار؟

جواب: اسلوب: امام بخاری کی تالیف "صحیح" کا مقصد صرف جمع احادیث نہیں ہے بلکہ تراجم ابواب پر استدلال اوران احادیث سے مسائل کا استنباط بھی ان کا مقصود تھا۔ پس آپ ترجمۃ الباب کے اثبات کے لیے سب سے پہلے قرآن سے آیت پیش کرتے، پھر کبھی تو اس پر اکتفاء کر لیتے ہیں اور بعض اوقات آثار صحابہ، اقوال تابعین ارشادات آئمہ سے اس کی تائید کرتے ہیں۔ اس کے بعد اس باب کے تحت اپنی پوری سند کے ساتھ حدیث روایت کرتے ہیں اور کبھی بغیر سند کے۔

کبھی اس باب کے تحت ایک ہی حدیث روایت کرتے ہیں اور کبھی کثیر احادیث روایت کر دیتے ہیں۔

کبھی ایک حدیث کو متعدد جگہ پر ذکر کرتے ہیں، جس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس حدیث سے متعلقہ تمام مسائل کا استنباط ہو جائے۔

☆ ☆ ☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظيم المدارس (اهل السنة) باكستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية العالمية (ایم-اے-سال دوم)

(برائے طلباء) الموافق سنة 1447ھ 2025ء

الوقت المحدد	الورقة الثانية: لصحيح مسلم	مجموع الارقام
ثلاث ساعات		۱۰۰

الملاحظة: اجب عن ثلاثة فقط.

السوال الاول: -عن ابی سعدی الخدری رضی الله عنه قال اصيب رجل فی عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فی ثمار ابتاعها فكثر دينه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم تصدقوا عليه فتصدق الناس عليه فلم يبلغ ذلك وفاء دينه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لغرمائه خذوا ما وجدتم فليس لكم الا ذلك .

(الف) شكل الحديث الشريف و ترجمه الى الاردية؟

(ب) اذا بيعت الثمرة بعد بدو صلاحها و سلمها البائع الى المشترى ثم

هلكت الثمرة قبل اوان الجذاذ بآفة سماوية هل تكون من ضمان البائع او المشترى؟ اكتبوا هذه المسئلة فی ضوء اختلاف الفقهاء؟

(ج) وضع الجوائح واجب ام مستحب؟

السوال الثانی: -عن الشعبی قال حدثنی النعمان بن بشير رضی الله عنه ان امه بنت رواحة سالت اباه بعض الموهوبة من ماله لا بنها فالتوى بها سنة ثم بداله فقالت لا ارضى حتّٰى تشهد رسول الله صلى الله عليه وسلم على ما وهبت لا بنی فاخذ بی بيدی و انا يومئذ غلام فاتی رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ام هذا بنت رواحة اعجبها ان اشهدك على الذی و هبت لابنها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا بشير الك ولد سوى هذا قال نعم قال اكلهم و هبت له مثل هذا قال لا قال فلا تشهدنی اذا فانی لا اشهد على جور .

(الف) شكل الحديث و ترجمه الى الاردية؟

(ب) التسوية بين الاولاد فی الهبة واجبة ام لا و ان كان جوابك بالنفی فلم قال صلى الله عليه وسلم "لا اشهد على جور"؟

(ج) الرجوع فی الهبة جائز ام لا؟ بينوه بالدليل .

السوال الثالث: -قال جابر بن سمرة اتی رسول الله صلى الله عليه وسلم برجل قصير اشعث ذی عضلات عليه ازار و قد زنى فرده مرتين ثم امر به فرجم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم كلما نفرنا غازين فی سبيل الله تخلف احد كم ينب نبيب التيس يمنح احداهن الكثبة ان الله لا يمكنی من احد منهم الا جعلته نكالا .

(الف) انقل الحديث الى اللغه الا ردية مع شرح الكلمات المخطوط عليها؟

(ب) هل الرجم حد شرعی ثابت بالقران و الحديث ام هو منسوخ؟

(ج) ما هی شرائط الرجم لو هرب المرجوم عند الرجم؟ هل يترك او يتبع لاقامة الحد؟

السوال الرابع: -قال رجل للبراء يا ابا عمارة افررتم يوم حنين؟ قال لا والله مالى رسول الله صلى الله عليه وسلم و لكنه خرج شبان اصحابه و اخفاؤهم حسراء ليس

عليهم سلاح، او كبير سلاح فلقوا قوما رماة لا يكاد يسقط لهم سهم جمع هوازن و بنى نضر فرشقوهم رشقا ما يكادون يخطئون فاقبلوا هناك الى رسول الله صلى الله عليه وسلم و رسول الله صلى الله عليه وسلم على بغلته البيضاء و ابو سفيان بن الحارث بن عبد المطلب يقودبه فنزل و استنصر وقال: انا النبى لا كذب انا ابن عبد المطلب ثم صفهم.

(الف) ترجم الحديث الشريف الى اللغة الاردية وايضا فى اى سنة وقعت غزوة حنين؟

(ب) اكتب المكالمة التى وقعت بين ابى سفيان و بين هر قل ملك الشام؟

☆ ☆ ☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء 2025ء

الورقة الثانية: لصحيح مسلم

السوال الاول: ـعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اُصِيْبَ رَجُلٌ فِىْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَيْنُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقُوْا عَلَيْهِ فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِغُرَمَائِهٖ خُذُوْا مَا وَجَدْتُّمْ فَلَيْسَ لَكُمْ اِلَّا ذٰلِكَ.

(الف) شكل الحديث الشريف و ترجمه الى الاردية؟

جواب: اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک شخص نے پھل خریدے اور وہ تلف ہو گئے اور اس شخص پر قرض زیادہ ہو گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس پر صدقہ کرو۔'' لوگوں نے اس پر صدقہ کیا۔ صدقات کی یہ رقم بھی قرض کے برابر نہ ہوئی تو آپ نے قرض خواہوں سے فرمایا: جو کچھ تم کو ملا ہے وہ لے لو اس کے علاوہ تمہارے لیے جائز نہیں ہے۔

(ب) اذا بيعت الثمرة بعد بدوصلاحها و سلمها البائع الى المشترى ثم هلكت الثمرة قبل اوان الجداذ بآفة سماوية هل تكون من ضمان البائع او

المشترى؟ اكتبوا هذه المسئلة فى ضوء اختلاف الفقهاء؟

جواب: مذکورہ مسئلہ میں اختلاف فقہاء: پھلوں کے پکنے کے ظہور کے بعد ان کی بیع ہو اور اس پر یہ شرط ہو کہ پھل درخت پر رہیں گے اور درختوں سے پھل کاٹنے سے پہلے وہ کسی قدرتی آفت کا شکار ہو کر تلف ہو جائیں، تو اس کا ضمان بائع کے ذمہ ہو گا، یا مشتری کے ذمہ؟ اس میں اختلاف آئمہ درج ذیل ہے:

۱- امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک پھلوں کا نقصان خریدار کے ذمہ ہے۔

۲- امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگر تہائی سے کم نقصان ہو تو خریدار کے ذمہ ہے اور اگر تہائی یا اس سے زیادہ نقصان ہو تو بائع کے ذمہ ہے۔

۳- علامہ مرداوی نے لکھا ہے نقصان کم ہو زیادہ بائع کے ذمہ ہے اور غیر مقلدین کا بھی یہی موقف ہے۔

(ج) وضع الحوائج واجب ام مستحب؟

جواب: ضروری چیزوں کا رکھنا واجب ہے یا مستحب؟: ضروری چیزوں کا مثلاً کھانا پینا، لباس اور ... مالش وغیرہ کا رکھنا مستحب ہے شرعاً واجب نہیں۔

السوال الثانى: ـعَنِ الشَّعْبِىْ قَالَ حَدَّثَنِى النعمانُ بْنُ بَشِيْرٍ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ اُمَّهٗ بِنْتَ رَوَاحَةَ سَاَلَتْ اَبَاهُ بَعْضَ الْمَوْهُوْبَةَ مِنْ مَالِهٖ لِابْنِهَا فَالْتَوٰى بِهَا سَنَةً ثُمَّ بَدَا لَهٗ فَقَالَتْ لَا اَرْضٰى حَتّٰى تُشْهِدَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَا وَهَبْتَ لِابْنِىْ فَاَخَذَ اَبِىْ بِيَدِىْ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمَّ هٰذَا بِنْتَ رَوَاحَةَ اَعْجَبَهَا اَنْ اُشْهِدَكَ عَلَى الَّذِىْ وَهَبْتُ لِابْنِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَشِيْرُ اَلَكَ وَلَدٌ سِوٰى هٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ اَكُلَّهُمْ وَهَبْتَ لَهٗ مِثْلَ هٰذَا قَالَ لَا قَالَ فَلَا تُشْهِدْنِىْ اِذًا فَاِنِّىْ لَا اَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ.

(الف) شكل الحديث و ترجمه الى الاردية؟

جواب: اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ حدیث: شعبی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ ان کی والدہ بنت رواحہ نے ان کے والد سے، ان کے مال میں سے، اپنے بیٹے کے

لیے کچھ ہبہ کیے جانے کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے اسے ایک سال تک التواء میں رکھا پھر انہیں خیال آیا، تو انہوں نے کہا: میں راضی نہیں ہوں گی یہاں تک کہ تم اس پر، جو تم نے میرے بیٹے کے لیے ہبہ کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنالو؟ اس پر میرے والد نے میرا ہاتھ تھاما' میں ان دنوں بچہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! اس کی والدہ بنت رواحہ اس بات کو پسند کرتی ہے کہ میں آپ کو اس چیز پر گواہ بناؤں جو میں نے اس کے بیٹے کو دی ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اے بشیر! کیا اس کے علاوہ بھی تمہارے بچے ہیں؟ اس نے کہا: جی ہاں! آپ نے پوچھا: کیا ان میں سے ہر ایک کو تم نے اسی طرح ہبہ کیا ہے؟ جواب دیا: نہیں۔ فرمایا: پھر مجھے گواہ نہ بناؤ میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔

(ب) التسویة بین الاولاد فی الهبة واجبة ام لا و ان کان جوابك بالنفی فلم قال صلی اللہ علیه وسلم "لا اشهد علی جور"؟

جواب: ہبہ میں اولاد کے درمیان مساوات کا واجب ہونا یا نا ہونا: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور جمہور فقہاء کے نزدیک ہبہ میں مساوات واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ "میں ظلم پر گواہی نہیں دیتا" نفی کی زیادہ تاکید ہے اور حق کے قریب بات ہے۔ ایسا فرمانا ممانعت تنزیہی کے لیے ہے۔

(ج) الرجوع فی الهبة جائز ام لا؟ بینوه بالدلیل؟

جواب: رجوع فی الهبة: ہبہ میں رجوع کرنا جائز نہیں' سوائے باپ کے کہ وہ اپنی اولاد کو ہبہ کی ہوئی چیزیں واپس لے سکتا ہے۔

دلیل: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنا صدقہ واپس لیتا ہے، اس کی مثال اس کتے کی ہے جو قے کرتا ہے، پھر اسے لوٹاتا ہے اور کھا جاتا ہے۔

السوال الثالث: قال جابر بن سمرة اتی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم برجل قصیر اشعث ذی عضلات علیه ازار و قد زنی فرده مرتین ثم امر به فرجم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کلما نفرنا غازین فی سبیل اللہ تخلف احدکم ینب نبیب التیس یمنح احداهن الکثبة ان اللہ لا یمکنی من احد منهم الا جعلته نکالا۔

(الف) انقل الحدیث الی اللغة الاردیة مع شرح الکلمات المخطوط علیها؟

جواب: ترجمہ حدیث: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا پراگندہ بالوں اور مضبوط پٹھوں والا' اس کے جسم پر ایک تہبند تھا اور اس نے زنا کا ارتکاب کیا تھا۔ آپ نے اسے دو بار لوٹایا' پھر اسے رجم کرنے کا حکم دیا، تو اسے رجم کر دیا گیا۔ پھر آپ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ہم جب راہ الٰہی میں جہاد کے لیے نکلتے ہیں' تو تم لوگوں میں سے کوئی شخص پیچھے رہ جاتا ہے جو بکرے کی طرح آواز نکالتا ہے اور کسی عورت کے لیے دودھ نکالتا ہے۔ اگر وہ مجھے مل جائے، تو میں اسے عبرتناک سزا دوں گا۔

خط کشیدہ الفاظ کی تشریح:

ذی عضلات: جسمانی لحاظ سے مضبوط اور طاقتور ہونا ذی عضلات کہلاتا ہے

ینب نبیب التیس: نر بکرا جب بکری سے جفتی کرتا ہے، تو اس دوران جو آواز نکالتا ہے، اسے ینب کہتے ہیں، ان الفاظ کا مطلب ہے کہ وہ شخص جب زنا کرتا ہے، تو یہ عمل ترتیب اور حکمت عملی سے کرتا ہے۔

الکثبة: تھوڑا سا دودھ یا کوئی معمولی اور حقیر چیز کو "الکثبة" کہا جاتا ہے۔

(ب) هل الرجم حد شرعی ثابت بالقران و الحدیث ام هو منسوخ؟

جواب: رجم کا ثبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں یا منسوخ ہونا: رجم کا تعلق قرآن پاک کی ان آیات میں سے ہے جن کا تعلق ناسخ ومنسوخ سے ہے۔ کسی آیت کے ناسخ یا منسوخ ہونے کی دلیل شرعی سے ثابت ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

ما ننسخ من اية او ننسها نات بخير منها او مثلها (البقرہ:)

''ہم کسی آیت کو منسوخ کرتے ہیں' تو یا بھلا دیتے ہیں' تو اس سے بہتر یا اس جیسی لاتے ہیں۔''

نسخ کی تین قسمیں ہیں:

۱- تلاوت منسوخ ہو جائے لیکن حکم باقی رہے۔

۲- حکم منسوخ ہو جائے لیکن تلاوت باقی رہے۔

۳- تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہو جائیں۔



تو جہاں تک قرآن میں آیت رجم کا تعلق ہے تو اس کا شمار نسخ کی پہلی قسم میں ہوتا ہے۔ یعنی قرآن پاک کی تلاوت سے تو اسے منسوخ کر دیا گیا مگر اس کا حکم باقی رہا۔

لیکن حدیث مبارکہ میں اس کا حکم ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعز رضی اللہ عنہ اور یہود کے ایک مرد و عورت کو رجم کیا تھا۔

(ج) ما هى شرائط الرجم لو هرب المرجوم عند الرجم؟ هل يترك او يتبع لاقامة الحد؟

جواب: رجم کی شرائط: رجم کی سات شرطیں ہیں:

۱- عقل ۲- بلوغ ۳- آزادی

۴- مسلمان ہونا ۵- نکاح کا صحیح ہونا

۶- نکاح صحیح کے بعد میاں بیوی کا وطی کرنا

۷- خاوند اور بیوی دونوں میں ان صفات کا پایا جانا

مرجوم کے بھاگ جانے پر حد ختم ہو جائے گی یا قائم رہے گی: اگر مرجوم بھاگ جائے تو اسے چھوڑا نہیں جائے گا بلکہ اسے پکڑا جائے گا اور اس پر حد قائم کی جائے گی۔ اس کی دلیل شرح صحیح مسلم، کتاب الحدود کی حدیث ۴۳۱۴ ہے۔

السوال الرابع:۔ قال رجل للبراء يا ابا عمارة افررتم يوم حنين؟ قال لا والله ما ولى رسول الله صلى الله عليه وسلم و لكنه خرج شبان اصحابه و اخفاؤهم حسرا، ليس عليهم سلاح، او كبير سلاح فلقوا قوما رماة لا يكاد يسقط لهم سهم جمع هوازن و بنى نضر فرشقوهم رشقا ما يكادون يخطئون فاقبلوا هناك الى رسول الله صلى الله عليه وسلم و رسول الله صلى الله عليه وسلم على بغلته البيضاء و ابو سفيان بن الحارث بن عبد المطلب يقوده فنزل و استنصر وقال: انا النبى لا كذب انا ابن عبد المطلب ثم صفهم.

(الف) ترجم الحديث الشريف الى اللغة الاردية وايضا فى اى سنة وقعت غزوة حنين؟

جواب: ترجمہ حدیث: ایک آدمی نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابو عمارہ! کیا آپ

لوگ حنین کے دن بھاگ گئے تھے؟ انہوں نے کہا: نہیں! اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخ تک نہ پھیرا۔ البتہ آپ کے ساتھیوں میں چند جلد باز نوجوان نہتے نکلے جن پر اسلحہ یا زیادہ اسلحہ نہیں تھا تو ان کی لڑائی ایک ایسی قوم سے ہوگئی جو ماہر تیر انداز تھی۔ جن کا کوئی تیر زمین پر نہ گرتا۔ وہ بنو ہوازن اور بنو نضر کے گروہ تھے۔ انہوں نے ان پر اس طرح تیر برسائے کہ کوئی نشانہ خطا نہ جاتا تھا۔ پھر وہ لوگ وہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے۔ آپ اپنے سفید خچر پر تھے اور حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب اسے چلا رہے تھے۔ آپ نیچے اترے۔ اللہ سے مدد مانگی اور فرمایا: "میں نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں اور میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔" پھر آپ نے ان کی صف بندی کی۔

غزوۂ حنین کے وقوع پذیر ہونے کا سال: شوال ۸ ہجری کو غزوۂ حنین وقوع پذیر ہوا۔

(ب) اكتب المكالمة التى وقعت بين ابى سفيان و بين هرقل ملك الشام؟

جواب: ابوسفیان اور ہرقل کے درمیان مکالمہ: ہرقل (بادشاہ روم) نے ابوسفیان کو اپنے دربار میں بلایا اور اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق چند سوالات کیے۔ جو درج ذیل ہیں:

ہرقل: اس نے نبوت کا دعویٰ کب کیا؟

ابوسفیان: کچھ سال پہلے۔

ہرقل: کیا اس نے کبھی جھوٹ بولا؟

ابوسفیان: نہیں۔

ہرقل: اس کے پیروکاروں میں امیر و طاقتور لوگ ہیں یا غریب و کمزور؟

ابوسفیان: زیادہ تر غریب و کمزور لوگ ہیں۔

ہرقل: اس کے ماننے والوں کی تعداد میں کمی ہو رہی ہے یا اضافہ؟

ابوسفیان: اضافہ۔

ہرقل: کیا کوئی شخص اس کا دین قبول کرنے کے بعد مرتد ہوا ہے؟

ابوسفیان: نہیں۔

ہرقل: کیا اس نے کبھی وعدہ خلافی کی ہے؟

ابوسفیان: نہیں! لیکن اس وقت ہم اس کے ساتھ ایک معاہدے میں ہیں اور نہیں جانتے کہ وہ کیا کرے گا۔

ہرقل: کیا تم لوگوں نے اس سے کبھی جنگ کی؟ اور کیا نتیجہ نکلا؟

ابوسفیان: جی ہاں! کبھی ہم جیتے کبھی وہ۔

ہرقل: وہ تمہیں کس چیز کا حکم دیتا ہے؟

ابوسفیان: ایک اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ، نماز پڑھو، سچ بولو، پرہیزگاری اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتا ہے۔

ہرقل: کیا وہ تم میں عالی نسب ہے؟

ابوسفیان: جی ہاں

ہرقل: کیا اس کے بڑوں میں کوئی بادشاہ ہوا؟

ابوسفیان: نہیں۔

ہرقل: کیا اس نے پہلے کبھی نبوت کا دعویٰ کیا؟

ابوسفیان: نہیں۔

ان سب باتوں کے بعد ہرقل نے کہا کہ اگر تم نے سب سوالوں کے جواب صحیح دیے ہیں تو وہ نبی ہے اور میں جانتا تھا کہ اس کا ظہور ہونے والا ہے۔ مگر یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا۔ اگر میں اس کے پاس جا سکتا تو اس کے پاؤں ضرور دھوتا۔

☆ ☆ ☆

الاخبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية العالمية (ایم-اے-سال دوم)

(برائے طلباء) الموافق سنة 1447ھ 2025ء

الوقت المحدد	الورقة الثالثة: لجامع الترمذی	مجموع الارقام
ثلاث ساعات		۱۰۰

الملاحظة: اجب عن ثلثة فقط ۔

السوال الاول: عن ابن عباس رضی الله عنهما قال جمع رسول الله صلی الله علیه وسلم بین الظهر و العصر و بین المغرب و العشاء بالمدینة من غیر خوف ولا مطر

قال فقیل لا بن عباس ما اراد بذلك قال اراد ان لا تحرج امته ۔

(الف) ترجم الحديث الى الاردية بعد تشكيله؟

(ب) ما قال الامام الترمذی فی هذا الحديث؟

(ج) فصل مذاهب الائمة الكرام فی جمع الصلوتين مع دلائلهم ۔

السوال الثانی: عن ابی ایوب الانصاری رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا اتيتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة بغائط ولا بول ولا تستدبروها و لكن شرقوا او غربوا قال ابو ایوب فقدمنا الشام فوجدنا مراحيض قد بنيت مستقبل القبلة فننحرف عنها و نستغفر الله ۔

(الف) ترجم الحديث الى الاردية؟

(ب) اكتب اختلاف الائمة الكرام فی هذه المسئلة من الحديث المبارك؟

(ج) ما المراد بقوله صلی الله علیه وسلم و لكن شرقوا او غربوا؟

السوال الثالث: عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده ان امراتين اتتا رسول الله صلی الله علیه وسلم وفی ايديهما سواران من ذهب فقال لهما اتؤديان زكوته قالتا لا فقال لهما رسول الله صلی الله علیه وسلم اتحبان ان يسوركما الله بسوارين من نار قالتا لا قال فاديا زكوته ۔

(الف) شكل هذا الحديث و ترجمه الى الاردية؟

(ب) اذكر نصاب الزكوة الذهب و الفضة والابل و البقر و الغنم؟

(ج) بين مرجع ضمير ابيه و جده بذكر اسمهما ۔

السوال الرابع: عن عائشة رضی الله عنها عن النبی صلی الله علیه وسلم قال لا تحرم المصة و المصتان قالت عائشة انزل فی القرآن عشر رضعات معلومات فنسخ من ذلك خمسا وصار الى خمس رضعات معلومات فتوفی رسول الله صلی الله علیه وسلم والامر علی ذلك ۔

(الف) ترجم هذا الحديث؟

(ب) ما المراد بقول ام المؤمنين عائشة رضی الله عنها عند الجمهور؟

(ج) اذکر مزایا الجامع للامام الترمذی رحمہ اللہ باللغۃ العربیۃ فی ثلثۃ عشر سطرا؟

☆ ☆ ☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء 2025ء

الورقۃ الثالثۃ: لجامع الترمذی

السوال الاول: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمَدِيْنَةِ مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَّلَا مَطَرٍ قَالَ فَقِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا اَرَادَ بِذٰلِكَ قَالَ اَرَادَ اَنْ لَّا تُحْرِجَ اُمَّتَهٗ .

(الف) ترجم الحدیث الی الاردیۃ بعد تشکیلہ؟

جواب: تشکیل عبارت: سوالیہ حصہ میں کر دی گئی ہے۔

ترجمہ حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر اور نماز عصر کو، نماز مغرب اور نماز عشاء کو کسی خوف اور بارش کے عذر کے بغیر مدینہ طیبہ میں جمع کیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ اس کا مقصد کیا تھا؟ تو انہوں نے فرمایا: امت کے لیے آسانی پیدا کرنا تھا۔

(ب) ما قال الامام الترمذی فی ھذا الحدیث؟

جواب: اس حدیث میں امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول: ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث کئی سندوں سے روایت کی گئی ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کے خلاف مرفوعاً بھی مروی ہے اور یہ حدیث سخت ضعیف ہے۔ اس لیے اس میں نہ تو تعارض پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی اس سے استدلال کرنا جائز ہے۔

(ج) فصل مذاھب الائمۃ الکرام فی جمع الصلوتین مع دلائلھم؟

جواب: جمع صلوٰتین کے بارے میں مذاہب آئمہ: جمع کی دو صورتیں ہیں:

(i) جمع حقیقی: دو نمازوں کو ایک وقت میں ادا کرنا۔

(ii) جمع صوری: ایک نماز کو اس کے آخر وقت میں ادا کرنا، دوسری نماز کو اس کے ابتدائی آغاز میں ادا کرنا۔

دریافت طلب یہ امر ہے کہ دو نمازوں کو ایک وقت میں یعنی جمع حقیقی کی صورت میں ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے:

۱- آئمہ ثلاثہ یعنی امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ دو نمازوں کو جمع کر کے ایک وقت میں ادا کرنا جائز ہے۔

دلیل: انہوں نے زیر بحث حدیث سے استدلال کیا ہے، جس میں جواز جمع صلوٰتین کی تصریح ہے۔

۲- امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ دو نمازوں کو جمع حقیقی کی صورت میں ادا کرنا جائز نہیں ہے۔

دلیل: آپ نے اس ارشاد خداوندی سے استدلال کیا ہے: ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتباً موقوتا ○ (یعنی نماز مومنوں پر اپنے اپنے وقت میں فرض کی گئی ہے)۔

السوال الثانی: عن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلۃ بغائط ولا بول ولا تستدبروھا و لکن شرقوا او غربوا قال ابو ایوب فقدمنا الشام فوجدنا مراحیض قد بنیت مستقبل القبلۃ فننحرف عنها و نستغفر اللہ .

(الف) ترجم الحدیث الی الاردیۃ؟

جواب: ترجمہ حدیث: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، انہوں نے کہا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم پاخانہ کرنے کے لیے طہارت خانہ میں جاؤ، تو چھوٹا یا بڑا پیشاب کرتے وقت تم نہ قبلہ کی طرف منہ کرو اور نہ پشت کرو، بلکہ تم مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرو۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم شام آئے تو ہم نے دیکھا کہ وہاں بیت الخلاء قبلہ رخ بنائے گئے ہیں۔ ہم ان میں رخ پھیر کر بیٹھتے تھے اور اللہ سے مغفرت مانگتے تھے۔

(ب) اکتب اختلاف الائمۃ الکرام فی ھذہ المسئلۃ من الحدیث المبارک؟

جواب: قضاء حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرنے میں مذاہب آئمہ: کیا قضاء حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس بات میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(الف) آئمہ ثلاثہ یعنی امام شافعی، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں جنگل میں بوقت قضائے حاجت قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرنا حرام ہے، مگر بیت الخلاء یعنی چار دیواری میں جائز ہے۔

دلیل: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کی جانب منہ کر کے اور کعبہ کی جانب پشت کر کے قضائے حاجت کرتے ہوئے ملاحظہ کیا ہے۔

(ب) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جنگل اور چار دیواری میں بوقت قضائے حاجت قبلہ کی طرف منہ اور پشت کرنا حرام ہے۔

دلیل: آپ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول روایت سے استدلال کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہارے لیے باپ کی حیثیت رکھتا ہوں، تمہاری تربیت و تعلیم کرتا ہوں، پھر فرمایا: قضائے حاجت کے وقت تم میں سے کوئی شخص قبلہ کی طرف نہ اپنا منہ کرے اور نہ پشت کرے۔

(ج) ما المراد بقوله صلى الله عليه وسلم و لكن شرقوا او غربوا؟

جواب: مذکورہ قول کی وضاحت: یہ قول مدینہ والوں اور ان لوگوں کے بارے میں کہا گیا ہے جن کا قبلہ مدینہ کی سمت میں مکہ مکرمہ اور بیت اللہ سے شمال کی جانب واقع ہے یعنی مدینہ منورہ کے مشرق کی طرف منہ کریں۔

السوال الثالث: عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ أَتَتَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي أَيْدِيهِمَا سُوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهُمَا أَتُؤَدِّيَانِ زَكٰوتَهُ فَقَالَتَا لَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتُحِبَّانِ أَنْ يُسَوِّرَكُمَا اللهُ بِسُوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ قَالَتَا لَا قَالَ فَأَدِّيَا زَكٰوتَهُ۔

(الف) شكل هذا الحديث و ترجمه الى الاردية؟

جواب: تشکیل حدیث: سوالیہ حصہ میں کر دی گئی ہے۔

ترجمہ حدیث: حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ اور دادا کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ دو عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں ان کے ہاتھوں میں سونے

کے دو کنگن تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: کیا تم دونوں ان کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ انہوں نے عرض کی: نہیں، تو رسول اللہ نے فرمایا: کیا تم پسند کرو گی کہ اللہ تم دونوں کو آگ کے دو کنگن پہنائے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: ان کی زکوٰۃ ادا کرو۔

(ب) اذكر نصاب الزكوة الذهب و الفضة والابل و البقر و الغنم؟

جواب: سونے کا نصاب زکوٰۃ: ساڑھے سات تولے۔

چاندی کا نصاب زکوٰۃ: ساڑھے باون تولے۔

اونٹوں کا نصاب زکوٰۃ: اونٹوں کی تعداد کے حساب سے ان پر نصاب زکوٰۃ کی تفصیل درج ذیل ہے:

۵ سے لے کر ۹ اونٹوں پر ایک بکری واجب ہوگی۔
۱۰ سے لے کر ۱۴ تک ...... دو بکریاں
۱۵ سے لے کر ۱۹ تک ...... تین بکریاں
۲۰ سے لے کر ۲۴ تک ...... چار بکریاں
۲۵ سے لے کر ۳۵ تک ...... ایک بنت مخاض
۳۶ سے لے کر ۴۵ تک ...... ایک بنت لبون
۴۶ سے لے کر ۶۰ تک ...... ایک حقہ
۶۱ سے لے کر ۷۵ تک ...... ایک جذعہ
۷۶ سے لے کر ۹۰ تک ...... دو بنت لبون
۹۱ سے لے کر ۱۲۰ تک ...... دو حقے، واجب ہوں گے۔

پھر جب اونٹ ۱۲۰ سے بڑھ جائیں تو از سر نو فریضہ لوٹایا جائے گا۔

گائیں کا نصاب زکوٰۃ: گائیوں کا نصاب زکوٰۃ درج ذیل ہے:

۳۰ سے ۳۹ تک ...... ایک تبیع یا تبیعہ
۴۰ سے ۵۹ تک ...... ایک مسن یا مسنہ
۶۰ سے ۶۹ تک ...... ایک ایک سال کے دو بچے
۷۰ سے ۷۹ تک ...... ایک دو سال کا اور ایک ایک سال کا بچہ

۸۰ سے ۸۹ تک......دو دو سال کے دو بچے

۹۰ سے ۹۹ تک......ایک، ایک سال کے تین بچے۔

۱۰۰ سے ۱۰۹ تک......ایک ایک سال کے دو بچے اور ایک بچہ دو سال کا۔

پھر اسی طریقہ کے مطابق دس گائیوں میں زکوۃ کا فرض گائے کے ایک سالہ بچے سے دو سالہ بچے کی طرف تبدیل ہوتا رہے گا۔

بکریوں پر زکوۃ کا نصاب: بکریوں کا نصاب زکوۃ درج ذیل ہے:

۴۰ سے ۱۲۰ تک......ایک بکری

۱۲۱ سے ۲۰۰ تک......دو بکریاں

۲۰۱ سے ۳۰۰ تک......تین بکریاں

۳۰۱ سے ۴۰۰ تک......چار بکریاں

پھر ہر سو بکریوں میں ایک بکری زکوۃ واجب ہوتی جائے گی۔

(ج) بین مرجع ضمیر ابیہ و جدہ بذکر اسمهما؟

جواب: ضمیر کا مرجع: ابیہ کی ضمیر کا مرجع "عمرو" اور جدہ کی ضمیر کا مرجع "شعیب" ہے۔

السوال الرابع :۔عن عائشة رضی الله عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم قال لا تحرم المصة و المصتان قالت عائشة انزل فی القرآن عشر رضعات معلومات فنسخ من ذلك خمسا وصار الی خمس رضعات معلومات فتو فی رسول الله صلی الله علیه وسلم والامر علی ذلك .

(الف) ترجم هذا الحدیث؟

جواب: ترجمہ حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے روایت کرتی ہیں کہ ایک بار یا دو بار دودھ چوسنے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پہلے قرآن میں دس مرتبہ دودھ پلانے کا حکم نازل ہوا۔ پھر اسے منسوخ کر دیا گیا اور پانچ مرتبہ دودھ پلانے کا حکم نازل ہوا۔ وصال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک یہی حکم رہا۔

(ب) ما المراد بقول ام المؤمنین عائشة رضی الله عنها عند الجمهور؟

جواب: جمہور کے نزدیک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کی وضاحت: جمہور کے نزدیک

ممکن ہے کہ پردہ نشین ہونے کی وجہ سے آپ کو پانچ مرتبہ کی رضعات کی منسوخی کا علم نہ ہو سکا۔ یہ حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر ملال تک تو جاری رہا۔ مگر بعد میں منسوخ ہو گیا اور صحابہ کرام جو اس کی تلاوت کرتے تھے ان کو معلوم نہ ہوا ہوگا۔

(ج) اذکر مزایا الجامع للامام الترمذی رحمه الله باللغة العربیة فی ثلثة عشر سطرا؟

جواب: مزایا الجامع للامام الترمذی: ههنا مزایا عدیدة التی یمیزه الجامع للترمذی من غیره، الاوّل: الامام الترمذی قدبین مذاهب اکثر الفقهاء و المسائل الفقهیه' الثانی: و بعد روایته الحدیث وضع اوصاف الحدیث من الحسن و الصحیح و الغریب و غیرها .

الثالث: ثم اشات الی اسانید متعددة بقوله عن فلان و فلان الرابع: فی آخره کتاب العلل .

الخامس: و بعد رسالة فی الاحادیث التی تشتمل علی شمائل النبی صلی الله علیه وسلم المسماة بشمائل الترمذی .

ولهذه المزایا لا یدمن مطالعة هذا الجامع لکل معلم و متعلم و طالب الحدیث .

☆　☆　☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانویة العالمیة (ایم-اے-سال دوم)

(برائے طلباء) الموافق سنة 1447ھ 2025ء

الوقت المحدد	الورقة الرابعة:	مجموع الارقام
ثلاث ساعات	سنن ابی داؤد، آثار السنن	۱۰۰

الملاحظة: اجب عن السؤالین من کل قسم .

القسم الاوّل ...... سنن ابی داؤد

السوال الاول :۔(الف) عن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا اصحابی فو الذی نفسی بیدہ لو انفق احدکم مثل احد ذھبا ما بلغ مداحدھم ولا نصیفہ .

شکل ھذا الحدیث و ترجمہ الی الاردیۃ؟

(ب) ما الحکم لمن سب احد امن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ و اذکر ایضًا مذھب اھل السنۃ و الجماعۃ فی الصحابۃ الکرام؟

السوال الثانی :۔(الف) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مر علی رجل من الانصار و ھو یعظہ اخاہ فی الحیاء فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعہ فان الحیاء من الایمان .

ترجم ھذا الحدیث الی الاردیۃ بعد تشکیلہ؟

(ب) کم قسما للحیاء؟ و ایضا ھل الحیاء جزء الایمان ام لا؟ مع اختلاف الزیادۃ و النقصان فی الایمان؟

السوال الثالث :۔(الف) عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تحرم المصۃ و المصتان، قالت عائشۃ کان فیما انزل اللہ من القرآن عشر رضعات یحرمن ثم نسخن بخمس معلومات یحرمن فتو فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ھن مما یقرأ من القرآن .

ترجم الحدیث الی الاردیۃ؟

(ب) ما المراد بقول عائشۃ عند الجمھور؟ واذکر ایضًا اختلاف الائمۃ الکرام مدۃ الرضاعۃ و مقدارھا؟

القسم الثانی ...... اثار السنن

السوال الرابع :۔(الف) عن معاذۃ قالت سالت عائشۃ فقلت ما بال الحائض تقضی الصوم و لا تقضی الصلاۃ فقالت احروریۃ انت قلت لست بحروریۃ و لکنی اسال قالت یصیبنا ذلک فنؤمر بقضاء الصوم ولا نؤمر بقضاء الصلوۃ .

شکل ھذا الحدیث و ترجمہ الی الاردیۃ؟

(ب) اذکر اختلاف الائمۃ الکرام فی مدۃ الحیض و الوانہ؟

السوال الخامس :۔ (الف) عن علقمۃ قال قال عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی فلم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ .

ترجم الحدیث و بین ھل ھو موقوف اومر فوع من اقسام الحدیث؟

(ب) اذکر اختلاف الائمۃ الکرام فی رفع الیدین فی الصلوۃ مفصلًا؟

السوال السادس :۔(الف) عن عبد اللہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الصلوۃ لو قتہا الا بجمع و عرفات . و عن عائشۃ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی السفر یؤخر الظھر و یقدم العصر و یؤخر المغرب و یقدم العشاء .

ترجم الحدیثین الی الاردیۃ؟

(ب) اذکر اختلاف الائمۃ الکرام فی الجمع بین الصلوتین؟

☆ ☆ ☆

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء 2025ء

الورقۃ الرابعۃ: سنن ابی داؤد، آثار السنن

القسم الاوّل ...... سنن ابی داؤد

السوال الاول :۔(الف) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَوَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ اَنْفَقَ اَحَدُکُمْ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِھِمْ وَلَا نَصِیْفَہٗ .

شکل ھذا الحدیث و ترجمہ الی الاردیۃ؟

جواب: اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے ہیں۔

ترجمہ حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کو برا نہ کہو، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کی مثل بھی سونا خرچ کر دے، تو ان کے ایک مد یا نصف مد کے برابر بھی نہ ہو گا۔

(ب) ما الحکم لمن سب احد امن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟

و اذکر ایضًا ملھب اھل السنة و الجماعة فی الصحابة الکرام؟

جواب: سب صحابہ کرنے والے کا حکم: بعض احناف کے نزدیک سب (گالی) صحابہ کرنے والا کافر ہے۔ شوافع کے نزدیک سب کرنا حرام ہے اور بہت سخت محرمات میں سے ہے۔ قاضی عیاض کے نزدیک کسی ایک صحابی کو سب کرنا (گالی بکنا) گناہ کبیرہ وحرام ہے۔ جمہور کا مذہب یہی ہے کہ اس کو تعزیر دی جائے گی۔

اہل سنت و جماعت کا مؤقف: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب صحابہ کرنا کفر نہیں ہے؟ اور وہ شخص جو سب کرنے والا ہو اہل سنت و جماعت کے نزدیک اسلام سے خارج نہیں ہو گا۔ یہ مسلم ہے کہ سب کرنا قتل کرنے سے کم درجہ کا گناہ ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص حلال سمجھ کر قتل کرے یا سب کرے تو وہ لامحالہ کافر ہوگا۔ شرح عقائد میں ہے: "صحابہ کو سب کرنا اور ان پر طعن کرنا اگر ادلہ قطعیہ کے مخالف ہو تو کفر ہے۔ مثال کے طور پر "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانا" ورنہ فسق و بدعت ہے۔

السوال الثانی :۔(الف) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ وَ ھُوَ یَعِظُ اَخَاہُ فِی الْحَیَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَعْہُ فَاِنَّ الْحَیَاءَ مِنَ الْاِیْمَانِ ۔

ترجم ھذا الحدیث الی الاردیة بعد تشکیله؟

جواب: اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے ہیں۔

ترجمہ حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے ایک شخص کے پاس سے گزرے، تو وہ اپنے بھائی کو حیاء سے متعلق نصیحت کر رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو، کیونکہ حیاء ایمان سے ہے۔

(ب) کم قسما للحیاء؟ و ایضا ھل الحیاء جزء الایمان ام لا؟ مع اختلاف الزیادة و النقصان فی الایمان؟

جواب: حیاء کی اقسام: حیاء کی دو اقسام ہیں: (۱) جبلی اور فطری، (۲) کسبی۔

۱- جبلی وفطری: یہ انسان کی وہ خوبی ہوتی ہے جو اسے برے کاموں سے روکتی ہے اور اچھے و نیک کاموں پر ابھارتی ہے۔

۲- کسبی: یہ وہ خوبی ہوتی ہے جسے انسان اپنے ارادہ واختیار سے حاصل کرتا ہے مثال کے طور پر بندہ کا اللہ سے حیاء کرنا اس کے سامنے کھڑا ہونے کے سبب اس کی نافرمانی کرنی چھوڑ دے، اسے شرعی حیاء بھی کہا جاتا ہے۔

حیاء ایمان کا جزء ہے یا نہیں: حیاء ایمان کا جزء ہے، حیاء سے وقار واطمینان حاصل ہوتا ہے، کیونکہ حیاء ایک طبعی وفطری وصف ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایمان کا ایک جزء قرار دیا ہے جبکہ ایمان اکتساب ہے اور حیاء کرنے والا حیاء کے سبب گناہوں سے رک جاتا ہے، خواہ اس کی نیت نہ ہو۔

حیاء سے ایمان میں کمی یا زیادتی کا ہونا: حیاء ایمان کی نشانی ہے۔ جس قدر حیاء زیادہ ہوگی اسی قدر ایمان بڑھتا جائے گا۔ جس قدر حیاء میں کمی ہوگی ایمان میں بھی اسی قدر کمی آتی جائے گی، کیونکہ حیادار شخص اللہ سے حیاء کی وجہ سے گناہوں سے خود کو بچاتا ہے اور نیک کاموں کی طرف راغب ہو کر اللہ کی خوشنودی حاصل کر لیتا ہے جو اس کے ایمان میں اضافے کا سبب بنتی ہے۔

السوال الثالث :۔(الف) عن عائشة رضی اللہ عنھا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لا تحرم المصة و المصتان، قالت عائشة کان فیما انزل اللہ من القرآن عشر رضعات یحرمن ثم نسخن بخمس معلومات یحرمن فتو فی النبی صلی اللہ علیه وسلم و ھن مما یقرأ من القرآن .

ترجم الحدیث الی الاردیة؟

جواب: ترجمة الحدیث: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک یا دو مرتبہ (دودھ) چوسنا حرمت کو ثابت نہیں کرتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں دس مرتبہ دودھ پینے سے حرمت ثابت ہونے کا حکم نازل کیا تھا، پھر اسے منسوخ کر کے پانچ مرتبہ پینے سے حرمت ثابت ہونے کا حکم نازل ہوا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اس وقت یہ آیت قرآن کے اس حصہ میں تھی جسے تلاوت کیا جاتا ہے۔

(ب) ما المراد بقول عائشة عند الجمھور؟ واذکر ایضًا اختلاف الائمة الکرام مدة الرضاعة و مقدارھا؟

جواب: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کی وضاحت: جمہور کے نزدیک حضرت عائشہ رضی

اللہ عنہا کے قول سے مراد یہ ہے کہ نسخ آپ کے وصال مبارک سے کچھ عرصہ پہلے ہوا تھا، جن لوگوں تک اس کی خبر نہ پہنچی وہ اس کی تلاوت کرتے رہے مگر بعد میں اس کی تلاوت کو منسوخ کر دیا گیا لیکن حکم باقی رہا۔

مدت رضاعت اور اختلاف آئمہ: رضاعت کی مخصوص مدت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ۳۰ ماہ ہے۔ صاحبین فرماتے ہیں: دو سال ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اسی کی قائل ہیں۔ امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ تین سال ہے۔ امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ کا قول بھی (دو سال) ہے۔

مقدار رضاعت اور اختلاف آئمہ: امام مالک اور احناف کے نزدیک قلیل دودھ پلانے یا زیادہ پلانے کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ جب معدہ تک پہنچ جائے خواہ ایک گھونٹ ہو تو حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پانچ مرتبہ دودھ پلانے سے حرمت رضاعت ثابت ہو گی۔

القسم الثانی ... الاثار السنن

السوال الرابع: ـ(الف) عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةِ فَقَالَتْ اَحَرُوْرِيَّةٌ اَنْتِ قُلْتُ لَسْتُ بِحَرُوْرِيَّةٍ وَلٰكِنِّيْ اَسْاَلُ قَالَتْ يُصِيْبُنَا ذٰلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلٰوةِ ۔

شکل هذا الحدیث و ترجمه الی الاردیة؟

جواب: اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں؟

ترجمہ حدیث: حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: حائضہ کو کیا ہے کہ وہ روزے کی قضاء کرتی ہے اور نماز کی قضاء نہیں کرتی؟ تو آپ نے فرمایا: کیا تو خارجیہ ہے؟ میں نے جواب دیا: نہیں! میں خارجیہ نہیں ہوں لیکن میں مسئلہ پوچھ رہی ہوں، تو آپ نے فرمایا: جب ہم حیض سے ہوتیں تو ہمیں روزے کی قضاء کا حکم دیا جاتا تھا اور نماز کی قضاء کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔

(ب) اذکر اختلاف الائمة الکرام فی مدة الحیض وادلته؟

جواب: مدت حیض میں اختلاف آئمہ:

[illegible]

۱- امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری، اہل کوفہ اور ابن مبارک رحمہم اللہ کا موقف یہ ہے کہ حیض کی اقل مدت تین دن رات اور اکثر مدت دس دن رات ہے۔

۲- عطاء بن رباح، امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق، امام اوزاعی اور ابوعبید رحمہم اللہ کا موقف ہے کہ حیض کی اقل مدت ایک دن رات اور اکثر مدت پندرہ دن رات ہے۔

حیض کے رنگ: حیض کا خون چھ رنگوں میں سے ایک رنگ کا ہوتا ہے، وہ چھ رنگ یہ ہیں:

۱-کالا	۲-سرخ	۳-سبز
۴-خاکستری	۵-سرخی مائل سیاہ	۶-زرد

السوال الخامس: ـ (الف) عن علقمة قال قال عبد الله بن مسعود رضی الله عنهما الا اصلی بکم صلوٰة رسول الله صلی الله علیه وسلم فصلی فلم یرفع یدیه الا فی اول مرة ۔

ترجم الحدیث و بین هل هو موقوف اومرفوع من اقسام الحدیث؟

جواب: ترجمہ حدیث: حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جیسی نماز نہ پڑھاؤں؟ پھر انہوں نے نماز پڑھائی، تو سوائے پہلی مرتبہ کے رفع یدین نہ کیا۔

موقوف یا مرفوع اقسام حدیث میں سے ہیں: جی ہاں! موقوف اور مرفوع دونوں اقسام حدیث میں سے ہیں۔ مذکورہ بالا حدیث، حدیث موقوف ہے، کیونکہ یہ صحابی سے روایت ہے یعنی اصحاب ثلاثہ نے روایت کیا ہے۔

(ب) اذکر اختلاف الائمة الکرام فی رفع الیدین فی الصلوٰة مفصلاً؟

جواب: رفع یدین سے متعلق اختلاف آئمہ:

امام مالک و امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف: ان کے نزدیک صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنا چاہیے، اس کے علاوہ نہیں۔

دلیل ۱: حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جیسی نماز نہ پڑھاؤں؟ پھر انہوں نے نماز پڑھائی تو سوائے پہلی مرتبہ کے رفع یدین نہیں کیا۔

دلیل ۲: حضرت اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب کو دیکھا وہ صرف پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے۔

حنابلہ وشافعیہ کا مؤقف: تکبیر تحریمہ کے علاوہ رکوع میں جاتے اور اس سے اٹھتے وقت رفع یدین کے قائل ہیں۔

دلیل: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا آغاز کرتے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر بلند کرتے، پھر جب وہ رکوع کے لیے تکبیر کہتے اور جب وہ رکوع سے اپنا سر مبارک اٹھاتے تو اسی طرح دونوں ہاتھوں کو بلند کرتے اور فرماتے: سمع اللہ لمن حمدہ ربنا و لک الحمد آپ سجدے میں ایسا نہیں کرتے تھے۔

غیر مقلدین کا مؤقف: غیر مقلدین بھی تکبیر تحریمہ کے سوا رکوع وسجود میں رفع یدین کے قائل ہیں۔

دلیل: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجدے میں رفع یدین فرماتے تھے۔

السوال السادس:۔(الف) عن عبد اللہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الصلوۃ لو قتیا الا بجمع و عرفات . و عن عائشۃ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی السفر یؤخر الظہر و یقدم العصر و یؤخر المغرب و یقدم العشاء .

ترجم الحدیثین الی الاردیۃ؟

جواب: ترجمہ حدیث (۱): حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کو اس کے وقت پر پڑھتے تھے، سوائے مزدلفہ وعرفات میں جمع کرنے کے۔

ترجمہ حدیث (۲): حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے دوران نماز ظہر کو مؤخر اور نماز عصر کو مقدم فرماتے۔ نماز مغرب کو مؤخر اور نماز عشاء کو مقدم کیا کرتے تھے۔

(ب) اذکر اختلاف الائمۃ الکرام فی الجمع بین الصلوتین؟

جواب: دو نمازوں کو جمع کرنے میں اختلاف آئمہ: دو نمازوں کو جمع کرنے کے بارے میں اختلاف آئمہ درج ذیل ہے:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف میدان عرفات اور مزدلفہ میں ظہر وعصر اور مغرب وعشاء یعنی دو نمازوں کو اکٹھا پڑھنا جائز ہے اور باقی جگہوں پر اس طرح ایک ساتھ نمازیں نہیں پڑھی جائیں گی۔

امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا مذہب: ان تینوں آئمہ کے نزدیک میدان عرفات ومزدلفہ کے علاوہ سفر کے دوران، بارش کے وقت، بیماری کی حالت میں، یا دشمن کے ڈر سے دو نمازوں کو ایک ساتھ پڑھنا جائز ہے۔

☆ ☆ ☆

الاختبار السنوی النہائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اہل السنۃ) پاکستان

سالانہ امتحان الشہادۃ الثانویۃ العالمیۃ (ایم-اے-سال دوم)

(برائے طلباء) الموافق سنۃ 1447ھ 2025ء

الوقت المحدد	الورقۃ الخامسۃ:	مجموع الارقام
ثلاث ساعات	سنن النسائی و ابن ماجۃ	۱۰۰

الملاحظۃ: اجب عن سؤالین من کل قسم .

القسم الاوّل --- سنن النسائی

السوال الاول :۔(الف) عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لاتشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد مسجد الحرام و مسجدی ہذا و مسجد الاقصی .

شکل ہذا الحدیث و ترجمہ الی الاردیۃ؟

(ب) ذہب البعض الی حرمۃ شد الرحال الی غیر المساجد الثلثۃ عملا بظاہر الحدیث فما جوابہ عندک؟ اذکرہ مفصلًا؟

السوال الثانی:۔ (الف) عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افرد الحج .

ترجم ہذا الحدیث و بین اقسام الحج؟

(ب) قد روی انہ صلی اللہ علیہ وسلم افرد الحج وروی انہ تمتع وروی انہ قرن؟

اذکر التوفیق بین الروایات الثلثۃ و بین افضلیھا بالدلیل؟

السوال الثالث :۔(الف) عن عبد اللہ بن مغفل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر بقتل الکلاب و رخص فی کلب الصید و الغنم وقال اذا ولغ الکلب فی الاناء فاغسلوہ سبع مرات و عفروہ الثامنۃ بالتراب ۔

(ب) ما الحکم لسؤر الھرۃ و سؤر الکافر؟

(ج) اذکر اختلاف الائمۃ الکرام فی تطہیر الاناء اذا ولغ الکلب فیہ؟

القسم الثانی ـــ سنن ابن ماجۃ

السوال الرابع :۔عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن عبد حتی یؤمن باربع باللہ وحدہ لا شریک لہ و انی رسول اللہ و بالبعث بعد الموت و القدر ۔

(الف) ترجم ھذا الحدیث بعد تشکیلہ؟

(ب) بین تعریف القدر و القسامہ وجواب الاعتراض علیہ؟

السوال الخامس :۔عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سئل عن علم یعلمہ فکتمہ الجم یوم القیمۃ بلجام من نار؟

(الف) ترجم الحدیث و اکتب اسم ابی ھریرۃ وعدد مروياتہ ۔

(ب) اکتب فضیلۃ العلم و العلماء فی ضوء القرآن و الحدیث و لا تکن اقل من خمسۃ عشر سطرا؟

السوال السادس :قال اغارت علینا خیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو یتغدی فقال ادن فکل قلت انی صائم قال اجلس احدثک عن الصوم او الصیام ان اللہ عزوجل وضع عن المسافر شطر الصلٰوۃ و عن المسافر و الحامل و المرضع الصوم او الصیام و اللہ لقد قالھما النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلتا ھما او احد اھما فیالھف نفسی فھلا کنت طعمت من طعام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

(الف) ترجم ھذا الحدیث الی الاردیۃ؟

(ب) اذکر اختلاف الائمۃ الکرام فی صوم الحامل و المرضع مفصلا؟

☆ ☆ ☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء 2025ء

الورقۃ الخامسۃ: سنن النسائی و ابن ماجۃ

القسم الاول ـــ سنن النسائی

السوال الاول :۔(الف) عن ابی ھریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لاتشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد مسجد الحرام و مسجدی ھذا و مسجد الاقصی ۔

شکل ھذا الحدیث و ترجمہ الی الاردیۃ؟

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ مَسْجِدِیْ ھٰذَا وَ مَسْجِدِ الْاَقْصٰی ۔

جواب: اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ سفر کرو تم مگر تین مساجد کی طرف یعنی مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ۔

(ب) ذھب البعض الی حرمۃ شد الرحال الی غیر المساجد الثلثۃ عملا بظاھر الحدیث فما جوابہ عندک؟ اذکرہ مفصلا؟

جواب: دوسری مساجد کی طرف سفر کرنے کا حکم: مذکورہ مساجد ثلاثہ کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف سفر حرام نہیں ہے۔ مذکورہ حدیث پاک میں مساجد ثلاثہ میں قصر و حصر کا مطلب یہ ہے کہ اگر تمہیں زیادہ ثواب حاصل کرنے کا ارادہ ہو، تو ان مساجد کی طرف سفر کرو کہ یہ مساجد تمام سے افضل ہیں۔ ان میں نماز پڑھنے کا باقیوں کی بہ نسبت زیادہ اجر و ثواب ہے۔ ان مساجد سے بڑھ کر کسی مسجد کو افضل ماننا منع ہے...... علاوہ ازیں اثر منقول ہے کہ "جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ستائیس نمازوں کے مساوی ہے" تو

یہ حکم ہر مسجد کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، جہاں بھی نماز باجماعت ہو۔ لہٰذا دوسری مساجد کی طرف سفر مذکورہ مساجد ثلاثہ کے علاوہ منع نہیں ہے۔

یہ بات ذہن میں رہے کہ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ ان مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کو ان کے برابر فضیلت کا خیال کرتے ہوئے اس کی طرف سفر کرنا منع ہے۔ ہر سفر منع نہیں ہے، کیونکہ ہر سفر اگر منع ہوتا تو علم حاصل کرنے والدین کی زیارت کے لیے جانے، تجارت کرنے، یا تبلیغ کرنے اور دیگر وجوہات کی بناء پر سفر کرنے کی ممانعت لازم آئے گی حالانکہ ان کے جواز میں کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہے۔

مذکورہ مساجد کی فضیلت سے متعلق روایت ہے کہ مسجد حرام میں ایک نماز ادا کرنے کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے جبکہ مسجد اقصیٰ و مسجد نبوی میں ایک نماز ادا کرنے کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔

السوال الثانی:۔ (الف) عن عائشة رضی الله عنها ان رسول الله صلی الله علیه وسلم افرد الحج .

ترجم هذا الحدیث و بین اقسام الحج؟

<u>جواب: ترجمہ حدیث:</u> حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج افراد کیا تھا۔

<u>اقسام حج:</u> حج کی تین اقسام ہیں:

<u>۱۔حج تمتع:</u> حج تمتع میں حج کے مہینوں میں صرف عمرہ کا احرام باندھے، جب حاجی مکہ پہنچے تو عمرہ کا طواف اور سعی کر کے سر منڈوالے یا بال چھوٹے کروالے اور احرام کھول دے آٹھ ذوالحجہ کو صرف حج کا احرام باندھے اور حج کے تمام مناسک ادا کرے۔

<u>۲۔حج افراد:</u> حج افراد یہ ہے کہ صرف اکیلے حج کا احرام باندھا جائے۔

<u>۳۔حج قران:</u> میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھا جائے۔

(ب) قد روی انه صلی الله علیه وسلم افرد الحج وروی انه تمتع وروی انه قرن .

اذکر التوفیق بین الروایات الثلاثة و بین افضلها بالدلیل؟

جواب: <u>حج کی تینوں اقسام میں کونسا حج افضل ہے؟:</u> اس بات پر تمام آئمہ کا اتفاق ہے کہ حج افراد، حج تمتع اور حج قران تینوں جائز ہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تینوں صورتوں کو پسند فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کونسا حج کیا اور ان میں سے کونسی صورت افضل ہے؟ اس سے متعلق مختلف احادیث آئی ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (حج کے ارادہ) سے نکلے تو آپ نے فرمایا: جو تم میں حج وعمرہ کا احرام باندھنا چاہے، وہ ایسا کرے، جو صرف حج کا احرام باندھنا چاہے، وہ حج کا احرام باندھ لے اور جو عمرہ کا احرام باندھنا چاہے وہ عمرے کا احرام باندھ لے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج افراد کیا، حج تمتع کیا اور حج قران کیا۔

ان میں سب سے افضل حج، حج قران ہے اور یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حج حجۃ الوداع میں قران تھا۔ تمتع یا افراد نہیں۔ احادیث صریحہ اور روایات صحیحہ سے یہی ثابت ہے۔ جس سے زیادہ صحیح اور صریح احادیث میں یہی ذکر کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج قران کا احرام باندھا تھا۔ حج قران کے افضل ہونے کے حوالے سے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں عمرہ کا حج کے ساتھ تمتع کیا اور قربانی کی۔ ذوالحلیفہ سے اپنے ساتھ ہدی لے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے عمرہ کا احرام باندھا اور پھر حج کا احرام باندھا۔

۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حج کا عمرہ کے ساتھ قران کیا۔ ان کے لیے ایک طواف کیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔

۳۔ مروان بن الحکم کہتے ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا، انہوں نے سنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے: "اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ وَبِحَجٍّ وَ عُمْرَةٍ" حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ قران سے باز نہیں آتے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حج اور عمرہ کے ساتھ تلبیہ کرتے ہوئے سنا ہے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو تمہارے کہنے کی وجہ سے نہیں چھوڑ سکتا۔

<u>تطبیق کی صورت:</u> ان احادیث مبارکہ میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

احرام باندھتے وقت مختلف کلمات کہے۔ یعنی ۱-لَبَّیْكَ بِحَجَّةٍ، ۲- لَبَّیْكَ بِعُمْرَةٍ اور ۳-لَبَّیْكَ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ ۔ توجن صحابہ نے پہلے کلمات سنے ان کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج افراد کیا۔ جن صحابہ نے دوسرے نمبر والے کلمات سنے، انہوں نے سمجھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج تمتع کیا ہے اور جن صحابہ نے تیسرے نمبر والے کلمات سنے ان کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج قران کیا ہے۔ لہٰذا بعض صحابہ نے حج افراد کیا، بعض نے تمتع کیا اور بعض نے قران کیا۔ یوں ان تینوں روایتوں پر عمل ہوگیا۔

السوال الثالث:۔(الف) عن عبد الله بن مغفل ان رسول الله صلى الله عليه وسلم امر بقتل الكلاب و رخص في كلب الصيد و الغنم وقال اذا ولغ الكلب في الاناء فا غسلوه سبع مرات و عفروه الثامنة بالتراب؟

شكل هذا الحديث و ترجمه الى الاردية؟

جواب: اعراب:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ وَرَخَّصَ فِيْ كَلْبِ الصَّيْدِ وَالْغَنَمِ وَقَالَ إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْاِنَاءِ فَاغْسِلُوْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَعَفِّرُوْهُ الثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ .

ترجمہ حدیث: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو مارنے کا حکم دیا، پھر شکاری کتے اور گلے کے کتے کی اجازت دی اور فرمایا: جب برتن میں کتا منہ ڈال کر جوٹھا کر دے تو اسے سات مرتبہ دھوؤ۔ آٹھویں مرتبہ اس برتن کو مٹی سے مانجھو اور صاف کرو۔

(ب) ما الحكم لسؤر الهرة و سور الكافر؟

جواب: بلی کے جوٹھے کا حکم: بلی کا جوٹھا پاک ہے لیکن مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر بلی کے جوٹھے پانی کے علاوہ اور پانی نہ ملے تو اس سے وضو کرنا جائز ہے۔ اگر کسی نے جوٹھے پانی کے علاوہ اور پانی ہونے کے باوجود جوٹھے پانی سے وضو کیا، تو وضو تو ہو جائے گا مگر مکروہ ہوگا۔

کافر کے جوٹھے کا حکم: کافر کا جوٹھا پاک ہے، اس کے استعمال کردہ پانی کا بھی یہی حکم ہے کہ اس سے وضو کرنا جائز ہے۔

(ج) اذكر اختلاف الائمة الكرام في تطهير الاناء اذا ولغ الكلب فيه؟

جواب: اختلاف آئمہ: جب کتا برتن میں منہ ڈال کر اس جوٹھا کر دے، تو اسے پاک کیسے کرتا ہے؟ اس بارے میں آئمہ کا موقف بالدلائل درج ذیل ہے۔

امام ابوحنیفہ کا موقف بالدلیل: امام ابوحنیفہ کے نزدیک جس برتن میں کتا منہ ڈال دے اسے تین مرتبہ دھونا کافی ہے۔ آپ کی دلیل یہ روایت ہے:

دلیل: امام ابن عدی نے کامل میں اور امام دارقطنی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کتا جس برتن میں منہ ڈال دے تو برتن کی اس چیز کو گرا دو اور اسے تین مرتبہ دھوؤ۔

امام شافعی، امام مالک، امام احمد اور جمہور فقہاء کا موقف: ان تمام فقہاء کے نزدیک جس برتن میں کتا منہ ڈال دے، اس برتن کو سات مرتبہ دھونا واجب ہے۔ ان کی دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے۔

دلیل: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کے برتن سے کتا پانی پی لے، تو اسے سات مرتبہ دھولو۔

القسم الثاني ــــ سنن ابن ماجة

السوال الرابع:۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُؤْمِنَ عَبْدٌ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِاَرْبَعٍ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَبِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْقَدْرِ .

(الف) ترجم هذا الحديث بعد تشكيله؟

جواب: اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ حدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ چار چیزوں پر ایمان نہ لائے: اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، میں اللہ کا رسول ہوں، مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر اور تقدیر پر۔

(ب) بين تعريف القدر و اقسامه وجواب الاعتراض عليه؟

جواب: تعریف قدر: کسی چیز کے علم وارادہ اور قول کے مطابق ہونے کو قدر/تقدیر کہتے ہیں۔

اقسام قدر: اقسام قدر تین ہیں:

۱۔مبرم حقیقی: یہ علم الٰہی میں کسی چیز پر معلق نہیں ہے۔

۲۔معلق محض: ملائکہ کے صحائف میں کسی شے پر اس کا معلق ہونا ظاہر کر دیا گیا ہے۔

۳۔معلق شبیہ بہ مبرم: ملائکہ کے صحائف میں اس کی تعلیق نہیں پائی گئی جبکہ اللہ کے علم میں اس کی تعلیق موجود ہے۔

تقدیر پر کیا جانے والا اعتراض مع جواب:

اعتراض: جب سب کچھ تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے کہ انسان نے کیا کیا کرنا ہے، تو پھر گناہ کرنے سے انسان کا قصور کیا ہے؟

اعتراض کا جواب: تقدیر کے مسئلہ میں غور وفکر کرنے اور پھر اس میں بحث کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اسلامی عقائد میں ایک عقیدہ تقدیر ہے اس کا منکر کامل مسلمان نہیں ہوسکتا۔

اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے جو کچھ عالم میں وارد ہونے والا تھا، جو کچھ بندے کرنے والے تھے، اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے مطابق اسے پہلے ہی لکھ دیا تھا۔ کسی کی قسمت میں اچھائی اور کسی کی قسمت میں برائی لکھی۔ اس لکھے جانے نے بندہ کو مجبور نہیں کر دیا، جو اللہ نے لکھ دیا ہے بندہ وہی کام کرے گا۔ بلکہ حقیقت یوں ہے کہ اللہ نے وہ سب کچھ لکھا جو بندہ کرنے والا تھا۔ اگر وہ بھلائی کرنے والا تھا تو اس کی قسمت میں بھلائی لکھ دی اور اگر برائی کرنے والا تھا تو اس کی قسمت میں برائی لکھ دی۔

اس لیے تقدیر کے مسئلے پر بحث کرنے کے بارے میں منع کرنے کے حوالے سے بہت سی احادیث ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ تقدیر کے بارے میں بحث کرتے ہیں ان کے بیماروں کی عیادت نہ کرو اور نہ ان کے جنازوں میں شرکت کرو۔

السوال الخامس: ۔عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم من سئل عن علم يعلمه فكتمه الجم يوم القيمة بلجام من نار ۔

(الف) ترجم الحديث و اكتب اسم ابی هريرة وعدد مروياته؟

جواب: ترجمہ حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس سے علم کے حوالے سے کوئی سوال کیا جائے اور وہ اسے جانتا ہو، پھر وہ اسے چھپائے تو روز قیامت اسے آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔

ابوہریرہ کا نام: عبدالرحمٰن بن صخر

روایت کردہ احادیث کی تعداد: پانچ ہزار تین سو چوہتر (5374)۔

(ب) اكتب فضيلة العلم و العلماء فی ضوء القرآن و الحديث و لا تكن اقل من خمسة عشر سطرا؟

جواب: علم وعلماء کی فضیلت پر تراش: علم ایک مینارۂ نور ہے جس سے انسان دوسری مخلوق سے ممتاز ہے۔ قرآن وحدیث میں علم وعلماء کی بہت شان بیان ہوئی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اَلرَّحْمٰنُ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ o عَلَّمَهُ الْبَيَانَ o" دوسری جگہ ارشاد ہے: "اللہ تعالیٰ تم میں ایمان والوں اور جنہیں علم دیا گیا ہے ان کے درجات بلند فرماتا ہے۔" ارشاد باری تعالیٰ ہے: "قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ط" اس آیت کریمہ میں علم سے عاری لوگوں کو غیرت وحمیت دلائی جا رہی ہے کہ وہ علم سے محروم رہ کر اپنے مرتبہ ومقام سے نہ گریں نہ بلکہ علم حاصل کر کے انسانی مرتبہ پر فائز ہوں۔ اشرف المخلوقات میں اپنا شمار کروائیں۔ اسی طرح بے شمار آثار مبارکہ ہیں، جو علم کی فضیلت پر دال ہیں۔

علماء کی شان میں ارشاد ربانی ہے: "اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ط" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ" یعنی علماء کو انبیاء کا جانشین قرار دیا گیا۔ پھر علماء کو بروز قیامت یہ حق بھی حاصل ہوگا کہ وہ جس کی چاہیں شفاعت کریں گے، اللہ ان کی شفاعت قبول فرمائے گا۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قرآن سیکھا اور اسے یاد رکھا، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا، اس کے گھر والوں میں سے دس ایسے لوگوں کے حق میں شفاعت قبول کرے گا، جن پر آگ (دوزخ) واجب ہو چکی ہوگی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہتر وہ شخص ہے، جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔"

علم کی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے۔

علماء کے لیے زمین و آسمان کی ہر چیز حتیٰ کہ پانی میں موجود مچھلیاں بھی اس کے لیے دعائے مغفرت کرتی ہیں اور عالم شخص کو عابد پر وہی فضیلت حاصل ہے، جو چاند کو ستاروں پر ہوتی ہے۔

السوال السادس: ۔قال اغارت علينا خيل رسول الله صلی الله عليه وسلم فاتيت

رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يتغدى فقال ادن فكل قلت انى صائم قال اجلس احدثك عن الصوم او الصيام ان الله عزوجل وضع عن المسافر شطر الصلوٰة وعن المسافر و الحامل و المرضع الصوم او الصيام و الله لقد قالهما النبى صلى الله عليه وسلم كلتا هما او احدا هما فيالهف نفسى فهلا كنت طعمت من طعام رسول الله صلى الله عليه وسلم .

(الف) ترجم هٰذا الحديث الى الاردية؟

ترجمہ حدیث: وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھڑسواروں نے ہم پر حملہ کر دیا، تو میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، آپ اس وقت کچھ کھا رہے تھے، تو آپ نے فرمایا: ''آگے ہو جاؤ اور کھالو۔'' میں نے عرض کیا: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بیٹھو میں تمہیں روزے کے بارے میں بتاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے نصف نماز معاف فرمادی ہے اور مسافر اور حاملہ و دودھ پلانے والی عورت سے روزہ کو معاف کر دیا ہے۔ (یہاں صوم/صیام لفظ میں راوی کو شک ہے) راوی کہتے ہیں اللہ کی قسم! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یا تو دونوں الفاظ استعمال کیے یا ان میں سے ایک' مجھے اپنے اوپر افسوس ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان سے کیوں نہ کھایا۔

(ب) اذكر اختلاف الائمة الكرام فى صوم الحامل و المرضع مفصلًا؟

جواب: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف: اگر حاملہ اور مرضعہ کو اپنی یا بچے کی جان کا خطرہ، تو دفع حرج کے لیے روزہ نہ رکھیں اور بعد میں قضاء کریں۔ ان پر کفارہ واجب نہ ہوگا، کیونکہ ایسا عذر کی وجہ سے ہے اور ان پر فدیہ بھی واجب نہیں ہوگا۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حاملہ اور مرضعہ روزے کی قضاء بھی کریں گی اور ان پر فدیہ بھی ادا کریں گے۔

☆ ☆ ☆